مسلمان کی اصل پہچان
معاملات کی درستی ہے

اسلام اور معاملات

خبردار.....خبردار

اگر آپ نے خدانخواستہ کسی شخص کی زمین... مال... کاروبار وغیرہ پر قبضہ کیا ہے... وراثت میں اپنے کسی بھائی یا بہن کا حق دبایا ہے... شراکت دار کو دھوکہ دے کر اپنے کھاتے میں زیادہ رقم ڈالی ہے تو اس غبن اور غصب کی نحوست کا سایہ برابر آپ کا پیچھا کرتا رہے گا... جسے آپ بھوت یا سایہ سمجھ رہے ہوں گے... وہ بھوت نہیں بلکہ آپ کا کرتوت ہے جو سایہ بن کر آپ کا تعاقب کر رہا ہے...

یاد رکھیے! جب تک اہل حقوق کو اُن کا حق ادا نہیں کر دیا جاتا تب تک کوئی وظیفہ... کوئی دُعا... کوئی دم... کوئی جھاڑ... کوئی تعویذ آپ کو کام نہیں دیگا...

ہاں! اگر آپ لوگوں کا حق ادا کر دیں تو شاید ان چیزوں کی آپ کو ضرورت بھی نہیں پڑے گی... (جامع الوظائف)

آج گھر گھر لڑائی اور عدالتوں میں
جو مقدمات کی کثرت ہے
اسکی بنیادی وجہ معاملات کی خرابی ہے
جس کی وجہ سے بھائی بھی
بھائی کا دشمن ہو جاتا ہے
اسی کی فکر پیدا کرنے کیلئے
یہ کتاب مرتب کی گئی ہے

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
و دیگر اکابر حضرات

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان 061-4519240

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد النبی
الامی وعلی الہ وسلم تسلیما

اسلام اور معاملات

Marfat.com

گھر گھر میں فساد ہے

آج ایک دوسرے کے حقوق میں بڑی کوتاہی ہورہی ہے
جس سے بڑے بڑے جھگڑے پیدا ہورہے ہیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
''جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کریگا
اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے محروم فرمادینگے'' (مشکوۃ شریف)

ھدیۂ مُحبّت

بخدمت جناب..

....

....

....

نوٹ:۔ دوست احباب کو ہدیہ کر کے اپنے لئے صدقہ جاریہ بنایئے

Marfat.com

مُسلمانؑ کی اصل پہچان... مُعاملاتؑ کی درستی ہے

اِسلام اور مُعاملاتؑ

معاملات... دین اسلام کا ایک اہم شعبہ ہے
آج گھر گھر جو لڑائی اور عدالتوں میں جو مقدمات کی کثرت ہے
ان کی بنیادی وجہ معاملات کی خرابی اور حقوق العباد سے غفلت ہے
جس سے بھائی بھی بھائی کا دشمن ہو جاتا ہے
اس اہم موضوع کی فکر پیدا کرنے کیلئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے
جس میں قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اَسلاف و اکابر
کے معاملات کی فکر اور اہتمام کے حیرت انگیز واقعات جمع کئے گئے ہیں

از افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
ودیگر اکابر حضرات

جمع و ترتیب

محمد اسحٰق مُلتانی
مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان

DATA ENTERED

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

Marfat.com

2-97-04
93779
144987

اِسلام اور مُعاملات

تاریخ اشاعت.................. محرم الحرام ۱۴۳۸ھ
ناشر.................. ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.................. سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ
اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

قانونی مشیر
محمد اکبر ساجد
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ.... ملتان
مکتبہ سید احمد شہید...... اردو بازار...... لاہور
دارالاشاعت........ اُردو بازار........... کراچی
مکتبہ علمیہ.............. اکوڑہ خٹک...... پشاور
مکتبہ رشیدیہ....... سرکی روڈ...... کوئٹہ
اسلامی کتاب گھر..... خیابان سرسید..... راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص..... قصہ خوانی بازار...... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

Marfat.com

عرض مرتب وناشر

پہلے مجھے پڑھیے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لحضرة الجلالة والنعة لخاتم الرسالة

امابعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں جامع دین سے نوازا ہے...

جس میں زندگی کے ہر پہلو سے متعلق احکام وآداب موجود ہیں۔

توحید... عبادات... معاملات... معاشرت اور اخلاقیات کی تکمیل ہی سے دین کی تکمیل ہے... لہٰذا دین کا ایک اہم شعبہ معاملات ہے... معاشرہ میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے لین دین... اور بندوں کے حقوق سب معاملات ہی کے تحت ہیں...

دین اسلام میں معاملات کس قدر اہم ہیں کہ دین کا ایک حصہ عبادات پر مشتمل ہے تو تین حصے معاملات سے متعلق ہیں... معاملات کی درستی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر اور اہتمام ہی ایک مسلمان کی پہچان ہے...

قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت جو سورہ بقرہ کے آخر میں ہے... اس میں بھی باہمی معاملات کے احکام ہیں کہ باہمی معاملہ کو تحریر کر کے گواہ بنا لئے جائیں...

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے بڑی رحمت کی آیت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایک پیسہ کا نقصان بھی گوارا نہیں فرماتے...

آج گھر گھر میں جو ناچاقی... دفاتر اور بازاروں میں لڑائی جھگڑے اور عدالتوں... کچہریوں میں جو مقدمات کی کثرت ہے... ان سب کی ایک اہم وجہ یہی معاملات کی خرابی ہے... جس سے معاملہ کرتے وقت پوری تحقیق واطمینان تحریر اور

2016-10-05
صفحہ نمبر
2016/10/5

Marfat.com

گواہ ان سب چیزوں کونظر انداز کردیا جاتا ہے اور دوسرے کی ظاہری دینداری... حُسنِ اَخلاق یا بناوٹی بزرگی سے متاثر ہوجاتے ہیں... جبکہ معاملات سے متعلق اسلام نے ہمیں بڑی اہمیت اور باریکی کیساتھ احکام سے نوازا ہے اور عام حالات میں معاملات سے متعلق دین کے احکام کو یکسر فراموش کردیا جاتا ہے...

پھر جب یہی بظاہر دیندار معاملات اور حقوق العباد میں غفلت کرتے نظر آتے ہیں تو پھر اپنی کوتاہی کو تسلیم کرنے کی بجائے دین کو بدنام کرکے اپنے ایمان کو بھی داؤ پر لگادیا جاتا ہے... معاملات کے متعلق اہم اصول ہے کہ تعاملوا کالا جانب وتعاشروا کالا خوان کہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہو...

لیکن معاملہ کرتے وقت ایک دوسرے سے اجنبی کا سا معاملہ کرو... بلکہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں... تعاملوا مع الأجانب کہ اپنے قریبی عزیزوں کے ساتھ کوئی معاملہ ہی نہ کیا جائے... بلکہ غیروں سے معاملہ کیا جائے...

موجودہ حالات میں معاملات کی خرابی کے باعث لوگ دھوکہ کھا کر اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں یا دوسروں کا حق غصب کرکے اپنی دنیا وآخرت کو خراب کرلیتے ہیں...

معاشرہ کے اِسی سُلگتے موضوع پر زیرِ نظر جدید کتاب ترتیب دی گئی ہے جس میں معاملات کی اہمیت... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر واَسلاف کے واقعات کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ اسلام میں معاملات کا معاملہ کس قدر اہم ہے اور ہمارے اَسلاف واکابر کس قدر معاملات کی درستی کا اہتمام فرماتے تھے...

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر گھر تک پہنچائے تاکہ دین کے اہم شعبہ معاملات درست ہوسکے اور گھر گھر جو ناچاقی اور لڑائی جھگڑے ہیں ان سے حفاظت ہوسکے...

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمادیں آمین

والسلام ...محمد اسحٰق غفرلہ....

عشرہ اول محرم الحرام ۱۴۳۸ھ بمطابق اکتوبر 2016ء

Marfat.com

فہرست عنوانات

حقوق العباد اور معاملات سے متعلق ابتدائی اہم مقالات	
معاملات کی صفائی اور تنازعات	۲۹
صفائی معاملات	۳۶
معاملات کی خرابی کا عبادات پر اثر	۳۶
حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور معاملات	۳۷
ایسا چندہ حلال نہیں	۳۷
انسان کی پہچان معاملات سے	۳۸
حقیقت تصوف	۳۸
ایک محدث کو خواب میں زیارت نبوی اور خفگی کا اظہار	۳۹
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا واقعہ	۳۹
جس شخص کو آخرت کی فکر ہو وہ کس طرح چین سے بیٹھے؟	۴۰
شریعت میں کافر فاسق سب کے حقوق ہیں	۴۱
ایک دھوکے باز کا قصہ	۴۱
شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ	۴۱
معاملات کی صفائی	۴۳
حقیقی مُفلس کون؟	۴۶

Marfat.com

اسلام اور معاملات	۴۷
باپ کے انتقال پر میراث کی تقسیم فوراً کریں	۴۷
مشترک مکان کی تعمیر میں حصہ داروں کا حصہ	۴۷
حکیم الامت اور صفائی معاملات	۴۸
قرض کی ادائیگی کی فکر کیجئے!	۵۰
قرض کا وبال	۵۳
مقروض کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے	۵۳
قرض سے نجات کے لئے وظیفہ	۵۴
قرض کی فکر	۵۴
چوری یہ بھی ہے	۵۵
انسان بننا فرض ہے	۶۱
وراثت وغیرہ میں شریعت کی پابندی اور برکتیں	۶۵
وراثت میں انصاف	۶۸
حیلے سے میراث ساقط کرنا	۶۸
زندگی میں اولاد کے درمیان عدم مساوات	۶۸
علم میراث کی اہمیت	۷۰
اسلام سے قبل عورت کا مقام	۷۱
وراثت میں عورت کا حصہ مقرر ہونے سے متعلق واقعہ	۷۱
زمانہ جاہلیت میں تقسیم ترکہ کا اصول	۷۲
اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تقسیم ترکہ	۷۳
اوس بن ثابت کی بیوہ کا دردناک واقعہ	۷۴

Marfat.com

اب میں کیا کروں؟	۷۵
خدارا اس کا تدارک کیجئے	۷۹
عہد نبوت میں حقوق العباد کی اہمیت پر مبنی واقعات	
حقوق العباد کی اہمیت	۸۳
صداقت وامانت کا مثالی کردار	۸۵
ایفائے عہد کا بے مثال کردار	۸۶
اپنی ضروریات کا انتظام خود کرنا	۸۸
مکہ کی معزز تاجر خاتون	۹۰
خدیجہ سے شرکت اور شام کا دوسرا سفر	۹۰
وعدہ خلافی خلافِ سنت ہے	۹۱
عہد نبوت کا یادگار واقعہ	۹۲
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حسن معاملہ	۹۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف	۹۶
تقسیم میراث کا واقعہ	۹۷
ادائیگی قرض	۹۷
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف	۹۸
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف	۹۹
ایک قضیہ کا فیصلہ	۱۰۰
گورنروں کو انصاف کی تائید	۱۰۱
ایک گورنر کو سخت تنبیہ	۱۰۲
غلام کو بدلہ دلوایا	۱۰۳

Marfat.com

انگوروں کی قیمت ادا کی	۱۰۴
تورات کی ایک عبارت	۱۰۴
معمولی کوڑے کا بدلہ	۱۰۵
فکر آخرت	۱۰۵
جانوروں کے معاملہ میں بھی کمال احتیاط	۱۰۶
انصاف بذریعہ قرعہ اندازی	۱۰۷
راستہ کا حق	۱۰۷
انصاف کی برکت	۱۰۷
امیر سے بدلہ	۱۰۸
حضرت ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور وعدہ کی پاسداری	۱۰۹
سفر کا امیر بنانا	۱۱۰
امارت قبول کرنے سے انکار کرنا	۱۱۱
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہم نصیحت	۱۱۱
امارت سے نفرت	۱۱۲
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۱۳
قاضی جنت میں یا....	۱۱۴
مساوات کا حکم	۱۱۴
حمص کے امیر کی اصلاح	۱۱۴
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دنیا کی وسعت سے ڈرنا اور رونا	۱۱۵
امانت کی سپرد داری	۱۱۸
قول و معاہدہ کی پاسداری	۱۲۰

Marfat.com

اہل خانہ سے محبت کا یادگار واقعہ	۱۲۱
یتیم پر شفقت کا یادگار واقعہ	۱۲۲
دربارِ رسالت کا یادگار واقعہ	۱۲۴
درگزر اور شفقت کا حکم	۱۲۶
بادشاہت والی نبوت سے انکار	۱۲۷
تمام خزانے اللہ کے پاس ہیں	۱۲۸
قول کی پاسداری کا عجیب واقعہ	۱۲۹
روم کے گورنر سے بدلہ	۱۳۰
عجیب لڑائی اور اس کا فیصلہ	۱۳۲
امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا تجارت میں تقویٰ	۱۳۳
قاضی شریح رحمہ اللہ کا اپنے بیٹے سے معاملہ	۱۳۴
امام بخاری رحمہ اللہ کی دیانت داری	۱۳۶
خلیفہ وقت کا اپنی اہلیہ سے معاملہ	۱۳۸
امام مالک کا امام شافعی سے حسن معاملہ	۱۴۱
حسن معاملہ اور امانت داری کی برکات	۱۴۵
حکمران بیت المال کا محافظ ہے	۱۴۸
عہد فاروقی کا یادگار واقعہ	۱۴۹
ایفائے عہد کا تاریخی واقعہ	۱۵۰
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے لوث خدمت	۱۵۲
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۵۴
کمال احتیاط	۱۵۴

Marfat.com

مالی معاملات میں احتیاط	۱۵۵
حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مالیات سے استغناء	۱۵۵
حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ ایمان	۱۵۷
ابوذر رضی اللہ عنہ کا استغناء	۱۵۷
کمال دیانت داری	۱۵۸
مالی معاملہ میں احتیاط	۱۵۸
ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احتیاط	۱۵۹
نیکی بیچی نہیں جاتی	۱۶۰
کیسے لوگ تھے	۱۶۱
تھیلی واپس کردی	۱۶۱
معاملات کی اہمیت اور درستی	
حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اور صفائی معاملات	۱۶۲
اپنے معمولات میں دوسروں کی راحت کی تدابیر	۱۶۲
حقوق مدرسہ وحقوق مدرسین سے متعلق صفائی معاملات	۱۶۳
اہل خانہ سے صفائی معاملات	۱۶۳
مالی معاملات کو لکھنے کی تاکید	۱۶۵
معاملات کو لکھنے کا فائدہ	۱۶۵
فرضِ منصبی	۱۶۵
معاملات اور فکر آخرت!	۱۶۶
صفائی معاملات کا قحط	۱۶۶
کسی کے مالی کاموں میں پڑنا مناسب نہیں	۱۶۷

Marfat.com

صفائی معاملات میں بڑی راحت ہے	۱۶۷
معاملات میں سوء ظن رکھنے کا مفہوم	۱۶۸
معاملات میں صفائی ملحوظ رکھنا ضروری ہے	۱۶۸
حساب کتاب صاف ہونا چاہئے	۱۶۸
معاملات سے متعلق شرعی مسئلہ	۱۶۹
حساب کتاب کی ضرورت	۱۶۹
صفائی معاملات دین کا ایک اہم جزو ہے	۱۶۹
''صفائی معاملات'' بہت عمدہ مجموعہ ہے	۱۷۰
سادگیٔ معاملہ کی صفائی	۱۷۰
صفائی معاملات	۱۷۰
صفائی معاملات	۱۷۱
معاملات کو لکھنے کا فائدہ	۱۷۲
مولویوں کو مالیات میں پڑنا مناسب نہیں	۱۷۲
صفائی معاملات میں برکت اور راحت ہے	۱۷۳
بزرگوں کا مالی معاملات میں دخل نہ دینا	۱۷۳
صفائی معاملات کے باعث بدنامی	۱۷۴
معاملات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بے تکلفی	۱۷۶
حساب کتاب میں بڑے متیقظ کی ضرورت ہے	۱۷۷
صفائی معاملات	۱۷۸
حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے واقعات صفائی معاملات	۱۸۱
مالی معاملات کو لکھ لینا چاہئے	۱۸۲

Marfat.com

معاملات میں صفائی نہ ہونے سے باہمی تعاون میں خلل	۱۸۴
معاملات کی صفائی کا ایک واقعہ	۱۸۴
معاملات کی صفائی بڑی چیز ہے	۱۸۵
معاملہ کرتے وقت لکھنے کا فائدہ	۱۸۷
ہمارے اکابر اور معاملات	۱۸۸
حرام مال سے بچنا فرض ہے	۱۹۰
نقصانات سے بچیے	۱۹۲
معاملات کی اصلاح نہایت ضروری ہے	۱۹۴
حق تلفی کا وبالِ	۱۹۵
خبردار! معاملات کی صفائی دین کا اہم حصہ ہے	۱۹۷
امانت کا وسیع دائرہ کار	۱۹۹
آج ہمارا حال	۲۰۰
ملازِمت کے فرائض امانت ہیں	۲۰۰
وہ تنخواہ حرام ہوگئی	۲۰۱
ملازمت کے اوقات امانت ہیں	۲۰۱
خانقاہ تھانہ بھون کا اصول	۲۰۲
سہولیات سے ناجائز فائدہ	۲۰۲
روحانی اَقدار اور حُسنِ کردار کی ضرورت	۲۰۳
چوری کی چند مروجہ صورتیں	۲۰۴
وعدہ خلافی	۲۰۵

Marfat.com

معاملات کی اہمیت پر اَسلاف کے چند اہم واقعات

رزقِ حلال کی تاثیر	۲۰۸
شکست کی خبر ملی	۲۰۸
تردید شکست	۲۰۸
اور اب فتح کا شادیانہ	۲۰۹
واقعہ کی تحقیق اور حقیقت کا انکشاف	۲۰۹
اخفاء راز پر اصرار	۲۰۹
افشاء راز اور شہزادے کی والدہ کا کمال تقویٰ	۲۱۰
بزدلی خلق ناپاک ہے	۲۱۰
اکل حلال کا لازمی نتیجہ اخلاق حسنہ کا پیدا ہونا ہے	۲۱۱
علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی سود کے متعلق اہم نصیحت	۲۱۱
رزقِ حلال کی بابرکت تاثیر	۲۱۲
میرٹھ کے ایک دیندار تاجر کا واقعہ	۲۱۳
مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی کمال احتیاط	۲۱۵
حقوق العباد کا عجیب واقعہ	۲۱۵
محدث سہارن پوری رحمہ اللہ کی احتیاط کا عجیب واقعہ	۲۱۷
رشوت سے توبہ کا عجیب واقعہ	۲۱۸
حضرت حاجی ظفر احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی دیانتداری	۲۱۹
مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا حسن معاملہ	۲۲۰
جب مسلمان ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا	۲۲۱
مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کا ڈاکوؤں سے حسن معاملہ	۲۲۳

Marfat.com

اپنی خواہش پر دوسروں کی راحت مقدم ہے	۲۲۶
خدمت لینے کا انداز	۲۲۷
حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اور ملکیت کی وضاحت	۲۲۹
حضرت شیخ الہند کا تقویٰ	۲۳۱
اپنے مرید کے نام خط جس کے حرف حرف سے عاجزی اور معاملات کی صفائی واضح ہے	۲۳۲
ایمان افروز عجیب واقعہ	۲۳۴
اکابر کا مشتبہ چندے سے احتراز	۲۳۷
مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا معمول	۲۳۸
حُسنِ معاشرت	۲۳۹
شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی احتیاط	۲۳۹
برکات الزکوٰۃ	۲۴۰
عظیم باپ کا عظیم بیٹا	۲۴۱
قابل رشک ازدواجی زندگی	۲۴۲
تواضع اور جذبہ خدمت کا عجیب واقعہ	۲۴۲
اخلاق کی بلندی	۲۴۴
جھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ	۲۴۵
حسن اخلاق کی قیمت	۲۴۷
ایک عبرت ناک واقعہ	۲۴۸
مستحق کو بھی زکوٰۃ مانگنا جائز نہیں	۲۴۹
غیر مستحق کو زکوٰۃ لینے کی نحوست	۲۴۹

Marfat.com

معاملات اوراس کے حقوق وحدود

ادائیگی حقوق العباد میں ترتیب	۲۵۰
والدمرحوم کی ادائیگی حقوق کے لئے کاوش	۲۵۱
والدمرحوم کے اہل حقوق کی ادائیگی	۲۵۱
حضرت حکیم الامت کا بجز حقوق مالیہ کے جملہ حقوق معاف فرمانا	۲۵۲
دیندار ہی حقوق ادا کرتا ہے	۲۵۲
اہتمام حق العبد اتباع شریعت	۲۵۲
اصول ذحدود کی پابندی میں خیروبرکت	۲۵۳
اُصول صحیحہ عجیب چیز ہے	۲۵۳
ہر چیز کو اپنی حد پر رکھنا واجب ہے	۲۵۴
حقوق کو فوراً لکھ لینا چاہئے	۲۵۴
حقوق العباد کا اہتمام ازبس ضروری ہے	۲۵۴
عقد ثانی کرنے کی صورت میں ادائے حقوق کی ضرورت	۲۵۵
حقوق العباد کی ادائیگی ضروری ہے	۲۵۵
درخواست بیعت پرادائیگی حقوق العباد کی تاکید	۲۵۵
دوبیویوں میں مساوات	۲۵۵
حقوق واجبہ کا ترک، اورنوافل کا اہتمام	۲۵۶
حقوق العباد کی ادائیگی کے اہتمام کی ضرورت	۲۵۷
حقوق العباد کا اہتمام حقوق اللہ سے زیادہ ہے	۲۵۸
حقوق العباد حقوق اللہ کی قسم ہے	۲۵۸
بہنوں کا حق	۲۵۹

Marfat.com

اہمیت حقوق العباد	۲۶۱
اہل وعیال کے حقوق	۲۶۱
عہد کی پاسداری	۲۶۲
حق العبد کی اقسام	۲۶۳
حقوق العباد کی تلافی کا طریقہ	۲۶۴
حقوق المال	۲۶۶
معاملات اور حقوق العباد	۲۶۷
یہ برتن امانت ہیں	۲۶۸
حقوق العباد کی عدالت	۲۶۹
اہل حقوق کے حق کی اہمیت	۲۶۹
① دروازہ کھول کر آنا	۲۶۹
② اکابر سے مشورہ	۲۷۰
③ گھر والوں کے لیے وقت	۲۷۰
④ خوش اخلاقی	۲۷۱
⑤ معاملات کی صفائی	۲۷۱
⑥ معاشرتی حقوق	۲۷۱
اللہ کے بندوں کے حقوق کا خیال رکھیں	۲۷۲
عہدیدار کیلئے آزمائش	۲۷۲
فرائض کو سمجھئے اور فکر کیجئے	۲۷۲
حقوق کی صدائیں	۲۷۳
اسلامی مزاج	۲۷۳

Marfat.com

اِسلام کی نظر میں.....قرض	
سودا ادھار لینے سے دنیا کا خسارہ	۲۷۶
ادائیگی قرض کا صحیح طریقہ	۲۷۶
قرض کے معاف کرنے کا طریقہ شرعی	۲۷۶
قرض چکانے کا نیا طریقہ	۲۷۷
قرض کی یادداشت کیلئے ایک کاپی	۲۷۷
حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے قرض کے کچھ واقعات	۲۷۷
جس کو قرض سے نفرت نہ ہو بڑا بے حمیت ہے	۲۷۹
ادائیگی قرض کی آسان صورت	۲۷۹
بہنوں کو وراثت سے محروم نہ کیجئے	۲۸۱
قرض چھوڑ کر مرنا	۲۸۴
وعدہ پورا کرنے کی سچی نیت رکھو	۲۸۴
مومن کیسا ہوتا ہے	۲۸۵
مال غصب کرنا حرام ہے	۲۸۵
زمین غصب کرنا	۲۸۵
قرض کی ادائیگی میں تاخیر	۲۸۵
معاملات اور حقوق العباد کے اُصول وضوابط	
اُصول کی غرض غفلت دور کرنا ہے	۲۸۸
اُصول اسلامیہ کی خاصیت	۲۸۸
میرے اُصول وضوابط سب اسلامی ہیں	۲۸۹
تھانوی اُصول اور تعلیم کا خلاصہ	۲۸۹

Marfat.com

مجھے اپنے اصول وقواعد پر ناز نہیں	۲۸۹
دوستوں کو صحیح اُصول کی رہنمائی	۲۹۰
کام قاعدے ہی سے ہوتا ہے	۲۹۰
اُصول چھوڑنے سے دینی نفع نہیں ہوتا	۲۹۰
میں سائل کی نہیں حدود کی رعایت کرتا ہوں	۲۹۱
قرض کی یادداشت لکھنے کا معمول	۲۹۱
خطاب خاص کی صورت میں سفارش نہ کرنا	۲۹۲
مضمون پر خط کھینچ کر جواب لکھنے کا معمول	۲۹۲
قدم قدم پر قیود وشرائط کا فائدہ	۲۹۲
میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتا	۲۹۳
راحت کی تدبیر سے راحت پہنچتی ہے	۲۹۴
جو چیز جہاں سے لیتا ہوں وہیں رکھتا ہوں	۲۹۴
دوسرے کے ماتحتوں کے متعلق اصول	۲۹۴
دین کا ایک اصول لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ	۲۹۵
پورے ملک کو مدرسہ بنانے کی تدبیر	۲۹۵
دین ودنیا کے انتظام والی کتاب	۲۹۶
خط کا بچا ہوا کاغذ رَدّی میں نہ ڈالا جائے	۲۹۶
سب کام اعتماد سے چلتا ہے	۲۹۶
دوسرے کی شرکت والا کام ہوتا نہیں	۲۹۷
بڑے کی بات میں دخل دینا بے ادبی ہے	۲۹۷
اصول میں راحت ہے اور ایک واقعہ	۲۹۷

Marfat.com

ہدیے کی پابندی سے گرانی ہوتی ہے	۲۹۸
مدرس کے احترام کی ایک صورت	۲۹۸
تنخواہ دار ملازموں کے ساتھ سلوک	۲۹۹
ازخود مشورہ نہ دینا چاہئے	۲۹۹
منی آرڈر کے کوپن پر مد لکھنا ضروری ہے	۲۹۹
بات بتا کر پوچھ لینا چاہئے	۳۰۰
صفائی معاملات کی ایک عمدہ صورت	۳۰۰
علماء کو مالیات میں پڑنا مناسب نہیں	۳۰۱
روپے کی قدر دانی اور حسنِ اعتدال	۳۰۱
رعایت کرنے والے کی رعایت ہوتی ہے	۳۰۲
آپس والوں سے برتاؤ کرنے کا طریق	۳۰۲
باریک قلم اور پھیکی روشنائی سے خط لکھنا	۳۰۲
دوسرے کو راحت پہنچانے کا ایک واقعہ	۳۰۳
کبھی کسی اُلجھن میں مت پڑو	۳۰۳
ہر چیز میں حدود کی ضرورت ہے	۳۰۴
میں اپنے معاملہ میں کسی کو واسطہ نہیں بناتا	۳۰۴
گھر والوں کے لئے راحت کی تدبیر	۳۰۴
سہولت کا انتظام، عقل و نقل کا تقاضا	۳۰۵
صحیح اُصولوں سے کام کرنے کا فائدہ	۳۰۵
سفارش لکھنے کا عجیب انداز	۳۰۶
خانقاہ میں لین دین نہ کرنے کا اُصول	۳۰۶

۳۳۵

Marfat.com

دوسروں کی مصلحت کے خیال کرنے کا ایک نمونہ	۳۰۷
سودا اُدھار لینے کی رسم	۳۰۷
دینی مشغولی دنیوی انتظام سے مانع نہیں	۳۰۷
سفارش کرنے کا ایک بے خطر طریق	۳۰۸
جس سامان میں کوئی چیز آئی اس کو واپس کرنا چاہیے	۳۰۸
بطور یادگار کوئی چیز دینے کا طریق	۳۰۹
قرعہ اندازی سے تقسیم بے خطر ہے	۳۰۹
چندہ کے متعلق حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی رائے	۳۰۹
ایک بزرگ کی سفارش کا واقعہ	۳۱۰
معمولی جھگڑے کی وجہ سے ساری جائیداد ختم	۳۱۱
التشرف اور سلطان ابن مسعود	۳۱۱
فضول خرچی کا ثمرہ	۳۱۲
دوستی اور دشمنی میں ضرورت اعتدال	۳۱۲
اصل ادب راحت رسانی ہے	۳۱۲
آجکل کی تہذیب تعذیب ہے	۳۱۳
مدرسہ خانقاہ کے چندہ میں مالداروں سے استغناء	۳۱۳
آج کل لوگوں کو صاف بات کرنے کی عادت نہیں	۳۱۳
انسان بننا مشکل ہے	۳۱۳
اصل ادب	۳۱۴
واقعہ ادائیگی امانت	۳۱۶
حضرت مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی رحمہ اللہ	۳۱۶

۱۲۲۹۸۷

Marfat.com

اپنے کے ساتھ معاملہ کرنے میں نقصان ہوتا ہے	۳۱۷
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا حقوق العباد اور معاملات کا اہتمام	
اپنے گھر والوں سے حُسنِ سلوک	۳۱۸
''نہ ستانے والوں کا خادم ہوں''	۳۱۹
زوجین میں مساوات وعدل	۳۱۹
چندہ کے سلسلہ میں حضرت حکیم الامت مجد دملت رحمہ اللہ کا مسلک	۳۲۰
تقریظ لکھنے میں احتیاط	۳۲۰
حضرت کا والدمرحوم کے ترکہ سے چاروں منکوحات کی ادائیگی مہر کا اہتمام	۳۲۱
یہاں بزرگی تقسیم نہیں ہوتی انسانیت سکھائی جاتی ہے	۳۲۳
حضرت والا کی احتیاط کا ایک واقعہ	۳۲۴
حضرت والا کا عدل بین الزوجین	۳۲۵
مال حرام سے احتیاط	۳۲۶
بیویوں میں انصاف	۳۲۷
بیویوں میں عدل	۳۲۷
عدل وانصاف کی بے مثال پیروی	۳۲۹
نوکر کی توہین جائز نہیں ہے	۳۳۰
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی احتیاط	۳۳۰
استغناء اور معاملات کی صفائی	۳۳۱
شرائط ہدیہ	۳۳۳
عاریت کی چیز کی حفاظت	۳۳۴
مدرسہ کی آمدنی کا حساب	۳۳۵

Marfat.com

ریلوے پارسل کی واپسی	۳۳۵
معاملات کی صفائی کی اہمیت	۳۳۶
اقرباء سے معاملہ	۳۳۶
عامۃ المسلمین سے معاملہ	۳۳۸
نوکروں سے معاملہ	۳۳۹
ترک ترکہ	۳۴۰
وقف وغیرہ کے مال میں احتیاط	۳۴۱
تحفظ حقوق.....حقوق العباد	۳۴۱
پابندی شریعت	۳۴۲
حجت شرعی	۳۴۲
کمال احتیاط	۳۴۳
وقف مال میں احتیاط کا بے نظیر واقعہ	۳۴۴
اعلان عام	۳۴۵
استحقاق شرعی	۳۴۶
صفائی معاملات	۳۴۶
طریق وصیت	۳۴۸
اثاث البیت کے متعلق وصیت	۳۴۹
اہل حقوق کی وصیت	۳۵۰
علماء وطلباء کو وصیت	۳۵۰
دوستوں کو وصیت	۳۵۲
منتسبین کو وصیت	۳۵۲

Marfat.com

قرض کے متعلق وصیت	۳۵۳
امانات کے متعلق وصیت	۳۵۴
کتب خانہ کے متعلق وصیت	۳۵۵
تالیفات کے متعلق وصیت	۳۵۵
اصلاح مسودات کے متعلق وصیت	۳۵۸
غیر مکمل مسودات کی تکمیل کے متعلق وصیت	۳۵۸
مکرر تحقیق تالیفات کے متعلق وصیت	۳۵۸
تنقید متعلق مؤلفات خود	۳۶۰
سوانح حیات کے متعلق وصیت	۳۶۱
خطوط کے متعلق وصیت	۳۶۱
اجازت یافتگان کے متعلق وصیت	۳۶۱
آخری عطیہ	۳۶۲
آخری ملفوظ	۳۶۳
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اپنے خادم سے برتاؤ	۳۶۶
اہل خانہ کی خبر گیری	۳۶۸
حقوق العباد کی اہمیت کا واقعہ	۳۶۹
معاملات کی درستگی کا عجیب واقعہ	۳۷۰
حقوق العباد	۳۷۱
حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اپنے مرید کے نام خط	۳۷۲
سفر میں ہدیہ نہ لینا	۳۷۴
سفارش میں احتیاط	۳۷۵

Marfat.com

حقوق العباد اور معاملات سے متعلق اہم مسائل وہدایات

مدرسہ کے مہتمم کا خود چندہ کرنا	۳۷۷
ریل میں زائد نشست پر قبضہ کرنا جائز نہیں	۳۷۷
بہنوں کا حصہ میراث	۳۷۸
استعمال شدہ ٹکٹ کا حکم	۳۸۰
خانگی معاملات	۳۸۳
ریل کا کرایہ	۳۸۵
بچوں کو سزا کا طریقہ	۳۸۶
سفر میں خرچ میں احتیاط	۳۸۶
جائیداد کے بارے میں احادیث سے اصول	۳۸۷
تقسیم جائیداد میں اختلاف نہ ہونا	۳۸۷
اہل علم کیلئے انتظامی کاموں سے الگ رہنا ہی بہتر ہے	۳۸۷
مدرسہ کے چندہ سے مہمان کو کھانا کھلانے کا حکم	۳۸۷
حرام مال سے عموماً انتفاع نصیب نہیں ہوتا	۳۸۸
مسجد کا چندہ کسی اور جگہ لگانا جائز نہیں	۳۸۸
دوسرے کے ماتحت سے بلا اجازت کام نہ لینا	۳۸۹
نابالغ سے خدمت میں احتیاط ضروری ہے	۳۸۹
نکاح ثانی کی قیودات	۳۸۹
غریب آدمی کو اپنے پاس کسی کی امانت نہ رکھنی چاہئے	۳۹۰

Marfat.com

زمانہ قید کی تنخواہ کا حکم	۳۹۰
کثرت مہر کا نقصان	۳۹۰
کرایہ کی چیز میں شرط کا حکم	۳۹۱
روپے کی قدردانی میں اعتدال	۳۹۱
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا کمال احتیاط	۳۹۳
دونوں گھروں کے حقوق کی ادائیگی کا فکر	۳۹۳
بہنوں کو میراث نہ دینا یا تساہل کرنا	۳۹۳
اپنی زندگی میں جائیداد کسی کو نہ دے	۳۹۴
بغیر کام کے تنخواہ اور بلاٹکٹ سفر	۳۹۴
کتاب پر تقریظ ایک شہادت ہے	۳۹۵
دوسروں کی ایذا رسانی سے بچنے کے اہتمام کی ضرورت	۳۹۶
وقف قبرستان میں بالشت بھر جگہ زائد از ضرورت لینا جائز نہیں	۳۹۶
آج کل کی سفارش، سفارش نہیں ہوتی	۳۹۷
کسی غرض کے لئے ہدیہ دینا رشوت ہے	۳۹۸
انکم ٹیکس زکوۃ نہ دینے کی سزا ہے	۳۹۸
معاملہ کرنے میں احتیاط	۳۹۸

Marfat.com

جھگڑا چھوڑیئے... جنت لیجئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو شخص غلطی پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے
اس کیلئے جنت کے کناروں پر ایک گھر تعمیر کیا جائے گا
اور جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے اس کیلئے جنت
کے بیچ میں مکان تعمیر کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو خوش اخلاق بنالے
اس کیلئے جنت کے اعلیٰ حصے میں مکان تعمیر کیا جائیگا (ترمذی شریف)

یہ بھی دھوکہ اور چوری ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو آدمی اپنی بیوی کو مہر دینے کا اقرار کرتا ہے
اور در حقیقت مہر دینا نہیں چاہتا
بلکہ دھوکہ دینا چاہتا ہے اور اپنی منکوحہ کو منکوحہ جانتا ہے...
وہ قیامت کے دن زانی کے نام سے پکارا جائے گا...
اور جو آدمی کسی سے قرض لیتا ہے....
اور اس کو ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا
اور قرض دینے والے کا مال کا ناجائز طور پر اڑاتا ہے
وہ قیامت کے دن چور کے نام سے پکارا جائے گا (بحوالہ ترمذی شریف)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقوق العباد اور معاملات سے متعلق ابتدائی اہم مقالات

معاملات کی صفائی اور تنازعات

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں

ہمارے معاشرے میں آپس کے جھگڑوں اور تنازعات کا سیلاب اُمڈا ہوا ہے، اس کا تھوڑا سا اندازہ عدالت میں دائر ہونے والے مقدمات سے ضرور ہو سکتا ہے، لیکن یہ اندازہ یقیناً ناکافی اور حقیقت سے بہت کم ہوگا، کیونکہ بیشمار تنازعات وہ ہیں جن کے عدالت تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آتی...

عدالت سے رجوع کرنے میں وقت اور پیسے کا جو بے تحاشا صرفہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے بہت سے لوگ عدالت سے رجوع نہیں کر پاتے، اس کے بجائے فریقین میں سے ہر ایک اپنی اپنی بساط کی حد تک دوسرے کو زک پہنچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے، اور اس طرح عداوت کی آگ بھڑکتے بھڑکتے کئی کئی پشتوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے...

ان تنازعات کی تہ میں اگر دیکھا جائے تو وہی زر اور زمین کے معروف اسباب کارفرما نظر آتے ہیں، روپیہ پیسہ اور زمین جائیداد کا جھگڑا بڑے بڑے پرانے تعلقات کو دیکھتے ہی دیکھتے بھسم کر ڈالتا ہے اور اس کی وجہ سے بڑی بڑی

Marfat.com

مثالی دوستیاں آن کی آن میں دشمنیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں...

اس صورت حال کے بہت سے اسباب ہیں، لیکن ایک بہت بڑا سبب "معاملات" کو صاف نہ رکھنا ہے، ہمارے دین کی ایک انتہائی زریں تعلیم یہ ہے کہ "آپس میں رہو بھائیوں کی طرح لیکن لین دین کے معاملات اجنبیوں کی طرح کرو... مطلب یہ ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ ایسا کرو جیسے ایک بھائی کو دوسرے کے ساتھ کرنا چاہئے....

اس میں ایثار، مروت، رواداری، تحمل اور اپنائیت کا مظاہرہ کرو، لیکن جب روپے پیسے کے لین دین، جائیداد کے معاملات اور شرکت وحصہ داری کا مسئلہ آجائے تو بہتر تعلقات کی حالت میں بھی انہیں اس طرح انجام دو...

جیسے دو اجنبی شخص انہیں انجام دیتے ہیں، یعنی معاملے کی ہر بات صاف ہونی چاہئے نہ کوئی بات ابہام میں رہے اور نہ معاملے کی حقیقت میں کوئی اشتباہ باقی رہے...

اگر محبت، اتفاق اور خوشگوار تعلقات کی حالت میں دین کی اس گراں قدر تعلیم پر عمل کر لیا جائے تو بعد میں پیدا ہونے والے سے بہت فتنوں اور جھگڑوں کا سد باب ہو جاتا ہے... لیکن ہمارے معاشرے میں اس اہم اصول کو جس طرح نظر انداز کیا جا رہا ہے، اس کے چند مظاہر یہ ہیں:

(۱) بسا اوقات ایک کاروبار میں کئی بھائی یا باپ بیٹے مشترک طور پر ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور کسی حساب و کتاب کے بغیر سب لوگ مشترک کاروبار سے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کرتے رہتے ہیں، نہ یہ بات طے ہوتی ہے کہ کاروبار میں کس کی کیا حیثیت ہے؟ آیا وہ کاروبار میں تنخواہ پر کام کر رہے ہیں؟ یا کاروبار کے حصہ دار ہیں؟ تنخواہ ہے تو کتنی؟ اور حصہ ہے تو کس قدر؟

بس ہر شخص اپنی خواہش یا ضرورت کے مطابق کاروبار کی آمدنی استعمال کرتا رہتا ہے اور اگر کبھی کوئی شخص یہ تجویز پیش کرے کہ کاروبار میں حصے یا تنخواہ وغیرہ

Marfat.com

متعین کر لینی چاہئے تو اسے محبت اور اتفاق کے خلاف سمجھا جاتا ہے...

لیکن یہ روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ اس طرح کے کاروبار کا انجام اکثر و بیشتر یہ ہوتا ہے کہ دل ہی دل میں ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں پرورش پاتی رہتی ہیں، بالخصوص حصہ داروں کے یہاں شادیاں ہوجاتی ہیں تو ہر شخص یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ دوسرے نے کاروبار سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے، اور مجھ پر ظلم ہوا ہے، اگرچہ ظاہری سطح پر باہم رورعایت کا وہی اندازہ باقی نظر آتا ہے...

لیکن اندر ہی اندر رنجشوں کا لاوا پکتا رہتا ہے، اور بالآخر جب یہ رنجشیں بدگمانیوں کے ساتھ مل کر پہاڑ بن جاتی ہیں تو یہ آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے، اور محبت و اتفاق کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں، زبانی تو تکار سے لے کر لڑائی جھگڑے اور مقدمہ بازی تک کسی کام سے دریغ نہیں ہوتا، بھائی بھائی کی بول چال بند ہوجاتی ہے...ایک بھائی دوسرے کی صورت دیکھنے کا روادار نہیں رہتا... جس کے قابو میں کاروبار کا جتنا حصہ آتا ہے، وہ اس پر قابض ہو کر عدل وانصاف کا بے دریغ خون کرتا ہے، اور پھر اپنی نجی مجلسوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدزبانی اور بدگمانی کا وہ طوفان کھڑا کرتا ہے کہ الامان!

پھر چونکہ سالہا سال تک مشترک کاروبار کا نہ کوئی اصول طے شدہ تھا، نہ کوئی حساب وکتاب رکھا گیا، اسلئے اگر اختلافات پیش آنے کی صورت میں افہام وتفہیم سے کام لینے کی کوشش کی بھی جاتی ہے، تو معاملات کی ڈور الجھ کر اتنی پیچیدہ ہوچکی ہوتی ہے کہ منصفانہ تصفیہ کیلئے اس کا سرا پکڑنا مشکل ہوجاتا ہے، ہر شخص واقعات کو اپنے مفاد کی عینک سے دیکھتا ہے اور مصالحت کا کوئی ایسا فارمولا وضع کرنا بھی سخت مشکل ہوجاتا ہے، جو تمام متعلقہ فریقوں کے لئے قابل قبول ہو...

یہ سارا فساد اکثر و بیشتر اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کاروبار کے آغاز میں یا اس میں مختلف افراد کی شمولیت کے وقت معاملے کو معاملے کی طرح طے نہیں کیا جاتا، اگر

Marfat.com

شروع ہی سے یہ بات واضح ہو کہ کس شخص کی کیا حیثیت ہے؟ اور کس کے کیا حقوق و فرائض ہیں؟ اور یہ ساری باتیں تحریری شکل میں محفوظ ہوں تو بہت سے جھگڑوں اور بعد میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کا شروع ہی میں سدباب ہو جائے...

قرآن کریم میں جو آیت سب سے طویل ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ جب تم کوئی ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو، جب معمولی رقم ادھار دینے پر یہ تاکید ہے تو کاروبار کے پیچیدہ معاملات کو تحریر میں لانے کی اہمیت کتنی زیادہ ہوگی؟

یہ حکم اسی لئے دیا گیا ہے تاکہ بعد میں تنازعات اور اختلافات پیدا نہ ہوں، اور اگر ہوں تو انہیں حق و انصاف کے مطابق نمٹانا آسان ہو...

لہٰذا اگر کسی کاروبار میں ایک سے زیادہ افراد کام کر رہے ہیں تو پہلے ہی قدم پر ان میں سے ہر شخص کی حیثیت کا تعین ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر باپ کے کاروبار میں کوئی بیٹا شامل ہوا ہے تو اس کے بارے میں بھی پہلے ہی دن سے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ وہ تنخواہ پر کام کرے گا؟ یا کاروبار میں باقاعدہ حصہ دار ہوگا؟ یا محض اپنے باپ کی مدد کرے گا؟

پہلی صورت میں اس کی تنخواہ متعین ہونی چاہئے، اور یہ صراحت بھی ضروری ہے کہ وہ کاروبار کی ملکیت میں حصہ دار نہیں ہے اور دوسری صورت میں اگر اسے کاروبار کی ملکیت میں حصہ دار بنانا ہے تو شرعاً اس کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ اس کی طرف سے کاروبار میں کچھ سرمایہ ضرور شامل ہونا چاہئے (جس کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ باپ اسے کچھ نقد رقم ہبہ کر دے، اور وہ اس رقم سے کاروبار کا ایک متعین فی صد حصہ خرید لے) دوسرے یہ بات تحریری طور پر ایک معاہدہ شرکت کی شکل میں محفوظ کر لینا چاہئے، اور اس معاہدے میں یہ بھی صراحت ہونی ضروری ہے کہ نفع میں کتنا فی صد حصہ کس کا ہوگا؟ تاکہ بعد میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو...

Marfat.com

اگر کسی ایک حصہ دار کو کاروبار میں کام زیادہ کرنا پڑتا ہو تو یہ بات بھی طے ہونی چاہئے کہ آیا وہ زیادہ کام رضا کارانہ طور پر کرے گا یا اس زیادہ کام کا کوئی معاوضہ اسے دیا جائے گا، اگر کوئی معاوضہ دیا جائے گا تو وہ نفع کے فیصد حصے میں اضافہ کرکے دیا جائے گا، یا متعین تنخواہ کی صورت میں؟ غرض ہر فریق کے حقوق و فرائض اتنے واضح ہونے ضروری ہیں کہ ان میں کوئی ابہام باقی نہ رہے...

اگر بالفرض کسی کاروبار میں اب تک ان باتوں پر عمل نہیں کیا گیا، تو جتنی جلد ہو سکے ان امور کو طے کر لینا ضروری ہے، اور اس معاملے میں کسی شرم و مروت اور طعن و تشنیع کو آڑے نہ آنے دینا چاہئے... معاملات کی اس صفائی کو محبت و اخوت اور اتحاد و اتفاق کے خلاف سمجھنا بہت بڑا دھوکہ ہے... بلکہ درحقیقت محبت اور اتفاق کی پائیداری ان امور پر منحصر ہے ورنہ آگے چل کر یہ سطحی محبت دلوں میں عداوت کو جنم دے سکتی ہے، اور اسی لئے اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ "رہو بھائیوں کی طرح، لیکن معاملات اجنبیوں کی طرح کرو"

(۲) اسی طرح ہمارے معاشرے میں، بالخصوص متوسط آمدنی والے طبقے میں، اپنے ملکیتی مکان کا حصول ایک بڑا مسئلہ ہے اور عموماً کسی مکان کی تعمیر یا اس کی خریداری خاندان کے کئی افراد مل کر کرتے ہیں، اگر باپ نے کوئی مکان بنانا شروع کیا ہے تو بیٹے بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق اس میں اپنی رقمیں لگاتے ہیں...

لیکن عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ یہ رقمیں کچھ سوچے سمجھے بغیر، اور بسا اوقات کوئی حساب رکھے بغیر لگا دی جاتی ہیں، یعنی یہ بات طے نہیں ہوتی کہ بیٹا جو رقم مکان کی تعمیر کے لئے دے رہا ہے، آیا یہ باپ کی خدمت میں ہدیہ ہے؟ یا قرض ہے؟ یا وہ مکان کی ملکیت میں حصہ دار بننے کے لئے یہ رقم خرچ کر رہا ہے؟ پہلی صورت میں نہ وہ مکان کی ملکیت میں حصہ دار بننے کیلئے رقم خرچ کر رہا ہے؟ پہلی صورت میں نہ وہ مکان کی ملکیت کا حصہ دار ہوگا، نہ باپ کی ملکیت کا ہوگا، لیکن دی ہوئی رقم اس کے ذمے قرض سمجھی جائے گی، تیسری صورت میں اپنی لگائی ہوئی رقم کے بقدر وہ مکان کی ملکیت میں

Marfat.com

بھی شریک ہوگا، اور مکان کی قیمت بڑھنے کے ساتھ اس کے حصے کی مالیت میں بھی اضافہ ہوگا... غرض ہر صورت کے تقاضے اور نتائج مختلف ہیں...

لیکن چونکہ رقم لگاتے وقت ان تینوں میں سے کوئی صورت طے نہیں ہوتی، نہ رقموں کا پورا حساب رکھا جاتا ہے، اس لئے آگے چل کر جب مکان کی قیمت بڑھتی ہے تو آپس میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں، اور خاص طور پر باپ کے انتقال کے بعد جب ترکے کی تقسیم کا مرحلہ آتا ہے، تو یہ اختلافات ایک لاینحل مسئلے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، ان کی وجہ سے بھائیوں میں چھوٹ چھٹاؤ کی نوبت آ جاتی ہے، اور لڑائی جھگڑوں سے خاندان کا خاندان متاثر ہوتا ہے...

اگر اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے تعمیر کے شروع ہی میں یہ ساری باتیں طے کر لی جائیں اور انہیں تحریری طور پر قلمبند کر لیا جائے تو اس خاندانی فساد کا راستہ بند ہو جائے...

(۳) جب خاندان کے کسی بڑے کا انتقال ہوتا ہے تو شریعت کا یہ حکم ہے کہ جلد از جلد اس کا ترکہ اس کے شرعی وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے، لیکن ہمارے معاشرے میں شریعت کے اس حکم سے شدید غفلت برتی جاتی ہے، بعض اوقات تو جس کے جو ہاتھ لگتا ہے، لے اڑتا ہے، اور حلال و حرام کمائی ہی کی پرواہ نہیں کی جاتی... اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کے پیش نظر بد دیانتی نہیں ہوتی، لیکن ناواقفیت یا لاپروائی کی وجہ سے میراث تقسیم نہیں ہوتی... اور اگر مرحوم نے کوئی کاروبار چھوڑا ہے تو اس پر وہی بیٹا کام کرتا رہتا ہے جو مرحوم کی زندگی میں کرتا تھا... لیکن یہ طے نہیں کیا جاتا کہ اب کاروبار کی ملکیت کس تناسب سے ہوگی؟

شرعی ورثاء کے حصوں کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟ کام کرنے والے کو اس کی خدمات کا معاوضہ کس طرح ادا کیا جائے گا؟ ترکے میں کونسی چیز کس کے حصے میں آئے گی؟ بلکہ اگر کوئی شخص ترکے کی تقسیم کی طرف توجہ دلائے بھی۔

Marfat.com

تو اس کی تجویز کو معیوب تجویز سمجھا جاتا ہے، کہ ابھی مرنے والے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا کہ لوگوں کو بٹوارے کی فکر پڑ گئی ہے...

حالانکہ یہ بٹوارہ شریعت کا حکم بھی ہے، معاملات کی صفائی کا تقاضا بھی، اور اسے نظر انداز کرنے کا نتیجہ وہی ہوتا ہے کہ ایک عرصہ گذرنے کے بعد ورثاء کو اپنے حقوق کا خیال آتا ہے، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں...

ترکے کی اشیاء کی قیمتوں میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے، اور چونکہ کوئی بات پہلے سے طے شدہ نہیں ہوتی، اس لئے اب معاملات الجھ جاتے ہیں....

ان کے مناسب تصفیہ میں سخت مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، اور ان سب باتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے...

اگر شریعت کے حکم کے مطابق وقت پر ترکے کی تقسیم عمل میں آجائے اور باہمی رضامندی اور اتحاد و اتفاق کیساتھ تمام ضروری باتیں طے پاجائیں تو آئندہ تنازعات پیدا ہونے کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے اور باہمی محبت و اخوت کو فروغ ملتا ہے...

یہ تو میں نے صرف تین سادہ سی مثالیں پیش کی ہیں، ورنہ اگر معاشرے میں پھیلے ہوئے جھگڑوں کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے تو نظر آئے گا کہ معاملات کو صاف نہ رکھنا ہمارے معاشرے کا ایک ایسا روگ بن چکا ہے جس نے فتنہ فساد کی آگ بھڑکا رکھی ہے... معاملہ، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، صاف ستھرا ہونا چاہئے۔

اس کی شرائط واضح اور غیر مبہم ہونی چاہئیں، اور اس سلسلے میں کوئی شرم و حیا اور لحاظ مروت آڑے نہیں آنی چاہئے، جب ایک مرتبہ معاملے کی شرائط اس طرح طے پاجائے تو اس کے بعد باہمی برتاؤں میں جو شخص جس سے جتنا سلوک کر سکے، بہتر ہے بہتر ہے، اور یہی مطلب ہے اس ارشاد کا ''رہو بھائیوں کی طرح، اور معاملات اجنبیوں کی طرح کرو'' ... (بحوالہ ذکر و فکر)

Marfat.com

صفائی معاملات

دین کا اہم رکن ''معاملات کی درستی اور صفائی'' ہے...یعنی انسان کا معاملات میں اچھا اور خوش معاملہ ہونا یہ دین کا بہت اہم باب ہے...لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ دین کا جتنا اہم باب ہے ہم لوگوں نے اتنا ہی اس کو اپنی زندگی سے خارج کر رکھا ہے...

ہم نے دین کو صرف چند عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ، وظائف اور اوراد میں منحصر کر لیا ہے، لیکن روپے پیسے کے لین دین کا جو باب ہے، اس کو ہم نے بالکل آزاد چھوڑا ہوا ہے...گویا کہ دین سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں...حالانکہ اسلامی شریعت کا جائزہ لیا جائے تو نظر آئے گا کہ عبادات سے متعلق جو احکام ہیں وہ ایک چوتھائی ہیں، اور تین چوتھائی احکام معاملات اور معاشرت سے متعلق ہیں...

تین چوتھائی دین معاملات میں ہے: فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے جو ہمارے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور اس کتاب کو پڑھ کر لوگ عالم بنتے ہیں...اس کا نام ہے ''ہدایہ'' اس کتاب میں طہارت سے لے کر میراث تک شریعت کے جتنے احکام ہیں، وہ سب اس میں جمع ہیں...

اس کتاب کی چار جلدیں ہیں، پہلی جلد عبادات سے متعلق ہے جس میں طہارت کے احکام، نماز کے احکام، زکوٰۃ، روزے اور حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں...اور باقی تین جلدیں معاملات یا معاشرت کے احکام سے متعلق ہیں...

اس سے اندازہ لگائیں کہ دین کے احکام کا ایک چوتھائی حصہ عبادات سے متعلق ہے اور تین چوتھائی حصہ معاملات سے متعلق ہے...

معاملات کی خرابی کا عبادات پر اثر

پھر اللہ تعالیٰ نے معاملات کا یہ مقام رکھا کہ اگر انسان روپے پیسے کے معاملات میں حلال و حرام کا اور جائز و ناجائز کا امتیاز نہ رکھے تو عبادات ادا

Marfat.com

ہو جائیں گی لیکن ان کا اجر وثواب اور قبولیت موقوف ہو جاتی ہے...

دوسری جتنی عبادات ہیں، اگر ان میں کوتاہی ہو جائے تو اس کی تلافی آسان ہے مثلاً نمازیں چھوٹ گئیں، تو اب اپنی زندگی میں قضا نمازیں ادا کر لو، اور اگر زندگی میں ادا نہ کر سکے تو وصیت کر جاؤ کہ اگر میں مر جاؤں اور میری نمازیں ادا نہ ہوئی ہوں تو میرے مال میں سے اس کا فدیہ ادا کر دیا جائے اور توبہ کر لو... ان شاء اللہ... اللہ تعالیٰ کے یہاں تلافی ہو جائے گی... لیکن اگر کسی دوسرے کا مال ناجائز طریقے پر کھا لیا تو اس کی تلافی اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک صاحب حق معاف نہ کرے... چاہے تم ہزار توبہ کرتے رہو، ہزار نفلیں پڑھتے رہو... اس لئے معاملات کا باب بہت اہمیت رکھتا ہے...

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور معاملات

اس وجہ سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں تصوف اور طریقت کی تعلیمات میں معاملات کو سب سے زیادہ اولیت حاصل تھی... فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اپنے مریدین میں سے کسی کے بارے میں یہ پتہ چلے کہ اس نے اپنے معمولات، نوافل، اور وظائف پورے نہیں کئے تو اس کی وجہ سے رنج ہوتا ہے اور اس مرید سے کہہ دیتا ہوں کہ ان کو پورا کر لو...

لیکن اگر کسی مرید کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے روپے پیسے کے معاملے میں گڑبڑ کی ہے تو مجھے اس مرید سے نفرت ہو جاتی ہے...

ایسا چندہ حلال نہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ مدرسوں کے چندے اور انجمنوں کے چندے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ چندہ اس طرح وصول کرنا کہ دوسرا شخص دباؤ کے تحت چندہ دیدے، ایسا چندہ حلال نہیں...

مثلاً آپ نے مجمع عام میں چندہ لینا شروع کر دیا، اس مجمع میں ایک آدمی شرما

Marfat.com

شرمی میں یہ سوچ کر چندہ دے رہا ہے کہ اتنے سارے لوگ چندہ دے رہے ہیں اور میں چندہ نہ دوں تو میری ناک کٹ جائے گی، اور دل کے اندر چندہ دینے کی خواہش نہیں تھی، تو یہ چندہ خوش دلی کے بغیر دیا گیا یہ ''چندہ'' لینے والے کے لئے حلال نہیں... اس موضوع پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، اور اس میں یہ احکام لکھے ہیں کہ کس حالت میں چندہ لینا جائز ہے اور کس حالت میں چندہ دینا جائز نہیں... (وعظ معاملات صاف رکھیں)

انسان کی پہچان معاملات سے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: معاملات اور اخلاق سے انسان کی پہچان ہوتی ہے ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ کوئی ہے جو اس کی گواہی دے سکے؟

کسی صحابی نے عرض کیا کہ میں اس کی گواہی دے دیتا ہوں... آپ نے پوچھا کہ تو کس بنا پر گواہی دیتا ہے... کیا تو نے اس کو صرف نماز پڑھتے دیکھا ہے یا کبھی اس کے ساتھ سفر کیا ہے یا کبھی اس کے ساتھ کوئی معاملہ کیا ہے؟ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کی پہچان معاملات سے ہوتی ہے...

حقیقت تصوف

فرمایا: کہ بعض لوگوں نے صرف تسبیح گھمانے چلے کاٹنے کو تصوف کا نام دے دیا... حالانکہ یہ تو ذرائع ہیں مقصد ان سب چیزوں کا یہ ہے کہ ہم دین پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائیں... ہاتھ میں تسبیح ہو اور کم تولیں یا جھوٹ بولیں تو پھر اس تسبیح کا کیا فائدہ؟ اسی لئے ایک بزرگ کہتے تھے کہ لوگ انسان تو بنتے نہیں ولی بننے کے چکر میں رہتے ہیں... اگر تم صحیح انسان بن جاؤ گے تو ولی بھی بن جاؤ گے...

فرمایا! جن درویشوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا یعنی حکم کا مقصد ہی نہ سمجھا وہ فیل ہو

Marfat.com

گئے اور جس نے حکم کی روح کو سمجھا وہ کامیاب وکامران ہوا...

ایک محدث کو خواب میں زیارت نبوی اور خفگی کا اظہار

فرمایا ایک محدث کرائے کے مکان میں رہتے تھے... مکان کچا تھا ایک بار جب حدیثیں لکھتے ہوئے ورق پلٹنے کی نوبت آئی تو سیاہی خشک نہ ہوتی تھی...

اس زمانہ میں سیاہی چوس یا چاک وغیرہ تو ہوتے نہیں تھے... اس لئے گیلی سیاہی پر مٹی ڈال کر خشک کیا کرتے تھے...

چنانچہ محدث نے مکان کی کچی دیوار سے مٹی کھرچ کر سیاہی پر ڈالنا چاہی مگر فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ مکان تو کرائے کا ہے... میرا ذاتی مکان نہیں ہے... اس لئے بغیر مالک مکان سے پوچھے یہ مٹی ڈالنا میرے لئے جائز نہیں مگر پھر خود ہی خیال کیا کہ ذرا سی مٹی سے کیا فرق پڑتا ہے اور مالک مکان کون سا اس سے منع کرے گا؟ چنانچہ تھوڑی سی مٹی دیوار سے کھرچ کر ورق پر ڈال لی...

لیکن محدث جب رات کو سوئے تو خواب میں سرکار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفا ہو کے فرمایا! کہ کل قیامت میں تجھے اس بات کا پتہ چلے گا کہ ذرا سی مٹی سے کیا فرق پڑتا ہے؟ چنانچہ محدث صبح کو اٹھتے ہی مالک مکان کے ہاں پہنچے اور ان سے مٹی کھرچنے کا واقعہ سنایا اور معافی مانگی... مالک مکان نے کہا کہ میں نے معاف کیا اور آئندہ آپ کو اجازت ہے... جب بھی ضرورت پڑے آپ مٹی کھرچ سکتے ہیں...

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا واقعہ

اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا واقعہ سنایا کہ ایک بار آپ بازار میں جا رہے تھے... آپ نے دور سے ایک واقف کار کو دیکھا...

اس شخص نے بھی آپ کو دیکھ لیا... دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں... مگر اس شخص

Marfat.com

نے چونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قرض دینا تھا اور معیاد بھی گزر چکی تھی...

اس لئے اس نے آپ کو دیکھا ان دیکھا کر دیا اور مجمع میں گھس کر ادھر ادھر نکلنے کی کوشش کی مگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بڑھ کر اسے جا لیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: کہ مجھے دیکھ کر تیرے دل کو جو شرمندگی ہوئی دھچکا لگا وہ تو مجھے معاف کردے اور میں اپنا قرض تجھے معاف کرتا ہوں... میری اس زندگی کا کیا فائدہ اگر کوئی مسلمان مجھے دیکھ کر کترانے کی کوشش کریں...

فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہی واقعہ ہے کہ آپ کو کسی سے قرض واپس لینا تھا... چنانچہ آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے... دوپہر کا وقت تھا... آپ دھوپ میں کھڑے رہے مگر اس کے مکان کے سایہ میں کھڑے نہ ہوئے...

جب مالک مکان نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے تجھے قرض دیا ہوا ہے... اس لئے میں نہیں چاہتا کہ میں تم سے اتنا بھی فائدہ حاصل کروں...

مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تمہارے مکان کے سایہ میں کھڑے ہونا سود میں شامل نہ ہو جائے... حالانکہ فتویٰ کی رو سے ایسی کوئی بات نہ تھی...

مگر یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تقویٰ تھا...

جس شخص کو آخرت کی فکر ہو وہ کس طرح چین سے بیٹھے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت سخت گرمی میں بیت المال کے اونٹ کی تلاش میں نکلے... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا پیچھے بھاگے کہ حضرت ایسی گرمی میں کہاں، فرمایا بیت المال کا اونٹ تلاش کرنے جاتا ہوں عرض کیا میں اپنے خادم کو بھیجتا ہوں آپ تکلیف نہ کریں فرمایا قیامت کے دن نہ تجھ سے سوال ہوگا نہ تیرے خادم سے...

تب ہی تو جب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نے اس قدر سخت مزاج کو حاکم بنا دیا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے فرمایا میں کہوں گا کہ

Marfat.com

اے اللہ! جس شخص سے بہتر تیری زمین پر کوئی نہیں اس کو میں نے خلیفہ بنایا...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایک سال بعد خواب میں دیکھا گیا کہ پسینہ پیشانی سے پونچھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج حساب سے فارغ ہوا ہوں خدائے تعالیٰ کا کرم نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا...(ابن عساکر)

شریعت میں کافر فاسق سب کے حقوق ہیں

بعض لوگ بیوی کے حقوق ضائع کرتے رہتے ہیں اکثر عورتیں مظلوم ہیں اور بعض نے عورت کو قبلہ بنا رکھا ہے اور بعض نے مظلوم...

ایک میاں جی کے پاس باہر سے کسی رئیس کا خط پہنچا جس کو اونچی ملازمت مل گئی تھی وہ رونے لگے بیوی سے کہا کہ تم بھی رودو، محلے والوں کو کہا کہ تم بھی رودو، پھر بتاؤ نگا...پھر بتایا سب حیران ہو گئے کہ یہ ہنسنے کی بات تھی...جواب دیا (اونچی ملازمت ملنے پر) سب کے حقوق مارے جائیں گے...

ایک دھوکے باز کا قصہ

ایک دھوکے باز کا قصہ جو گندم سے اپنا خرچہ نکال کر مٹی اور تنکے ڈال دیتا تھا... تین دفعہ قبر کھودی گئی سانپ نکلا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا فرمایا اسی میں دفن کردو یہ اس کے اعمال ہیں ساری زمین میں یہی ہوگا...

شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا اذان ہوتے ہی مسجد میں چلے جاتے ایک دفعہ کسی سبب سے کرتہ اتارا ہوا تھا اور خود کسی کام میں مشغول تھے ایک بلی آ کر کرتے پر سوگئی اور اس کو نیند آ گئی...ادھر اذان ہوگئی....

Marfat.com

حضرت نماز کو جانے کیلئے متفکر ہوئے نہ جماعت میں تاخیر کر سکیں، نہ بلی کی نیند خراب کرنا مناسب اور نہ اور کرتہ موجود، آخر یوں کیا کہ قینچی لے کر بلی کے ادھر ادھر سے کرتہ کاٹ دیا اور کرتہ پہن کر مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے واپس آئے تو بلی جاچکی تھی پڑے ہوئے ٹکڑوں کو کرتہ کے ساتھ سی لیا یہ تھے اللہ والے جو جانوروں کے حقوق ادا کرتے...

ایک دفعہ مچھر ان کو کاٹ رہا تھا اور ان کا خون پی رہا تھا ایک شخص نے ہٹانے کا قصد کیا فرمایا چھوڑ دو بیچارا بھوکا ہوگا... کتنا خون پی لے گا (یعنی بس ذرا سا)...

فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ جس برتن میں کھانا کوئی دے اس میں نہ کھائے مگر یہ کہ کھانا خراب ہونے کا خطرہ ہو...

آجکل لوگ قرض لے کر واپس کرنا نہیں جانتے اسی طرح مہمان کے لئے کھانے کی اباحت (اجازت) ہوتی ہے....

اس کو اس قدر بھی حق نہیں کہ بلی یا کتے کو ٹکڑا پھینکے لوگ غضب کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں...

گر گزندت رسد تحمل کن   کہ بعفو از گناہ پاک شوی

ترجمہ:... اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کر اس لئے کہ معاف کرنے سے تو گناہ سے پاک ہو جائیگا...

Marfat.com

معاملات کی صفائی

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑی عاجزی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں اس حال میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں، گڑگڑا کر اور رو رو کر پکارتے ہیں کہ یا اللہ! میرا یہ مقصد پورا کر دیجئے...

فلاں مقصد پورا کر دیجئے، بڑی عاجزی سے، الحاح وزاری کے ساتھ یہ دعائیں کر رہے ہوتے ہیں، لیکن کھانا ان کا حرام، پینا ان کا حرام، لباس ان کا حرام، اور ان کا جسم حرام آمدنی سے پرورش پایا ہوا... ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہو؟ ایسے آدمی کی دعا قبول نہیں ہوتی...

دوسری جتنی عبادات ہیں، اگر ان میں کوتاہی ہو جائے تو اس کی تلافی آسان ہے مثلاً نمازیں چھوٹ گئیں، تو اب اپنی زندگی میں قضا نمازیں ادا کر لو، اور اگر زندگی میں ادا نہ کر سکے تو وصیت کر جاؤ کہ اگر میں مر جاؤں اور میری نمازیں ادا نہ ہوئی ہوں تو میرے مال میں سے اس کا فدیہ ادا کر دیا جائے اور توبہ کر لو....

ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تلافی ہو جائے گی... لیکن اگر کسی دوسرے کا مال ناجائز طریقے پر کھا لیا تو اس کی تلافی اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک صاحب حق معاف نہ کرے... چاہے تم ہزار توبہ کرتے رہو، ہزار نفلیں پڑھتے رہو... اس لئے معاملات کا باب بہت اہمیت رکھتا ہے..

Marfat.com

اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں تصوف اور طریقت کی تعلیمات میں معاملات کو سب سے زیادہ اولیت حاصل تھی ... فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اپنے مریدین میں سے کسی کے بارے میں یہ پتہ چلے کہ اس نے اپنے معمولات، نوافل، اور وظائف پورے نہیں کئے تو اس کی وجہ سے رنج ہوتا ہے اور اس مرید سے کہہ دیتا ہوں کہ ان کو پورا کرلو ... لیکن اگر کسی مرید کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے روپے پیسے کے معاملے میں گڑبڑ کی ہے تو مجھے اس مرید سے نفرت ہو جاتی ہے ...

آج کتنے لوگ ناجائز قسم کے معاملات کے اندر مبتلا ہیں اور ان کو خیال بھی نہیں آتا کہ ہم یہ معاملات شریعت کے خلاف اور ناجائز کر رہے ہیں ... اگر ہم نے غلط کام کر کے چند پیسے بچا لئے تو وہ چند پیسے حرام ہو گئے اور وہ حرام مال ہمارے دوسرے مال کے ساتھ ملنے کے نتیجے میں اس کے بُرے اثرات ہمارے مال میں پھیل گئے ...

پھر اسی مال سے ہم کھانا کھا رہے ہیں، اسی سے کپڑے بنا رہے ہیں، اسی سے لباس تیار ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں ہماری پوری زندگی حرام ہو رہی ہے اور ہم چونکہ بے حس ہو گئے ہیں اس لئے حرام مال اور حرام آمدنی کے بُرے نتائج کا ہمیں علم بھی نہیں ... یہ حرام مال ہماری زندگی میں کیا فساد مچا رہا ہے ...

اس کا ہمیں احساس نہیں ... جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ احساس عطا فرماتے ہیں، ان کو پتہ لگتا ہے کہ حرام چیز کیا ہوتی ہے ...

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر استاد تھے، اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں ایک دعوت میں چلا گیا اور وہاں جا کر کھانا کھا لیا ...

بعد میں پتہ چلا کہ اس شخص کی آمدنی مشکوک ہے ... فرماتے ہیں کہ میں مہینوں

Marfat.com

تک ان چند لقموں کی ظلمت اپنے دل میں محسوس کرتا رہا، اور مہینوں تک میرے دل میں گناہ کرنے کے جذبات پیدا ہوتے رہے، اور طبیعت میں یہ داعیہ بار بار پیدا ہوا تھا کہ فلاں گناہ کرلوں، فلاں گناہ کرلوں، حرام مال سے یہ ظلمت پیدا ہوجاتی ہے...

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں... ان کی لکھی ہوئی کتابیں کئی اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں... کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں....

لیکن تصوف اور زہد کے موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ تم کیسے کہتے ہو کہ میں نے تصوف پر کتاب نہیں لکھی، میں نے جو "کتاب البیوع" لکھی ہے....

وہ تصوف ہی کی تو کتاب ہے، مطلب یہ تھا کہ خرید وفروخت کے احکام اور لین دین کے احکام حقیقت میں تصوف ہی کے احکام ہیں، اس لئے کہ زہد اور تصوف درحقیقت شریعت کی ٹھیک ٹھیک پیروی کا نام ہے اور شریعت کی ٹھیک ٹھیک پیروی خرید وفروخت اور لین دین کے احکام پر عمل کرنے سے ہوتی ہے... (ملخص از اصلاحی خطبات)

Marfat.com

حقیقی مُفلس کون؟

حدیث مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا
اتدرون من المفلس فیکم (کیاتم جانتے ہوں کہ مفلس کون ہے؟)
صحابہ نے عرض کیامن لا درھم له ولا دینار
(الصحیح لمسلم کتاب البروالصلۃ:۵۹، سنن الترمذی:۲۴۱۸، کنزالعمال:۱۰۳۲۷)

جس کے پاس درہم و دینار نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ مفلس وہ ہے جو آخرت میں اس حالت میں جائے گا کہ اس کے پاس نماز بھی ہے روزہ بھی ہے زکوۃ بھی ہے حج بھی ہے اور بہت سے اعمال ہر قسم کے ہیں مگر اسی کے ساتھ ہی اس نے کسی کو مارا بھی تھا کسی کو گالیاں بھی دی تھیں کسی کی غیبت کی تھی...

پس ایک آیا اس کی نماز لے گیا، دوسرا آیا اس کی زکوۃ لے گیا، کوئی حج لے گیا کوئی اور اعمال لے گیا پھر بھی بعضے حقدار باقی رہ گئے تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے گئے وہ تو جنت میں چلے گئے اور یہ سب کے گناہوں کو لے کر جہنم میں بھیج دیا گیا...

یہ شخص اپنے کو غنی سمجھتا تھا مگر حقوق العباد ضائع کرنے کی وجہ سے سب نیکیاں اہل حقوق لے گئے اور یہ کورے کا کورا رہ گیا... درمختار میں روایت ہے (واللہ اعلم بصحتها و ضعفها۱۲)

کہ ایک دانگ کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازیں دی جائیں گی بھلا اتنی نمازوں کو کون چھوڑ دے گا تم ہی سوچو! وہاں تو ہر شخص ایک ایک نیکی پر جان دے گا...

صاحبو! اس کی فکر بہت ضروری ہے مگر افسوس کہ لوگوں کو ذرا فکر نہیں (المؤدۃ الرحمانیہ ج ۱۴)

Marfat.com

اسلام اور معاملات

باپ کے انتقال پر میراث کی تقسیم فوراً کریں

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں

جب باپ کا انتقال ہو جائے تو شریعت کا حکم ہے کہ فوراً میراث تقسیم کرو، میراث تقسیم کرنے میں دیر کرنا حرام ہے ...لیکن آج کل یہ ہوتا ہے کہ باپ کے انتقال پر میراث تقسیم نہیں ہوتی، اور جو بڑا بیٹا ہوتا ہے وہ کاروبار پر قابض ہو جاتا ہے ...اور بیٹیاں خاموش بیٹھی رہتی ہیں، ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارا کیا حق ہے اور کیا نہیں ہے؟ یہاں تک کہ اسی حالت میں دس اور بیس سال گزر گئے ...اور پھر اس دوران کسی اور کا بھی انتقال ہو گیا... یا کسی بھائی نے اس کاروبار میں اپنا پیسہ ملا دیا، پھر سالہا سال گزرنے کے بعد جب ان کی اولاد بڑی ہوئی تو اب جھگڑے انتہاء کی حد تک پہنچے تو اب مفتی صاحب کے پاس چلے آئے کہ اب آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں مفتی صاحب بیچارے ایسے وقت میں کیا کریں گے ...

مشترک مکان کی تعمیر میں حصہ داروں کا حصہ

یا مثلاً ایک مکان بن رہا ہے، تعمیر کے دوران کچھ پیسے باپ نے لگا دیے، کچھ پیسے ایک بڑے بیٹے نے لگا دیئے، کچھ تیسرے بیٹے نے لگا دیئے ...لیکن یہ پتہ نہیں کہ کون کس حساب سے کس طرح سے کس تناسب سے لگا رہا ہے، اور یہ بھی پتہ نہیں کہ جو پیسے تم لگا رہے ہو وہ آیا بطور قرض کے دے رہے ہو اس کو واپس لو گے، یا مکان میں

Marfat.com

حصہ دار بن رہے ہو، یا بطور امداد اور تعاون کے پیسے دے رہے ہو، اس کا کچھ پتہ نہیں، اب مکان تعمیر ہو گیا اور اس میں رہنا شروع کر دیا... اب جب باپ کا انتقال ہوا یا آپس میں دوسرے مسائل پیدا ہو گئے تو مکان پر جھگڑے کھڑے ہو گئے...

اب مفتی صاحب کے پاس چلے آئے ہیں کہ فلاں بھائی کہتا ہے کہ میرا اتنا حصہ ہے، دوسرا کہتا ہے کہ مجھے اتنا ملنا چاہئے... جب ان سے پوچھا گیا کہ جب تم نے اس مکان کی تعمیر میں پیسے دیئے تھے، اس وقت تمہاری کیا نیت تھی؟ کیا تم نے بطور قرض دیے تھے؟ یا تم مکان میں حصہ دار بننا چاہتے تھے؟ یا باپ کی مدد کرنا چاہتے تھے؟

تو یہ جواب ملتا ہے کہ ہم نے تو پیسے دیتے وقت کچھ سوچا ہی نہیں تھا، نہ تو ہم نے مدد کے بارے میں سوچا تھا اور نہ حصہ داری کے بارے میں سوچا تھا، جب ڈور الجھ گئی اور سرا ہاتھ میں نہیں آ رہا تو اب مفتی صاحب کی مصیبت آئی کہ اس کا حل نکالیں... یہ سب اس لئے ہوا کہ معاملات کے بارے میں حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل نہیں کیا... نفلیں ہو رہی ہیں تہجد کی نماز ہو رہی ہے...

اشراق کی نماز ہو رہی ہے... لیکن معاملات میں سب الم غلم ہو رہا ہے، کسی چیز کا کچھ پتہ نہیں... یہ سب کام حرام ہو رہا ہے... جب یہ معلوم نہیں کہ میرا حق کتنا ہے اور دوسرے کا حق کتنا ہے، تو اس صورت میں جو کچھ تم اس میں سے کھا رہے ہو، اس کے حلال ہونے میں بھی شبہ ہے... جائز نہیں...

حکیم الامت اور صفائی معاملات

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے یہاں معاملات کی جس قدر صفائی تھی اسکی مثال کمتر ملتی ہے... اپنے مریدوں کو بھی اسکی تاکید کر رکھی تھی اور وابستہ دوسرے لوگوں کو بھی، اور ساتھ ہی اپنی ذات کو بھی، حقوق العباد کا معاملہ ذرا سخت بھی ہے، کہ جب تک بندہ خود معاف نہ کر دے معاف ہوتا ہی نہیں، اس کی اہمیت ہی کا یہ اثر تھا کہ

Marfat.com

آپ نے ۱۹۲۶ء میں ایک معذرت نامہ چھپوا کر تقسیم کرایا، اس میں تحریر فرماتے ہیں...

''یہ احقر، افقر، اذل، ارذل، کام کا اکثف، نام کا اشرف، تمام ان حضرات کی خدمت میں جن کا کوئی حق میرے ذمہ ہو خواہ وہ حق مالی ہو جس کا اہتمام ضعیف و قلیل ہے، اور خواہ وہ حق غیر مالی ہو جیسے کسی کو ناحق کچھ کہہ لیا ہو، یا انتقام میں مساوات سے متجاوز ہو گیا ہو، یا کسی کو ناحق بدنی ایذاء پہنچائی ہو، ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ، نہایت لجاجت و سماجت سے درخواست کرتا ہے، کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے عوض لے لیں، اور خواہ حسبۃً اللہ معاف فرما دیں...

میں ان دونوں صورتوں میں ان کا شکر گذار رہوں گا، کہ مجھ کو محاسبہ آخرت سے بری فرمایا، اور معافی کی صورت میں دعاء بھی کرتا رہوں گا، کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا، خدا کے واسطے اہل حقوق میری حیات تک...

خواہ اپنے گذشتہ اور آئندہ حقوق معاف فرما دیں، خواہ شرعی طریق اور شرائط پر اس کا عوض بالمثل لے لیں، اور حیات کے بعد معاف ہی فرما دیں''...

اسے پورے غور سے پڑھیے، اور اندازہ لگائیے، کہ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ حقوق العباد سے اپنے آپ کو کس طرح پاک و صاف رکھنا چاہتے ہیں، اپنی ساری غلطیوں، زیادتیوں اور بھول چوک کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اور یہ گوارا نہیں فرماتے کہ کسی کا کوئی حق مرنے کے بعد باقی رہ جائے اور اس کی آخرت میں جوابدہی کرنی پڑے، یا اس کی وجہ سے کوئی دینی نقصان برداشت کرنا پڑے،

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے، بڑا سبق دے گئے،

اور اپنے ماننے والوں کے لئے بڑی عمدہ مثال چھوڑ گئے...

Marfat.com

قرض کی ادائیگی کی فکر کیجئے!

انسان بہر حال انسان ہی ہے... معاشرے کے ساتھ ہی انسانی زندگی کا تصور ہے اور اسلام نے ہمیں تعاون باہمی کے اصول پر معاشرتی زندگی کے سفر کو طے کرنے کی تعلیم دی ہے اور اسی اصول کی بنیاد پر ہی قرآن و حدیث اور قرآن و حدیث سے مستنبط فقہ کی کتابوں میں انسانوں کے باہمی معاملات کے قوانین و جزئیات کی تفصیلات ملتی ہیں...

انہیں ضروری قوانین میں سے ایک قرضہ کے لین دین کا معاملہ بھی ہے... ہمیں قرآن و حدیث میں ضرورت مندوں کو قرض دینے کی ہدایات دی گئی ہیں اور اس کی فضیلت بھی بہت بیان کی گئی ہے حتیٰ کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضرورت مند کو قرض دینا صدقہ دینے سے افضل ہے...

لیکن اس کے ساتھ دوسرا پہلو یہ بھی ہمیں ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ مانگی ہے... نتیجہ یہ کہ ضرورت مند کو قرضہ دینا بھی باعث اجر ہے اور جس نے قرض لیا ہے اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ جلدی قرض سے جان چھڑائے اس قدر شدید وعید کہ مقروض کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا جب تک کہ دوسرے آدمی نے اس کے قرضہ کی ذمہ داری نہیں لی...

شہید کے بارے میں ہے کہ وہ بھی اگر مقروض ہوگا تو قرضہ اس کے جنت میں جانے سے رکاوٹ بنے گا... پھر یہ نہیں کہ مقروض ہونا قابل پناہ چیز ہے بلکہ اب تو قرضہ دینے والا گویا مصیبت واذیت کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ قرض لینے والا

Marfat.com

وعدہ خلافی کرتا ہے اس کے حق کا احساس نہیں رکھتا، جس سے قرض دینے والا اس کا محسن کم از کم ذہنی اذیت میں ضرور مبتلا ہوتا ہے...

اس لئے پہلے تو آدمی قرض سے پناہ مانگے کہ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر ایسی نوبت آئے اور کوئی محسن قرض دینے کا احساس کردے تو قرض شرعی قواعد کے مطابق وعدہ کی مدت بیان کر کے لیا جائے... دوسرے صدق دل سے وعدہ کے مطابق واپسی کی کوشش کی جائے حدیث پاک میں ہے کہ جو مقروض سچے دل سے واپسی کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں...

آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس شعبہ میں بہت کمزوریاں ہمیں گھیر رہی ہیں تجارتی لین دین میں یہ وباء عام ہے کہ دکاندار مال اٹھا لیتے ہیں اور رقم کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتے حالانکہ کیا خبر ہے کہ زندگی کب تک ہے... وعدہ کی خلاف ورزی عام ہے، رابطہ تک نہیں رکھتے، یاددہانی کرائی جائے تو کہتے ہیں ہم کہیں بھاگ رہے ہیں؟ حالانکہ انہیں یہ احساس کرنا چاہئے کہ ہم دوسرے کی حق تلفی کر رہے ہیں اگر ہم اس روش کو چھوڑ دیں اور لین دین کی بے باکی پر ہی کمر بستہ رہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہتی ہے اور کاروبار میں برکت ہوتی ہے... حدیث پاک میں ایک مقروض کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس میں ہمارے لئے عبرت کا سامان ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں... واقعہ یہ ہے:

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا ہے کہ:

اس نے بنی اسرائیل کے کسی شخص سے ایک ہزار دینار مانگے، اس نے کہا کہ گواہ لاؤ تاکہ میں انہیں قرض کے اس معاملے پر گواہ بنالوں، قرض خواہ نے کہا کہ: اللہ کی گواہی کافی ہے، اس نے کہا اچھا کوئی کفیل (ضامن) لے آؤ،

کہنے لگا کہ اللہ ہی میرا ضامن اور کفیل ہے... اس نے کہا تم نے سچ کہا، اور ایک مقررہ مدت تک کے لئے اس نے ہزار دینار اسے قرض دے دیئے...

Marfat.com

قرض لینے والا اپنے کسی کام سے سمندر میں سفر پر گیا اور اپنا کام پورا کیا، فارغ ہونے کے بعد جب اس نے سمندر عبور کرنے کے لئے سواری (کشتی وغیرہ) تلاش کی تاکہ اس پر سوار ہو کر اپنی مقررہ مدت پر جو اس نے متعین کی تھی ادائیگی قرض کے لئے پہنچ جائے تو اسے کوئی سواری نہ ملی، اس نے ایک بڑی لکڑی لی، اسے اندر سے کھود کر کھوکھلا کیا اور ہزار دینار اس میں رکھ دیئے اور ایک خط قرض دینے والے کے نام لکھ کر رکھ دیا، پھر اس نے کھوکھلی جگہ کو اچھی طرح بند کر دیا اور اسے لے کر سمندر پر آ گیا اور دعاء کی کہ:

''اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے فلاں آدمی سے ہزار دینار قرض کے طور پر لئے تھے، اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا میرا ضامن اللہ ہی ہے، وہ آپ کی ضمانت پر راضی ہو گیا، پھر اس نے گواہ کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا: میرے لئے اللہ ہی گواہ کے طور پر کافی ہے، وہ آپ کی گواہی پر راضی ہو گیا اور میں نے اب بہت کوشش کی کوئی ایسی سواری ڈھونڈوں جس کے ذریعہ اس کا قرض اس تک بھیج سکوں، لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہوا اور میں اس قرض کی حفاظت آپ کے ہی سپرد کرتا ہوں...'' یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی یہاں تک کہ وہ پانی میں داخل ہو گئی، پھر وہ واپس لوٹ آیا اور پھر بھی کشتی کی تلاش میں رہا کہ اپنے شہر کی طرف نکل جائے...

اُدھر وہ شخص جس نے قرض دیا تھا سمندر کی طرف نکلا تاکہ دیکھے شاید کوئی کشتی اس کا مال لے کر آئی ہو، اچانک اس نے وہی لکڑی جس میں مال تھا دیکھی، اس نے اسے لے لیا یہ سوچ کر گھر والوں کو ایندھن میں کام آئے گی گھر جا کر اس نے جو اسے چیرا تو اس میں اپنا مال اور خط پایا...

پھر کچھ دنوں بعد قرض لینے والا شخص آ گیا اور ہزار دینار لے کر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: اللہ کی قسم! میں مسلسل کشتی کی تلاش میں رہا تاکہ تمہارا مال لے کر تمہارے پاس آؤں، مگر مجھے اب سے قبل کوئی کشتی نہ ملی...

Marfat.com

اس نے کہا کہ کیا تم نے مجھے کچھ بھیجا تھا؟ کہنے لگا کہ: میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے کوئی سواری نہ پائی کہ اس میں آتا اس نے کہا:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے ادائیگی کر دی ہے جو تم نے لکڑی میں بھیجا تھا لہٰذا اپنے ہزار دینار لے کر کامیاب واپس لوٹ جاؤ..." (صحیح بخاری)

آخر میں وہ دُعاء پڑھتے ہیں جو مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ (رواہ ابوداؤد)

قرض کا وبال

حدیث شریف: جس شخص نے قرض لیا ہے مگر ادائیگی کا ارادہ نہیں رکھتا وہ حرام کھاتا ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اور دل میں ہے کہ مہر ادا نہیں کروں گا قیامت کے دن اس کا شمار زانیوں میں ہوگا...

اللہ تعالیٰ کی معیت: محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آیا ہے کہ وہ قرض حاصل کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ کے پاس فلاں فلاں مال ہے پھر بھی آپ قرض لیتے ہیں فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ادائے قرض تک مقروض کے ساتھ ہوتے ہیں مجھے پسند ہے کہ اس بہانے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل کروں...

مقروض کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں کسی نے کہا آپ قرض کیوں لیتی ہیں ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ایسے مقروض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے جو اپنے قرضہ کی ادا کرنے کا قصد رکھتا ہو تو میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد میرے شامل حال ہو...

(۱) اگر شہید بھی ہو جاوے مگر اس کا قرض بدستور اس کے ذمہ رہے گا...

Marfat.com

(۲) لقمان حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے بڑے سے بڑا بھاری پتھر اور لوہا اٹھایا ہے مگر قرض سے زیادہ وزنی چیز میں نے کوئی نہیں اٹھائی...

قرض سے نجات کے لئے وظیفہ

ایک مقروض شخص نے پریشانی ظاہر کی تو فرمایا: یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ دوسو بار اول آخر تین تین بار درود شریف کے ساتھ چاشت کے وقت پڑھے پھر چار رکعت نفل نماز دو دو رکعت کی نیت سے اس طرح پڑھے کہ اول میں سورۂ شمس دوسری میں سورۃ اللیل پھر دوسری دوگانہ کے اول رکعت میں والضحیٰ اور دوسری میں الم نشرح پڑھیں بعد فراغت نماز سجدے میں جا کر خوب دعا کریں... ان شاء اللہ پہلی خوشحالی سے بھی بہتر ہو جاؤ گے... (ملفوظات حضرت پھولپوری رحمہ اللہ)

قرض کی فکر

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ اگر کوئی انکے پاس اپنی رقم بطور امانت رکھنے کیلئے آتا تو آپ اس کو فرماتے کہ یہ رقم مجھے قرض کے طور پر دیدو (آپ امانت نہیں رکھتے تھے) اس طرح آپ کے ذمہ بہت سارا قرض ہو گیا تھا جو تقریباً دو کروڑ تھا، جب آخری وقت آیا تو بار بار نصیحت فرماتے کہ میرا قرض ادا کر دینا اور بیٹے کو یہ بھی فرماتے کہ اگر کبھی قرض کی ادائیگی میں دشواری ہو تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا... اس پر بیٹے نے پوچھا کہ اے ابا جان! آپ کا آقا کون ہے؟ فرمایا: کہ میرے اللہ!

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بیٹے نے اپنے والد کی وصیت پوری کی اور قرض خواہوں کو تلاش کر کے انکے قرضے چکائے حتیٰ کہ چار سال تک حج کے موقعہ پر حجاج کرام کے مجمع میں یہ اعلان کرتے رہے کہ کسی کا زبیر کے ذمہ کوئی قرض ہو تو وہ آ کر وصول کر لے... چار سال کے قرضوں کی ادائیگی سے فراغت پر باقی جائیداد تقسیم کی گئی تو چار بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کے حصہ میں ایک کروڑ دو لاکھ آئے... (حلیۃ الاولیاء)

Marfat.com

چوری یہ بھی ہے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ سہارنپور سے کانپور جارہے تھے کہ جب ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے تو محسوس کیا کہ ان کے ساتھ سامان اس مقررہ حد سے زیادہ ہے جو ایک مسافر کو بک کرائے بغیر اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت ہوتی ہے چنانچہ وہ اس کھڑکی پر پہنچے جہاں سامان کا وزن کر کے زائد سامان کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ سامان بک کرا سکیں کھڑکی پر ریلوے کا جو اہلکار موجود تھا وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود حضرت مولانا رحمہ اللہ کو جانتا تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا جب حضرت رحمہ اللہ نے سامان بک کرنے کی فرمائش کی تو اس نے کہا کہ مولانا! رہنے دیجئے۔

آپ رحمہ اللہ سے سامان کا کیا کرایہ وصول کیا جائے؟ آپ کو سامان بک کرانے کی ضرورت نہیں میں ابھی گارڈ سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو زائد سامان کی وجہ سے کچھ نہیں کہے گا مولانا نے فرمایا: یہ گارڈ میرے ساتھ کہاں تک جائے گا...

ریلوے افسر نے جواب دیا غازی آباد تک... مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا پھر غازی آباد کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا یہ گارڈ دوسرے گارڈ سے کہہ دے گا... مولانا رحمہ اللہ نے پوچھا وہ دوسرا گارڈ کہاں تک جائیگا؟ افسر نے کہا وہ کانپور تک آپ کے ساتھ جائے گا... مولانا نے پوچھا پھر کانپور کے بعد کیا ہوگا؟ افسر نے کہا کہ کانپور کے

Marfat.com

بعد کیا ہونا ہے؟ وہاں تو آپ کا سفر ختم ہو جائے گا حضرت نے فرمایا نہیں میرا سفر تو بہت لمبا ہے کانپور پر ختم نہیں ہوگا اس لمبے سفر کی انتہا تو آخرت میں ہوگی یہ بتائیے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اپنا سامان تم کرایہ دیئے بغیر کیوں اور کس طرح لے گئے تو یہ گارڈ صاحبان میری کیا مدد کرسکیں گے؟

پھر مولانا رحمہ اللہ نے ان کو سمجھایا کہ یہ ریل آپ کی یا گارڈ صاحب کی ملکیت نہیں ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ریلوے کے محکمے کی طرف سے آپ کو یا گارڈ صاحب کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا وہ جس مسافر کو چاہیں ٹکٹ کے بغیر یا اس کے سامان کو کرائے کے بغیر ریل میں سوار کر دیا کریں...

لہٰذا اگر میں آپ کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر بغیر کرائے کے سامان لے بھی جاؤں تو یہ میرے دین کے لحاظ سے چوری میں داخل ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس گناہ کا جواب دینا پڑے گا... آپ کی یہ رعایت مجھے بہت مہنگی پڑے گی لہٰذا براہ کرم مجھ سے پورا پورا کرایہ وصول کر لیجئے... ریلوے کا وہ اہل کار مولانا رحمہ اللہ کو دیکھتا رہ گیا لیکن پھر اس نے تسلیم کیا کہ بات آپ ہی کی درست ہے...

یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے اس دور کا ہے جب برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی اور مسلمانوں کے دل میں اس حکومت کے خلاف جو نفرت تھی وہ محتاج بیان نہیں چنانچہ ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں... خود حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ برملا اپنی اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی الگ حکومت ہونی چاہئے... جس میں وہ غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد ہو کر شریعت کے مطابق اپنا کاروبار چلا سکیں...

لیکن انگریز کی حکومت سے متنفر ہونے کے باوجود اس کے قائم کئے ہوئے محکمے سے تھوڑا سا فائدہ بھی معاوضہ ادا کئے بغیر حاصل کرنا انہیں منظور نہ تھا...

بات دراصل یہ ہے کہ چوری کی قانونی تعریف خواہ کچھ ہو لیکن گناہ ثواب

Marfat.com

کے نقطہ نظر سے کسی دوسری کی چیز اس کی مرضی کے بغیر استعمال کرنا چوری ہی میں داخل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں مختلف انداز سے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے ارشاد ہے کہ

حرمة مال المسلم كحرمة دمه

مسلمان کے مال کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے اس کے خون کی حرمت (مجمع الزوائد)

واضح رہے کہ حدیث میں اگرچہ مسلمانوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن دوسری احادیث کی روشنی میں مسلمان حکومت کے غیر مسلم باشندے جو امن کے معاہدے کے ساتھ رہتے ہوں یا اس غیر مسلم حکومت کے غیر مسلم باشندے جس کے تحت مسلمان پرامن طور پر رہتے ہوں ...ان کے جان و مال کا احترام بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا مسلمان کے جان و مال کا احترام ...لہٰذا اس لفظ سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ غیر مسلموں کی جان و مال قابل احترام نہیں ہے...

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لا يحل مال امرئ مسلم الا بطيب نفس منه

کسی مسلمان شخص کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے...(مجمع الزوائد)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں جو خطبہ دیا اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **لا يحل لا مرئ من مال اخيه الا ما طابت به نفسه**...

کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کا کوئی مال حلال نہیں ہے...

سوائے اس مال کے جو اس نے خوش دلی سے دیا ہو...

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا يحل لمسلم ان ياخذ مال اخيه بغير حق وذالك لما حرم الله مال المسلم على المسلم وان ياخذ عصا اخيه بغير طيب نفس...

Marfat.com

کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کا کوئی مال ناحق طور پر لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کیا ہے اور اس کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی خوش دلی کے بغیر لے...

ان تمام احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ دوسرے کی کوئی چیز لینے یا استعمال کرنے کیلئے اس کا خوشی سے راضی ہونا ضروری ہے لہٰذا اگر کسی وقت حالات سے یہ معلوم ہو جائے کہ کسی شخص نے اپنی ملکیت استعمال کرنے کی اجازت کسی دباؤ کے تحت یا شرما شرمی میں دیدی ہے اور وہ دل سے اس پر راضی نہیں ہے تو اس کو اجازت نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ اس کا استعمال بھی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہوگا...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو نظر آئے گا کہ نہ جانے کتنے شعبوں میں ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر ان احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ہم چوری اور غصب بس یہی سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کے گھر میں چھپ کر داخل ہو اور اس کا سامان چرائے یا طاقت کا باقاعدہ استعمال کر کے اسکا مال چھینے... حالانکہ کسی کی مرضی کے خلاف اس کی ملکیت کا استعمال کسی بھی صورت میں ہو وہ چوری یا غصب کے گناہ میں داخل ہے اس قسم کی چوری اور غصب کی جو مختلف صورتیں ہمارے معاشرے میں عام ہوگئی ہیں اور اچھے خاصے پڑھے لکھے اور بظاہر مہذب افراد بھی ان میں مبتلا ہیں ان کا شمار مشکل ہے... تاہم مثال کے طور پر اسکی چند صورتیں درج ذیل ہیں...

(۱) ایک صورت تو وہی ہے کہ جس کی طرف حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے مذکورہ واقعے میں ارشاد کیا گیا ہے آج یہ بات بڑے فخر سے بیان کی جاتی ہے کہ ہم اپنا سامان ریل یا جہاز میں کرایہ دیئے بغیر نکال لائے...

حالانکہ اگر یہ کام متعلقہ افسروں کی آنکھ بچا کر کیا گیا تو اس میں اور چوری

Marfat.com

میں کوئی فرق نہیں اور اگر ان کی رضامندی سے کیا گیا جبکہ وہ اجازت دینے کے مجاز نہ تھے تو ان کا بھی اس گناہ میں شریک ہونا لازم آیا ہاں اگر کسی افسر کو ریلوے یا ایئر لائنز کی طرف سے یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ زیادہ سامان بغیر کرائے کے چھوڑ دے تو یہ بات دوسری ہے...

(۲) ٹیلی فون ایکسچینج کے ملازم سے دوستی گانٹھ کر دوسرے شہروں میں فون پر مفت بات چیت نہ صرف یہ کہ کوئی عیب نہیں سمجھی جاتی بلکہ اسے اپنے وسیع تعلقات کا ثبوت دے کر فخریہ بیان کیا جاتا ہے کہ حالانکہ یہ بھی ایک گھٹیا درجے کی چوری ہے اور اسکے گناہ عظیم ہونے میں کوئی شک نہیں...

(۳) بجلی کے سرکاری کھمبے سے کنکشن لے کر مفت بجلی کا استعمال چوری کی ایک اور قسم ہے جس کا رواج بھی عام ہوتا جا رہا ہے اور یہ گناہ بھی ڈنکے کی چوٹ پر کیا جاتا ہے...

(۴) اگر ہم کسی شخص سے اس کی کوئی چیز مانگتے ہیں جبکہ ہمیں غالب گمان یہ ہے کہ وہ زبان سے تو انکار نہیں کر سکے گا... لیکن دینے پر دل سے راضی بھی نہ ہو گا اور دے گا تو محض شرما شرمی اور بادل ناخواستہ دے گا...

تو یہ بھی غصب میں داخل ہے اور ایسی چیز کا استعمال حلال نہیں کیونکہ دینے والے نے خوش دلی کی بجائے وہ چیز دباؤ میں آ کر دی ہے...

(۵) اگر کسی شخص سے کوئی چیز عارضی استعمال کے لئے مستعار لی گئی اور وعدہ کر لیا کہ فلاں وقت لوٹا دی جائے گی لیکن وقت پر لوٹانے کی بجائے اسے کسی عذر کے بغیر اپنے استعمال میں باقی رکھا تو اسمیں وعدہ خلافی کا بھی گناہ ہے اور اگر وہ مقررہ وقت کے بعد اس کے استعمال پر دل سے راضی نہ ہو تو غصب کا گناہ بھی ہے...

یہی حال قرض کا ہے کہ واپسی کی مقررہ تاریخ کے بعد قرض واپس نہ کرنا (جبکہ کوئی شدید عذر نہ ہو) وعدہ خلافی اور غصب دونوں گناہوں کا مجموعہ ہے...

Marfat.com

(۶) اگر کسی شخص سے کوئی مکان، زمین یا دوکان ایک خاص وقت تک کے لئے کرائے پر لی گئی تو وقت گزر جانے کے بعد مالک کی اجازت کے بغیر اسے اپنے استعمال میں رکھنا بھی اسی وعدہ خلافی اور غصب میں داخل ہے...

(۷) اگر مستعار لی ہوئی چیز کو ایسی بے دردی سے استعمال کیا جائے جس پر مالک راضی نہ ہو تو یہ بھی غصب کی مذکورہ تعریف میں داخل ہے... مثلاً کسی بھلے مانس نے اگر اپنی گاڑی دوسرے کو استعمال کرنے کی اجازت دیدی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کے ساتھ مال مفت دل بے رحم کا معاملہ کرے اور اسے خراب راستوں پر اس طرح دوڑائے پھرے کہ اس کے کل پرزے پناہ مانگنے لگیں اگر کسی نے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دی ہے تو اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس پر طویل فاصلے کی کالیں دیر دیر تک کرتے رہنا یقیناً غصب میں داخل اور حرام ہے...

(۸) بک اسٹالوں میں کتابیں رسالے اور اخبارات اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ ان میں سے جو پسند ہوں لوگ انہیں خرید سکیں پسند کے تعین کے لئے ان کی معمولی ورق گردانی کی بھی عام طور پر اجازت ہوتی ہے...

لیکن اگر بک اسٹال پر کھڑے ہو کر کتابوں اخبارات یا رسالوں کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا جائے جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو تو یہ بھی ان کا غاصبانہ استعمال ہے جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے... یہ چند سرسری مثالیں ہیں جو بے ساختہ قلم پر آ گئیں مقصد یہ ہے کہ ہم سب مل کر سوچیں کہ ہم کہاں کہاں چوری اور غصب کے گھٹیا جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں؟

Marfat.com

انسان بننا فرض ہے

دین کے پانچ اہم شعبے ہیں... عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق باطنی... آج عبادات کا تو کسی قدر اہتمام ہے لیکن اچھے اچھے دیندار بھی معاملات کی خرابی اور حقوق میں گڑبڑ کی وجہ سے دوسروں کے لئے باعث تکلیف بنے ہوتے ہیں... اسی بنا پر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ بزرگ بننا فرض نہیں انسان بننا فرض ہے... کیونکہ اگر تم بزرگ نہ بنے تو تمہیں تکلیف ہوگی اور انسان اگر نہ بنے تو دوسروں کو تکلیف ہوگی... جبکہ دوسروں کو تکلیف سے بچانا اصل مسلمانی ہے... کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ

یعنی حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں

آج ہم اس بات کا محاسبہ کریں اور یوں سمجھیں کہ ہم گویا خدا کے سامنے حاضر ہیں اور ہماری پیشی ہو رہی ہے... سوچیں کہ اس وقت ہماری کیا حالت ہوگی سوائے شرمندگی کے... قیامت کا دن بڑا سخت دن ہوگا... ہم دنیا کی نظروں میں چاہے کتنے ہی بزرگ ہوں... معاملہ تو دراصل اپنے خالق حقیقی کے ساتھ ہے...

ہمارے حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) نصیحت کرتے تھے کہ مخلوق کو تو دھوکہ دیا جاسکتا ہے لیکن خالق کو نہیں... سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور شعر ہے

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے ۔۔۔ وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

Marfat.com

اچھے اچھے دیندار حضرات جنہیں ذکر وعبادت کا تو خوب اہتمام ہوتا ہے لیکن اس انداز سے معاملات وحقوق کی طرف توجہ نہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوعورتوں کا ذکر آیا... ایک ان میں نفلی عبادات کا اہتمام تو بہت کرتی تھی لیکن اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی تھی... آپ نے فرمایا کہ یہ جہنم میں ہے...

دوسری عورت جو نفلی عبادات کا زیادہ اہتمام نہیں کرتی تھی لیکن اس کے ہمسائے اس سے خوش تھے فرمایا کہ یہ عورت جنت میں ہے اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کا مفلس اس شخص کو فرمایا کہ جس کے پاس نماز روزہ تو بہت ہوگا لیکن حقوق میں گڑبڑ کی وجہ سے تو کوئی اس کا روزہ لے جائے گا اور کوئی نماز اور یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حقوق کی ادائیگی اور معاملات کی صفائی بہت اہم ہے لہٰذا ہر وقت اس بات کی فکر کی ضرورت ہے کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف تو نہیں ہو رہی...

میں نے کسی کا دل تو نہیں دکھایا... ہم اپنے ماتحتوں سے پوچھیں کہ اگر تمہارے حقوق کے معاملے میں ہم سے کسی قسم کی کوئی کوتاہی ہو رہی ہو تو ہمیں اطلاع دیں...

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کس درد سے اپنے وصیت نامہ میں اہل حقوق سے معافی مانگی ہے جس کو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ نے اپنے اشعار میں یوں پیش کیا ہے...

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو	بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام	نہ رکھے قیامت کے دن پر یہ کام
کہ خجلت بروز قیامت نہ ہو	خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

دوسروں کو اذیت سے بچانے کا حضرت کو بہت اہتمام تھا... ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ کا معمول تھا کہ مریدین جو خانقاہ میں موجود ہوتے تھے ان کے خطوط کے جوابات لکھ کر مسجد کے منبر پر

Marfat.com

رکھ دیئے جاتے تھے... ایک دفعہ حضرت کا خادم موجود نہیں تھا... خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں رکھ دوں؟ حضرت نے فرمایا کیا تمہیں رکھنے آتے ہیں؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! اس میں ایسی کون سی بات ہے... فرمایا میں ہر خط علیحدہ علیحدہ رکھواتا ہوں تاکہ دیکھتے ہی دوسرا پہچان جائے کہ یہ میرا خط ہے اس کو ڈھونڈنے کی تکلیف نہ ہو... حضرت کے نزدیک یہ بڑی تکلیف تھی...

ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے سنایا کہ میں اور حضرت حاجی شیر محمد صاحب خانقاہ میں مقیم تھے حضرت نے ہمارے پاس خادم کو بھیج کر دریافت فرمایا کہ ایک مضمون نقل کرانا ہے آپ لوگ اجرت لے کر نقل کر دو گے...

ہم نے عرض کیا ہم بخوشی بغیر اجرت نقل کر دیں گے... حضرت نے فرمایا بغیر اجرت ہم نقل نہیں کرائیں گے... اس سے اندازہ کیا جائے کہ معاملات کی صفائی کا کس قدر اہتمام تھا فرماتے تھے ایک دفعہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ بندہ طلباء سے اپنا ذاتی کام لیتا ہے اور انہیں کچھ دے کر خوش بھی کر دیتا ہوں کیا یہ درست ہے... حضرت نے کیا عجیب تعلیم فرمائی...

جواب آیا (۱) کیا لڑکوں کے والدین کو خبر اور ان کی اجازت ہے...

(۲) کیا قابل اعتماد مزدور نہیں مل سکتے...

(۳) کیا ان کو اتنے ہی پیسے دیئے جاتے ہیں جتنے دوسرے مزدوروں کو...

اس سے معلوم ہوا کہ حقوق کا لحاظ رکھنا... معاملات کی صفائی دین کی بنیادی اور اہم تعلیمات ہیں... اس میں کسی قسم کی کوتاہی آخرت میں پکڑ کا باعث بن سکتی ہے... لیکن آج معاملات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی...

لہٰذا آج سے ہم خود ہی اپنے احوال و معاملات کی مخبری اور سی آئی ڈی کریں... جہاں جہاں کمزوریاں اور خامیاں نظر آئیں انہیں خود ہی دور کرنے کی کوشش کریں آج اگر ہم نے اپنے احوال کے محاسبے کی عادت ڈال لی تو بروز قیامت

Marfat.com

یہ روش ہمارے حساب کو آسان کر دے گی... اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہراً و باطناً اصلاح واحوال کی توفیق عطا فرمائے... آمین...

قارئین سے گذارش ہے کہ اپنے اس ماہنامہ "محاسن اسلام" سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اس کی صورت یہ ہے کہ باقاعدہ ہفتہ میں ایک روز یا جمعہ کے روز اپنے سب بچوں کو جمع کر کے یہ رسالہ سنائیں اور سمجھائیں اور کسی بات کا دل پر خاص اثر ہو تو دوسروں تک پہنچائیں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا سے متعلق کوئی خاص فائدہ کی بات معلوم ہوتی ہے تو دوسروں تک بڑی فکر سے پہنچاتے ہیں تو اگر آپ کی کسی بات سے لوگ دین سے جڑ گئے تو آپ ان کے ثواب میں برابر کے شریک رہیں گے اور خواتین بھی اگر اس کا اہتمام کر لیں کہ محلہ کی عورتیں ایک گھر میں جمع ہو جائیں اور "مجلس محاسن اسلام" ہو جایا کرے تو ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا...

ہاں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کوئی مضمون سمجھ میں نہ آئے تو اس میں اپنی رائے نہ چلائی جائے اس کو فی الحال چھوڑ دیا جائے اور پھر اپنے شوہر یا محرم کے ذریعہ تحقیق کر لی جائے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اپنی معلومات مکمل نہ ہونے کے سبب یہ صورت پیش آتی ہے ان شاء اللہ اس مجلس محاسن اسلام کی برکات آپ اپنے محلے میں اور خاندان میں دیکھیں گے کیونکہ اس کے اکثر مضامین اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے ہوتے ہیں...

الحمدللہ ہمارے ادارے میں کثرت سے ایسے خطوط آتے رہتے ہیں کہ اس رسالہ سے بتوفیقہٖ تعالیٰ ہمارے گھروں میں دینی انقلاب آچکا ہے گھروں میں فسادات ختم ہو چکے ہیں... اللہ پاک ہم سب کو دینی سمجھ بوجھ عطا فرمائیں آمین...

Marfat.com

وراثت وغیرہ میں شریعت کی پابندی اور برکتیں

قرآن کریم ایک اعلیٰ بلاغت کا جامع کلام ہے

ایک ایک حرف میں اشارات ونکات ہیں، اکثر احکامِ شرعیہ کے صرف اصول قرآن نے بیان کر کے جزئیات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا کہ وہ ان کی تفصیلات اپنے قول وفعل سے مسلمانوں کو سمجھا دیں...

لیکن بعض احکام کی اہمیت کے پیش نظر ان کی تمام جزئیات کو بھی قرآن نے خود پوری تفصیل سے بیان فرما دیا ہے، تمام عائلی قوانین نکاح وطلاق اور زوجین کے تعلقات پر غور کیا جائے تو اس کی پوری جزئیات کی تفصیل بھی قرآن میں ملتی ہے، اسی طرح تقسیم وراثت کا پورا قانون اس کی جزئیات کی تفصیلات کے ساتھ خود قرآن کریم نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے، اس سے وراثت کی خاص اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے...

یوں تو اسلامی تعلیمی تمام معاملات میں ہی انسانی حقوق کی پوری ادائیگی پر زور دیتی ہے لیکن وارثوں کے حقوق ادا کرنے کی تاکیدیں خصوصیت کے ساتھ آئی ہیں...

سبب یہ ہے کہ وراثت سے حاصل ہونے والا حصہ براہِ راست حق تعالیٰ کا عطیہ ہے جس میں انسان کے کسی کسب وعمل کو دخل نہیں، اسی وجہ سے وراثت سے ملا ہوا پاکیزہ ترین مال کہلاتا ہے، جو شخص اس کی تقسیم میں قانون الٰہی کی مخالفت کرتا ہے وہ کئی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب وقہر کا مستحق ہوتا ہے... اول یہ کہ شاہی انعام جس کا حقدار کو پہنچانا اس کے ذمہ تھا اس نے اس میں خیانت کی، دوسرے حقدار کو حق سے محروم کر کے ظلم کیا، تیسرے یہ ظلم جو وراثت کی تقسیم میں ہوتا ہے نسلوں پر چلتا ہے اور اس کا

Marfat.com

وبال اس شخص پر رہتا ہے جس سے اول اس تقسیم میں خیانت کی ہے جن حضرات کو حق تعالیٰ نے دین کی بصیرت اور آخرت کی فکر عطاء فرمائی ہے...

وہ اس ظلم سے خصوصیت کے ساتھ بہت دور رہتے ہیں، کیونکہ تقسیم ہو جانے کے بعد اس کے وبال سے نجات بہت مشکل ہے... مگر افسوس کہ آج کل مسلمانوں میں اس معاملہ میں بھی انتہائی غفلت اور سخت کوتاہیاں پائی جاتی ہیں... ضرورت ہے کہ اہل علم اور اہل دین عوام کو اس پر متنبہ کرنے کیلئے پوری کوشش صرف کریں...

مستند علماء کرام ذمہ دار ائمہ مساجد نیز دینی مذہبی کتابیں لکھنے والے مصنفین اور مؤلفین کی خدمت بابرکت میں گزارش ہے کہ اس طرف زیادہ توجہ فرمائیں...

مسلمان اگر اسلام کے باقی احکام کے ساتھ ساتھ مالی معاملات میں زکوٰۃ، عشر، وراثت، صدقات وغیرہ میں اسلامی تعلیمات کی پابندی کریں تو اس کی بے پناہ برکتیں اپنی زندگی میں دیکھیں اور دنیا و آخرت کی خوشحالیاں ان کے قدم چومیں...

زکوٰۃ صدقات کی برکت سے مال کا بڑھنا اور ان کے روکنے کی نحوست سے مال کا گھٹنا ایک ایسی روشن حقیقت ہے جس سے کسی منصف مزاج کافر کو بھی انکار کی ہمت نہیں، مگر افسوس رنگ و بو کی ظلمت نے آج کے مسلمان کی نظر سے اس روشن اور چمکتی حقیقت کو بھی اوجھل کر دیا، اس مسلمان معاشرہ میں کتنے مسلمان ہیں جو فریضہ زکوٰۃ کے تارک ہیں انہیں اپنے مال کا چالیسواں حصہ نکالنا گوارا نہیں...

مگر دوسری طرف یہ گوارا ہے کہ امراض ناگہانی آفات و حوادث یا ناجائز مصارف میں اس سے بھی دس گنا زائد مال نکل جائے...

خود سمجھ میں نہیں آتی ترے دیوانوں کی

ذیل میں ایک دشمن اسلام انگریز کا واقعہ درج کیا جا رہا ہے
شاید کسی غافل مسلمان کو عبرت ہو...

Marfat.com

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے کئی لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا کہ ضلع سہارنپور میں قصبہ بہٹ سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں، منجملہ ان کے پہلو میں بھی جہاں اعلیٰ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کا وصال ہوا اور اس کے قرب وجوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اور ان کے مسلمان ملازم کا کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے، کبھی کبھی معاینہ کے طور پر آ کر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے، ایک مرتبہ اس جنگل میں آگ لگی جو کبھی کبھی مختلف وجہ سے لگتی رہتی تھی اور وہاں کے باغات وجنگلات کو جلا دیتی تھی، ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جا کر واقعہ سنایا کہ حضور سب کی کوٹھیاں جل گئیں آپ کی بھی جل گئی وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، نہایت اطمینان سے لکھتا رہا...

اس نے التفات نہیں کیا، ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور سب جل گیا، اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکری سے لکھتا رہا، ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لئے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی، وہ انگریز کی لاپرواہی سے جواب کو سن کر واپس آ گیا، آ کر دیکھا تو واقعی سب کوٹھیاں جل چکی تھیں مگر انگریز کی کوٹھی باقی تھی...

اللہ کی شان! کہ اسلامی احکام پر عمل کر کے غیر مسلم تو فائدہ اٹھائیں اور ہم لوگ عمل نہ کر کے اپنے مالوں کو نقصان پہنچائیں کہیں چوری ہو جائے کہیں ڈاکہ پڑ جائے کہیں کوئی اور آفت مسلط ہو جائے... (آپ بیتی ص ۸۸ ج ٦)

Marfat.com

وراثت میں انصاف

حیلے سے میراث ساقط کرنا

کسی وارث کا حق ساقط کرنے کے لئے جتنے حیلے کئے جاتے ہیں ان سب جزئیات کا احاطہ کرنا تو مشکل ہے صرف مشہور حیلوں کا ذکر کیا جاتا ہے کچھ حیلے تو صاحب میراث کی زندگی میں کئے جاتے ہیں اور کچھ اس کے مرنے کے بعد جائیداد حاصل کرنے کے لئے... بعض دفعہ دھوکے سے اس کے وجود کو ختم کر دیا جاتا ہے...

وجود ختم کرنے کے لئے قتل کرنا یا زہر کھلا دینا، یا سحر وغیرہ سے ہلاک کر دینا ایسے واقعات پائے جاتے ہیں... جن کے نام کافی جائیداد ہو یا بینک میں کافی سرمایہ جمع ہو یا اس نے کافی سرمایہ میں بیمہ کرا رکھا ہو... ایسے لوگ جب بڑھاپے کے عالم میں داخل ہو جاتے ہیں تو بعض دفعہ ان کی زندگی سخت اجیرن ہو جاتی ہے بعض دفعہ بیٹا اپنے بوڑھے باپ کو زہر دے کر مار ڈالتا ہے...

زندگی میں اولاد کے درمیان عدم مساوات

یہ عام اصول ہے کہ طبعی محبت میں عدل نہیں ہو سکتا... دو عورتوں کے درمیان آدمی جتنی بھی کوشش کرے لیکن محبت کو تقسیم نہیں کر سکتا... لامحالہ ایک عورت میں حسن یا سیرت کی خوبی کی وجہ سے طبعی میلان زیادہ ہو گا... اور چونکہ یہ امر غیر اختیار ہے اس لئے شریعت نے اس معذوری پر مواخذہ نہیں کیا...

لیکن خرچہ دینے اور شب باشی کرنے میں چونکہ مرد کو اختیار حاصل ہے اس میں

Marfat.com

عدل سے کام نہ لیا تو ضرور مواخذہ ہوگا... اسی طرح اولاد کے درمیان بھی طبعی محبت کو ملحوظ نہیں رکھا بلکہ عدل کے قانون کو نافذ کر دیا ہے... مرنے کے بعد یہ بات قطعاً قبول نہیں ہو سکتی کہ فلاں لڑکی باپ کی زیادہ خدمت کرتی تھی یا فلاں چھوٹا لڑکا والد کو زیادہ محبوب تھا ان وجوہ کے تحت ان کو میراث کے حصوں سے زیادہ ملنا چاہئے، شریعت ان وجوہ کو قطعاً قبول نہیں کرتی بلکہ میراث کے حصوں کو پورا پورا تقسیم کیا جائے گا...

باپ اس دھوکہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ چونکہ یہ مال میرا ہے میں اپنی مرضی پر کسی کو کم یا زیادہ دینے کا کلی اختیار رکھتا ہوں...

اس لئے اس عدم مساوات میں نہ مجھے دنیا میں کوئی ملامت کر سکتا ہے اور نہ آخرت میں مجھ پر کسی قسم کا مواخذہ ہو سکتا ہے... اس معاملے میں یہ باپ دو دھوکوں میں گرفتار ہے... ایک شرعی دھوکہ اور دوسرا طبعی...

حدیث کے ایک واقعہ سے ان مفاسد کی پوری قلعی کھل جاتی ہے... بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطا کیا ہے...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح ایک ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی نہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو یہ پسند کرے گا کہ تیرے سارے لڑکے تجھ سے اچھا سلوک کریں؟

انہوں نے کہا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو اپنا غلام اپنے اس لڑکے سے واپس لے لو...

دوسری روایت میں ہے... حضرت نعمان کہتے ہیں میرے والد نے مجھے ایک چیز دی... میری والدہ نے کہا کہ یہ چیز میں اپنے بیٹے کے لئے اس وقت تک پسند نہیں کرتی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گواہ نہ ہو جائیں...

Marfat.com

میرے والد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا میں نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک چیز دی ہے اور میں اس چیز پر آپ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو نے اس قسم کی چیز تمام لڑکوں کو دی ہے؟ اس نے کہا نہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے ڈر اور اولاد کے درمیان عدل وانصاف سے کام لے... باقی رہا مجھے اس پر گواہ کرنا تو میں کسی کے ظلم پر گواہ نہیں بنتا... (بخاری ومسلم... مشکوٰۃ ص ۲۹۰ مسلم ص ۳۶ ج ۲ نیل الاوطار ص ۶ ج ۲)

علم میراث کی اہمیت

جس طرح اسلام میں میراث کے علم کو ایک بڑی اہمیت حاصل ہے اسی طرح اس کا علم بھی ایک بڑا درجہ رکھتا ہے... جب کسی چیز کا صحیح علم ختم ہو جاتا ہے تو اس کے علم میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

میراث کا علم خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھلاتے رہو... میں اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور صحیح علم بھی ختم ہوتا جائیگا... ایسا نہ ہو کہ دو آدمی میراث کے یا کسی اور مسئلے میں اختلاف کریں اور انہیں صحیح مسئلہ بتانے والا کوئی نہ ملے...

دوسری حدیث میں ہے: میراث کا علم خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاتے رہو کیونکہ یہ دین کا آدھا علم ہے اسے لوگ جلدی بھلا دیں گے...

یہ پہلا علم ہے کہ میری امت سے جلدی رخصت ہو جائیگا...

ان احادیث میں چند باتیں واضح ہو گئیں... ایک تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کا علم حاصل کرنے اور پھر اسے پھیلانے کی کس قدر تاکید فرمائی ہے اور ساتھ ہی اس تاکید کا منشاء بھی واضح کر دیا ہے کہ امت اس علم کے ساتھ اتنی غفلت برتے گی کہ لوگوں کے دلوں سے اس کی اہمیت بالکل ختم ہو جائے گی...

حتیٰ کہ وہ دور آئے گا کہ اگر کہیں اس کے کسی مسئلے میں اختلاف ہو گیا تو کوئی صحیح بتلانے والا عالم بھی میسر نہ ہو گا...

Marfat.com

جیسا کہ بعض علاقوں میں ایسا حادثہ اب بھی پایا جاتا ہے...دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم کی اتنی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ اسے دین کا نصف علم کہا گیا ہے...

اسلام سے قبل عورت کا مقام

اسلام سے قبل دنیا میں جتنے مذاہب اور ملکی آئین نافذ تھے، ان سب میں عورت کی حیثیت محض یہ تھی کہ وہ تمام عمر خاوند کی گرفت میں غلامی کرتی رہتی...

باپ اور خاوند کی میراث سے اسے کچھ بھی نہیں ملتا تھا...

وراثت میں عورت کا حصہ مقرر ہونے سے متعلق واقعہ

حضرت سعد بن ربیع جو ایک مشہور صحابی ہیں اُحد کی مشہور جنگ میں شہید ہو گئے تھے...ان کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے عرب کے قدیم رواج کے مطابق تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے ان کی بیوی اپنی یتیم بچیوں کو لے کر فریاد رسی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی...اور عرض کرنے لگی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں سعد بن ربیع کی عورت ہوں اور یہ ان کی دو یتیم لڑکیاں ہیں اور جو میرے خاوند کی جائیداد تھی اس پر اس کے بھائی نے قبضہ کر لیا ہے میرے پاس اتنا بھی نہیں کہ میں ان بچیوں کی شادی کر سکوں...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے کس عورت کی فریاد سن کر فرمایا...تو کچھ انتظار کر...مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب کوئی فیصلہ فرما دیں گے...اس کے بعد میراث کی یہ آیت نازل ہوئی...

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کی میراث میں سخت تاکید کرتے ہیں باپ کی میراث سے دو لڑکیوں کا حق ایک لڑکے کے برابر کر دیا گیا ہے...

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی کو بلا کر فرمایا کہ قرآن میں میراث کا حکم نازل ہو چکا ہے تم اپنے مرحوم بھائی کی جائیداد اس

Marfat.com

طرح تقسیم کردو کہ تمام مال سے آٹھواں حصہ اس کی بیوی کو دے دو... دو تہائی جائیداد ان لڑکیوں کو اور جو کچھ باقی بچے وہ تم خود لے لو... (احکام القرآن لابن عربی ص ۳۸ا ج ۱)

آیت میراث کے نزول کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم پر اتنا اثر ہوا کہ بے سہارا اور بے کس عورتوں کو میراث دلانے کیلئے ایسے ایثار سے کام لینے لگے جس کی عالم اسلام میں نظیر نہیں ملتی... امام شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں...

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے میراث دلانے میں اتنا ایثار کیا کہ جس بیماری میں انہیں بچنے کی اُمید نہ ہوتی ایسی عورتوں سے نکاح کر لیتے جن کا دنیا میں کوئی سہارا نہ ہوتا ...اس ایثار کا مقصد یہ تھا کہ موت کے بعد ہماری جائیداد سے ان کو میراث مل جائے...

زمانہ جاہلیت میں تقسیم ترکہ کا اصول

(۱) نسب: اس کی وجہ سے مردے کے صرف انہیں ورثاء کو وراثت ملتی تھی جو بہادر و جوان ہوں اور میدان جہاد میں جا کر دشمنوں کا مقابلہ کر کے ان سے مال غنیمت حاصل کر سکیں....

اگر مرنے والا نابالغ لڑکے، لڑکیاں، بیوہ عورتیں، کمزور وضعیف اولاد چھوڑتا تو انہیں وراثت میں سے کچھ نہیں دیا جاتا تھا، بلکہ طاقت ور چچا اور بھائی جبراً مرنے والے کے کل مال و جائیداد پر قبضہ کر لیتے تھے...

(۲) اقرار و معاہدہ: یعنی دو شخص آپس میں یہ اقرار و معاہدہ کر لیتے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے رنج و راحت، موت و حیات میں شریک رہیں گے، اگر ایک پر کسی قسم کا تاوان لازم ہوگا تو دوسرا ادا کر دے گا...

جو زندہ رہے گا وہ مرنے والے کی میراث پائے گا، تو اس باہمی اقرار و معاہدہ کی وجہ سے بھی زمانہ جاہلیت کے لوگ وراثت کے حقدار بن جاتے تھے...

(۳) متبنٰی بنا لینا: جو شخص کسی غیر کی اولاد کو اپنی اولاد بنا لیتا تو وہ دونوں باہم

Marfat.com

حقیقی باپ بیٹے کی مانند سمجھے جاتے اور اپنے گود لئے ہوئے بیٹے کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھا جاتا اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا...

زمانہ جاہلیت میں تقسیم میراث کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب تفسیر فتح القدیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں...

" عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: کان اھل الجاھلیة لا یورثون البنات ولا الصغار حتی یدرکوا...

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ نہ تو عورتوں کو میراث دیتے تھے اور نہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکوں کو...

اسی طرح مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی زمانہ جاہلیت کی میراث کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں...

"عرب نے تو اصول ہی بنالیا تھا کہ وراثت کا مستحق صرف وہ ہے جو گھوڑے پر سوار ہو اور دشمنوں کا مقابلہ کر کے اس کا مال غنیمت جمع کرے...

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تقسیم ترکہ

اسلام کے دور ابتدائی میں بھی لوگوں کے درمیان انہی علاقوں اور اسباب کے ذریعہ میراث تقسیم ہوتی رہی، جن کے ذریعہ زمانہ جاہلیت میں تقسیم ہوتی تھی، جیسا کہ اس سے قبل احکام القرآن کے حوالہ سے یہ بات گذر چکی کہ اسلام نے کچھ دنوں تک لوگوں کو اپنی سابقہ حالت پر چھوڑے رکھا، پھر طریقہ جاہلیت کو منسوخ قرار دے کر اپنا صاف ستھرا نظام اور مکمل اصول وضوابط مقرر کر دیئے...

اسلامی تاریخ اور تفسیر کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ میں رہے، میراث ان کے درمیان طریقہ جاہلیت کے مطابق تقسیم ہوتی رہی... مدینہ میں بھی کچھ دنوں تک اسی پر عمل رہا...

Marfat.com

پھر سورۂ نساء نازل ہوئی جس میں میراث کے اصول اور ورثاء کے حقوق وحصے بیان کئے گئے...اس کے مطابق مسلمانوں کے درمیان وراثت تقسیم ہونے لگی اور اس طرح دنیا سے رفتہ رفتہ زمانہ جاہلیت کا ظالمانہ طریقہ کا خاتمہ ہو گیا...

اوس بن ثابت کی بیوہ کا دردناک واقعہ

ابھی لوگوں کے درمیان طریقہ جاہلیت کے مطابق میراث تقسیم ہو رہی تھی کہ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک دردناک واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل صاحب درمنثور اور دیگر مفسرین عظام نے اس طرح نقل کی ہے...

ایک انصاری صحابی حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا...انہوں نے دو لڑکیاں ایک نابالغ لڑکا اور ایک بیوی اپنے پیچھے وارث چھوڑے...

عرب کے قدیم دستور کے مطابق ان کے دو چچا زاد بھائیوں نے آکر مرحوم کے پورے مال وجائیداد پر قبضہ کرلیا اور ان کی اولاد اور بیوی میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا....

کیوں کہ ان کے دستور کے مطابق عورت تو مطلقاً مستحق وراثت نہ سمجھی جاتی تھی، خواہ بالغ ہو یا نابالغ...اس لئے مرحوم کی بیوی اور دونوں لڑکیاں تو یوں محروم ہو گئیں اور لڑکا بوجہ نابالغ ہونے کے محروم کر دیا گیا...لہٰذا پورے مال کے حقدار اور وارث دو چچا زاد بھائی ہو گئے...(اسلام اور وراثت)

Marfat.com

اب میں کیا کروں؟

سوال: میرے والد آزادی پاکستان پر ہجرت کر کے مستقل طور پر کراچی میں ہی مقیم ہوگئے تھے.... میری پیدائش کی نسبت پاکستان سے وابستہ ہے.... انڈیا سے ہجرت پر والد نے اپنی تیز طرار طبیعت سے جھوٹے سچے کلیم کرا کے اچھی خاصی جائیدادیں قابو کیں....

اس طرح ابتدائی ایام سے ہی پاکستان آمد پر خوشحالی کا دور ہم پر شروع ہوگیا.... دولت کی ریل پیل کی بنا پر میرے علاوہ پانچ بھائیوں کی دنیاوی تعلیم و تربیت بہت بڑے اعلیٰ طور پر مشنری اسکولوں میں ہوئی...

چنانچہ مجھے فراغت تعلیم کے بعد فوری طور پر پولیس آفیسر کے طور پر ملازمت مل گئی.... اور اس طرح دولت کے ڈھیر لگنا شروع ہو گئے... راقم الحروف چونکہ پولیس میں اے ایس آئی بھرتی ہوا تھا....

خوب رشوت کا بازار گرم رکھا اور اعلیٰ عہدیداروں تک رسائی حاصل کی رشوت کے نوٹوں کی بے قدری کا حال یہ تھا کہ پچاس روپے کا پان اور مرغ مسلم کی دعوت کرنا بھائیوں کا عام شیوہ تھا البتہ کے ای ایس سی اور کے ڈی اے میں ملازم میرے دونوں مسکین بھائی رشوت ضرور لیتے لیکن ان کی آمدنی کا تقابل میرے اور دیگر چار بھائیوں کی آمدنی رشوت کے مقابلے میں کم تھا....

بہر حال روزانہ دو تین ہزار وہ بھی کر ہی لیتے اس طرح رشوت کی آمدنی کا دور دورہ

Marfat.com

رہا.... ہر روز کی رقم رشوت رات کو بچوں کی موجودگی میں جمع کرنے پر فرمائشی لسٹ کے مطابق تقسیم کی جاتی اور باقی رقم کو بچت کے طور پر محفوظ کرلیا جاتا.... نظر بد سے محفوظ رہنے کیلئے اکثر و بیشتر لنگر کا اہتمام کرلیا جاتا.... جس میں غریب فقیروں کی شرکت کا بندوبست کیا جاتا ہم سب اپنی کامیابی اسی میں تصور کرتے...

مجھے ہوش اس وقت آیا جب پانی سر سے اونچا ہوگیا یعنی جب میرے تین بچے معذور بالترتیب پیدا ہوئے...

ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ یہ لاعلاج ہیں... چنانچہ تحقیق کرنے پر مجھے احساس ہوا کہ رشوت خوروں کے گھروں کی زینت چونکہ حرام مال (رشوت) سے ہوتی ہے چنانچہ لاعلاج بیماریاں بھی مفت میں رشوت خور گھرانوں کے معصوم نومولود بچوں کو پیدائش سے ہی نصیب ہوجاتی ہیں....

قدرت کا انتقام بھی بڑا بھیانک ہے.... نطفہ چونکہ حرام سے قائم ہوتا ہے اس لئے راشی والدین کو بھی سزا ملنا شروع ہوجاتی ہے... ان تمام عبرت انگیز نشانیوں کو پالینے پر میں نے رشوت لینا چھوڑ دی لیکن جو رشوت لی گئی اس کیلئے آپ کا جواب ہے کہ اصل رقم حق داروں کو لوٹائی جائے...

اس سلسلے میں میری دشواری یہ ہے کہ ملازمت کے دوران میرا تقرر کئی تھانوں میں ہوا' جن جن لوگوں سے جائز و ناجائز کاموں پر میں نے خوب رشوت لی وہ سب کے سب نہ تو میرے واقف کار تھے اور نہ ہی کوئی معروف شخصیت تھے کہ ان کی تلاش آسانی سے کی جاسکے' اکثر وفات پاگئے ہوں گے... اور ان کی رقم ان کو کیسے واپس کروں؟ ایام جوانی میں تو خوب رشوت کا بازار گرم رکھا اب بڑھاپے کی منازل سر پر ہیں.... بے حد اذیت محسوس کرتا ہوں....

میں خود کسی سے رقم طلب نہیں کرتا.... اگر کوئی خود دے جائے تو لوٹاتا بھی نہیں

Marfat.com

البتہ ماتحت عملہ ''مک مکا''.... کرکے ازخود ہی میرا حصہ مجھے خاموشی سے لفافے میں سربمہر کرکے پہنچا دیتا ہے جسے میں رد بھی نہیں کرتا.... شرعی طور پر میرے متعلق کیا حکم ہے.... جواب دیں تاکہ اذیت سے چھٹکارہ پاسکوں...

جواب: مکرم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کو گناہ کا احساس ہوگیا اور ساتھ کے ساتھ اس گناہ کی تلافی کا بھی احساس ہوگیا اگر خدانخواستہ آدمی گناہ کی حالت میں مرجائے اور گناہ سے توبہ بھی نہ کرے تو اس کا جو حشر ہوگا....

اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے... آپکا معاملہ بہت پیچیدہ اور نازک ہے.... اس سلسلے میں چند باتیں گوش گزار کرتا ہوں...

ا... آج تک جتنی رشوت لی ہے... خواہ اس کی مقدار کتنی بھی ہے.... اس پر سچے دل سے توبہ کریں اور گھر میں بھوکے پیاسے مرجانا بہتر ہے.... بہ نسبت اس کے کہ رشوت کا ایک پیسہ گھر میں آنے دیں....

آپ کے جو اہلکار آپ کو بند لفافے میں رقم پہنچا دیتے ہیں....

ان کو صاف بتادیں کہ میں اس کو زہر سمجھتا ہوں اور کسی قیمت پر بھی رشوت کا پیسہ کھانے کا روادار نہیں ہوں.... اس لئے یہ سلسلہ بند کردیں اور اس سلسلے میں آپ کو عزیز واقارب کی جانب سے.... دوست احباب کی جانب سے....

بیوی بچوں کی جانب سے خواہ کتنی ہی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے.... مگر آپ یہ تصور کرلیں کہ میرا آخری دم ہے اور ان لوگوں کا راضی ہونا یا ناراض ہونا میرے لئے یکساں ہے...

۲... اول سے لے کر آخر تک جتنا روپیہ آپ نے رشوت کا لیا ہے.... ندامت کے ساتھ اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ

Marfat.com

کریں کہ یا اللہ! جو زہر میں نے کھایا ہے.... قبر اور حشر میں اس پر مواخذہ نہ فرمایئے...خوب رو رو کر اللہ سے معافی مانگیں...

۳... پوری زندگی میں جتنا روپیہ رشوت کا آپ نے لیا ہے.... اس کا اندازہ کریں اور یہ اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ میں اس روپے کو واپس کروں گا...

۴... جن لوگوں کا نام اور پتہ آپ کو معلوم ہے.... ان میں سے ہر ایک کے پاس جائیں اور ہر ایک سے یہ بات کہیں کہ میں نے تم لوگوں سے جو رشوت کا روپیہ پیسہ لیا ہے.... اللہ کیلئے مجھے معاف کردو اور اگر معاف نہیں کر سکتے تو ان شاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ آہستہ آہستہ تمہاری رقم واپس لوٹا دوں...

۵... اور جن لوگوں کا آپ کو علم نہیں.... یا آپ کے ذہن میں نہیں.... اندازہ کریں کہ آپ نے ان سے کتنا روپیہ لیا ہوگا اور آپ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کریں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے....

اتنا روپیہ ان لوگوں کی طرف سے غرباء اور مساکین کو دیدیں اور اگر اس کیلئے آپ کو اپنا مکان فروخت کرنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کریں...(یہ مضمون تلخیص کیساتھ دیا گیا ہے) اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا کے ساتھ آخرت کی صحیح فکر اور تیاری کی توفیق عطا فرمادیں آمین...

Marfat.com

خدارا اس کا تدارک کیجئے

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی ایک فکر انگیز تحریر

حق تعالیٰ شانہ کسی قوم پر اچانک عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ بار بار تنبیہ کی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے اسے آگاہ کیا جاتا ہے... اس کے باوجود بھی جب وہ خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتی تو عذاب الٰہی اپنی خوفناک شکل میں آتا ہے اور اس وقت کو تدبیر کارگر نہیں ہوتی... دنیا میں جتنے مصائب پیش آرہے ہیں وہ سب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے تنبیہات ہیں اور ہماری بداعمالیوں کی پاداش ہیں...

اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف شکلوں میں نازل ہوتا ہے کبھی رزق کی تنگی کی شکل میں، کبھی لڑائی جھگڑا اور سر پھٹول کی صورت میں، کبھی پریشانی و بے اطمینانی کی شکل میں، کبھی آفتوں اور حادثوں کی شکل میں، کبھی دکھوں اور بیماریوں کی شکل میں، کبھی مقدموں اور عدالتوں کے چکروں کی شکل میں، کبھی فتنہ وفساد کی شکل میں، کبھی ظالم حاکموں کے تسلط کی شکل میں، کبھی قحط وبا، طاعون، ہیضہ جیسی ہوشربا چیزوں کی شکل میں... الغرض جس طرح انسان کی بدعملیاں بے شمار ہیں اسی طرح انکی پاداش میں عذاب الٰہی کے نازل ہونے کی صورتیں بے شمار ہیں...

عذاب الٰہی کی ایک شکل بہت خطرناک ہے جس کے سمجھنے میں لوگوں کو اکثر غلطی ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عذاب الٰہی نعمت کی شکل میں نازل ہو اور آدمی یہ محسوس ہی نہ کر پائے کہ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہے قرآن کریم میں ہے... ترجمہ:... ''پس جب

Marfat.com

انہوں نے بھلا دیا اس بات کو جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے... یہاں تک کہ جب وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے ان کو ایسے طریقہ سے پکڑا کہ انہیں پتہ بھی نہ چلا"...(الانعام)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا نافرمان ہو اس کے باوجود اس کے جان ومال، عزت وآبرو اور اہل وعیال میں ترقی ہو رہی ہو تو وہ شخص عذاب الٰہی میں گرفتار ہے جو اس پر نعمت کی شکل میں نازل ہو رہا ہے اور چونکہ اس کو یہ احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ اس پر حق تعالیٰ شانہ کا قہر نازل ہو رہا ہے...

اس لئے اسے توبہ وانابت کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی اور وہ اپنی بدمستیوں اور خوش فعلیوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے... حق تعالیٰ شانہ کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ انفرادی اعمال کی جزا وسزا تو انفرادی طور پر ملتی ہے....

لیکن پورے کا پورا معاشرہ یا اس کی مؤثر وغالب اکثریت کسی بگاڑ میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اس پر پورا معاشرہ قہر خداوندی کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور اس وقت اگر کچھ اچھے لوگ بھی ہوں مگر معاشرتی بگاڑ اور اجتماعی گناہوں کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو ان کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی...

ان اُمور کو سامنے رکھ کر آج ذرا اپنے معاشرے کا جائزہ لیجئے ہم نے ایک عرصہ کی جدوجہد کے بعد یہ خطہ پاک اس مقصد کیلئے حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں ایک مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل دیں گے...

جس میں احکام الٰہیہ کا نفاذ ہوگا اور مسلمانوں کی زندگی خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مقدسہ کے سانچے میں ڈھلے گی ہم اپنے قول وفعل، عقیدہ وعمل، ظاہر وباطن اور قلب وقالب ہر لحاظ سے پکے سچے مسلمان بنیں گے لیکن جو کچھ ہوا اور جو کچھ نصف صدی سے زائد عرصہ میں ہم نے کیا اسے ہر شخص سر کی

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے... بلاشبہ ہم نے فیکٹریاں بنائیں' انڈسٹریاں چلائیں' سڑکیں بنائیں' سربفلک عمارتیں کھڑی کیں... درآمد برآمد میں ترقی کی... بیرونی ممالک سے سفارتی تعلقات قائم کئے... ترقیاتی منصوبے بنائے... سودی قرضے لے لے کر مصنوعی ترقی کی نمائش کی... بینک کھولے' انشورنس کا جال پھیلایا' تھیٹر بنائے' سینما چلائے' اچھے اچھے ہوٹل تعمیر کئے، ریڈیو سٹیشن قائم کئے... ٹی وی سٹیشن لگائے...

الغرض وہ سب کچھ کیا جو آج خدا فراموش قوموں کا طرہ امتیاز ہے... ہم نے کبھی مدنی تمدن' مدنی معاشرت' مدنی اخلاق و آداب اور مدنی سیاست و معیشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا' ہمارا کارنامہ بس گمراہ' بے دین اور مغضوب علیہ قوموں کی بھونڈی نقالی کرنا ہے...

جوئے' شراب' گانے' بجانے اور کھیل تماشے میں دوسری قوموں کو پیچھے چھوڑنے کی کوشش کی' عورتوں کو برہنہ کیا' سیرتوں کو بگاڑا' صورتوں کو مسخ کیا' گانے بجانے والے طائفوں کو درآمد و برآمد کیا... لاکھوں کروڑوں روپے بے حیائی و عریانی کو فروغ دینے پر برباد کئے...

گھر گھر سے راگ رنگ اور رقص و سرور کی آوازیں بلند ہونے لگیں' عورتوں کے سر سے دوپٹہ چھین کر بازاروں' محفلوں' دفتروں' کلبوں میں حسن عریاں کے جلوے دیکھے' ہر کفر و الحاد کی حوصلہ افزائی کی' سچائی کو دبایا' جھوٹ کو اچھالا' رشوت کا بازار گرم کیا... حق کو باطل اور باطل کو حق بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی... ظالموں کے آگے جھکنے اور غریبوں' مزدوروں اور مظلوموں کو دبانے اور لوٹنے کو اپنا شعار بنایا' مسجدیں ویران اور سینما ہال آباد کئے...

خدارا! بتایئے کہ قہر خدا کو دعوت دینے والی وہ کون سی برائی ہے جو ہم نے نہیں اپنائی؟ کیا ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہماری اس قہر آلود زندگی پر خدا تعالیٰ

Marfat.com

کی رحمت نازل ہوگی؟ خدا کا قانون قدرت اٹل ہے' جو زہر ہلاہل کھائے گا وہ مرے گا... جو شعلہ فشاں آگ میں کودے گا وہ جلے گا' جو متلاطم سمندر کی موجوں میں چھلانگ لگائے وہ ڈوبے گا' اور جو قوم خدا سے سرکشی و بغاوت کا راستہ اختیار کرے گی اس پر قہر الٰہی کا کوڑا ضرور برسے گا...

آج ہماری ان بدعملیوں کی سزا ہمیں مل رہی ہے نہ زمیندار کو راحت ہے نہ کسان کو' نہ کارخانہ دار کو سکھ ہے نہ مزدور کو' نہ دکاندار مطمئن ہے نہ ملازم' گرانی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے... سامان خورد و نوش سے برکت اٹھ گئی... اخراجات اتنے پھیل رہے ہیں کہ آمدنی ان کا ساتھ دینے سے قاصر ہے...

حوادث کی رفتار روز افزوں ہے... ہسپتالوں اور عدالتوں میں جا کر دیکھو تو ایسا لگتا ہے گویا پورا شہر یہیں اُمڈ آیا ہے... ڈاکہ' چوری' غضب' بربریت اور قانون شکنی کی وجہ سے نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال' نہ عزت و آبرو...

لیکن صد حیف! کہ مسلمانوں کو کسی واقعے سے عبرت نہیں ہوتی' کوئی حادثہ انہیں خواب غفلت سے بیدار نہیں کرتا کوئی تازیانہ عبرت بھی ان کے نشہ معصیت کو اتارنے کیلئے کافی نہیں ہوتا...

یہ حالت بہت ہی دردناک ہے...

اللہ تعالیٰ اس قوم پر اس ملک پر رحم فرمائے آمین...

Marfat.com

عہد نبوت میں حقوق العباد کی اہمیت پر مبنی واقعات

حقوق العباد کی اہمیت

حنین کی فتح کے بعد مقام جعرانہ میں پہنچ کر مال غنیمت کی تقسیم کا انتظام کیا گیا تھا... ابھی اموال غنیمت تقسیم ہو رہے تھے کہ دفعۃً ہوازن کے چودہ سرداروں کا ایک وفد زہیر بن صرد کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو یرقان بھی تھے انہوں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور یہ درخواست ہے کہ ہمارے اہل و عیال اور اموال ہمیں واپس دے دیئے جائیں اس درخواست میں عرض کیا گیا....

یارسول اللہ! ہم بہ سلسلہ رضاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش و عزیز ہیں، اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر احسان فرمائیں، رئیس وفد ایک شاعر آدمی تھا، اس نے کہا یارسول اللہ! اگر ہم بادشاہ روم یا شاہ عراق سے اپنی ایسی مصیبت کے پیش نظر کوئی درخواست کرتے تو ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ بھی ہماری درخواست کو رد نہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے اخلاق فاضلہ میں سب سے زیادہ ممتاز فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم بڑی امید لے کر آئے ہیں...

Marfat.com

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ موقع دوہری مشکل کا تھا، ایک طرف ان لوگوں پر رحم و کرم کا تقاضا یہ کہ ان کے سب قیدی اور اموال ان کو واپس کر دیئے جائیں، دوسری طرف یہ کہ اموال غنیمت میں تمام مجاہدین کا حق ہوتا ہے، ان سب کو ان کے حق سے محروم کر دینا ازروئے انصاف درست نہیں، اس لئے صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا:

میرے ساتھ کس قدر مسلمانوں کا لشکر ہے، جو ان اموال کے حق دار ہیں، میں سچی اور صاف بات کو پسند کرتا ہوں...

اس لئے آپ لوگوں کو اختیار دیتا ہوں کہ یا تو اپنے قیدی واپس لے لو، یا اموال غنیمت ان دونوں میں جس کو تم انتخاب کرو وہ تمہیں دے دیئے جائیں گے، سب نے قیدیوں کی واپسی کو اختیار کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جمع فرما کر ایک خطبہ دیا جس میں حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ:

یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آ گئے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے قیدی ان کو واپس دیدیئے جائیں... تم میں سے جو لوگ خوش دلی کے ساتھ اپنا حصہ واپس دینے کیلئے تیار ہوں وہ احسان کریں جو اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ہم ان کو آئندہ اموال فئی میں سے اس کا بدلہ دیدیں گے"...

حقوق کے معاملہ میں رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے عوامی جلسوں کی آوازیں کافی نہیں، ہر ایک سے علیحدہ رائے معلوم کرنا چاہئے...

مختلف اطراف سے یہ آواز اٹھی کہ ہم خوش دلی کے ساتھ سب قیدی واپس کرنے کے لئے تیار ہیں، مگر عدل و انصاف اور حقوق کے معاملہ میں احتیاط کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی مختلف آوازوں کو کافی نہ سمجھا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کون لوگ اپنا حق چھوڑنے کے لئے خوش دلی سے تیار ہوئے اور کون ایسے ہیں جو شرما شرمی خاموش رہے، معاملہ لوگوں کے حقوق کا ہے...

Marfat.com

اس لئے ایسا کیا جائے کہ ہر جماعت اور خاندان کے سردار اپنی اپنی جماعت کے لوگوں سے الگ الگ صحیح بات معلوم کر کے مجھے بتائیں...

اس کے مطابق سرداروں نے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ اجازت حاصل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ سب لوگ خوش دلی سے اپنا حق چھوڑنے کیلئے تیار ہیں...تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب قیدی ان کو واپس کر دیئے...

اس سے ثابت ہوا کہ حقوق کے معاملہ میں جب تک خوش دلی کا اطمینان نہ ہو جائے کسی کا حق لینا جائز نہیں، مجمع کے رعب یا لوگوں کی شرم سے کسی کا خاموش رہنا رضامندی کے لئے کافی نہیں....

اسی کو حضرات فقہاء نے فرمایا ہے کہ کسی شخص پر اپنی وجاہت کا رعب ڈال کر کسی دینی مقصد کے لئے چندہ کرنا بھی درست نہیں....

کیونکہ ایسی حالت میں بہت سے شریف آدمی محض شرما شرمی کچھ دیدیتے ہیں... پوری رضامندی نہیں ہوتی...اس طرح کے مال میں برکت بھی نہیں ہوتی... (مزید تفصیل ملاحظہ فرمایئے تفسیر معارف القرآن)

ف: حقوق العباد کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی سے بچے ورنہ آخرت میں تین پیسے کے بدلے سات سو مقبول نمازیں صاحب حق کو دلوائی جائیں گی...اَللّٰھُمَّ احفظنا...آمین

صداقت و امانت کا مثالی کردار

ابو طالب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بھی بعض تجارتی سفر کر چکے تھے...ہر قسم کا تجربہ حاصل ہو چکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاملہ کی شہرت ہر طرف پھیل چکی تھی' نوخیز و نوجوان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گلہ بانی سے آگے بڑھ کر میدان تجارت میں آئے تو آپ کے تعلقات وسیع ہوئے...

لوگوں کو آپ کے آزمانے اور پرکھنے کا موقع ملا...مگر یہ حقیقت ہے کہ جن

Marfat.com

لوگوں نے آپ کو زیادہ قریب سے دیکھا وہی آپ کے سب سے زیادہ گرویدہ ہو گئے اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ صرف دس بارہ سال کے عرصہ میں آپ کی غیر معمولی امانت داری... راست بازی اور سچائی نے سب ہی مکہ والوں کو یہاں تک موہ لیا کہ وہ آپ کا نام لینا بے ادبی سمجھنے لگے....

یہی مکہ کے بڑے بڑے تاجر اور سیٹھ جن کو اپنی دولت پر ناز تھا... جن کو اپنے بین الاقوامی تعلقات پر فخر تھا کہ ان کے تجارتی قافلے شام' یمن' فارس وغیرہ جاتے رہتے ہیں... افریقہ کے بازاروں میں ان کا لین دین رہتا ہے... ان ملکوں کے امیروں اور بادشاہوں سے ان کی راہ ورسم ہے...

ان سے اپنی بات منوا سکتے ہیں... یہی رؤسا قریش جو اپنے سوا کسی کو نظر میں نہیں لاتے تھے جو دوسروں کی گردنیں اپنے سامنے جھکوانا چاہتے تھے جن کے مشاعروں کی جان ان کے وہ فخریہ قصیدے ہوا کرتے تھے' جن میں وہ اپنی عظمت اور بڑائی کے ترانے گاتے اور کوئی ان کا توڑ کرتا تھا تو لڑ پڑتے تھے...

یہاں تک کہ خونریز جنگ کی نوبت آجاتی تھی... دنیا جانتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ''یتیم عبداللہ'' کی غیر معمولی سچائی اور امانتداری نے ان سیٹھوں اور رئیسوں کو یہاں تک متاثر اور گرویدہ بنا دیا تھا کہ وہ آپ کو ''الصادق'' یا ''الامین'' ہی کہتے تھے... نام لینا بے ادبی سمجھتے تھے... یہ دو لفظ یہاں تک زبانوں پر چڑھ گئے کہ انہوں نے قومی لقب کی حیثیت اختیار کر لی تھی... (محمد رسول اللہؐ)

ایفائے عہد کا بے مثال کردار

عبداللہ بن ابی الحمساء عامری ایک معمولی آدمی تھا

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا یہ معاملہ نہ ہوا ہوتا جو یہاں ذکر کیا جا رہا ہے تو دنیا نہ اس کو پہچانتی اور نہ پہچاننے کی ضرورت محسوس کرتی...

Marfat.com

یہ عبداللہ حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی سودا کر رہا تھا... بات چیت کرتے ہوئے اسے کوئی کام یاد آ گیا...

اس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا... آپ ٹھہریئے میں ابھی آ تا ہوں... تب بات کروں گا... آپ کی زبان سے نکل گیا... ''اچھا''...

اب بات کی پختگی اور زبان کی پابندی ملاحظہ فرمائیے...

عبداللہ بن ابی الحمساء یہاں سے چلا تو اس کو کوئی اور ضرورت پیش آ گئی وہ اس میں ایسا لگا کہ اس کو اپنے وعدہ کا خیال بھی نہیں رہا... یہ دن یونہی گزر گیا...

پھر اگلا دن بھی گزر گیا... تیسرے دن اسے خیال آیا کہ میں ''محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معاملہ کر رہا تھا... بات یہاں تک پہنچ چکی تھی... میں ان کو ٹھہرا کر آیا تھا... اب چل کر بات پوری کر لینی چاہیے...

چنانچہ عبداللہ بن ابی الحمساء آپ کے مکان پر پہنچا... معلوم ہوا کہ دو روز گزر گئے... آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے...

گھر والے خود پریشان ہیں ''عبداللہ بن ابی الحمساء یہاں سے روانہ ہوا جہاں جہاں خیال تھا سب جگہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تلاش کیا... کہیں نہ ملے تو احتیاطاً اس جگہ بھی پہنچا جہاں بات چیت ہو رہی تھی اور وہ آپ کو وہاں ٹھہرا کر آیا تھا...

عبداللہ بن ابی الحمساء اس مقام پر پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ''محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہیں موجود ہیں اور عبداللہ بن ابی الحمساء کا انتظار کر رہے ہیں اور زیادہ حیرت اس کو اس بات پر ہوئی کہ مسلسل تین دن انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی جب عبداللہ بن ابی الحمساء سامنے آئے تو نہ لڑائی جھگڑا تھا نہ ڈانٹ ڈپٹ... کہا تو صرف اتنا کہا اور وہ بھی دھیمی آواز سے یافتی لقد شققت علی... اناھھنا منذ ثلاث انتظرک (اے صاحب! آپ نے پریشان کر دیا... تین دن ہو گئے... یہاں آپ کا انتظار کر رہا ہوں)... (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

اپنی ضروریات کا انتظام خود کرنا

عبدالمطلب کی وفات کے بعد ابوطالب ان کے جانشین بنائے گئے... قبیلہ کے شیخ اور مکہ کے ایک سردار مانے گئے... اس لحاظ سے عزت تو کافی تھی مگر دولت ناکافی... بڑا کنبہ' عیال کثیر' آمدنی کا ذریعہ محدود' یتیم عبداللہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے سپرد ہوئے تو اگرچہ یہ یتیم عمر عزیز کی ابھی آٹھویں منزل ہی طے کر رہا تھا مگر چچا کی پریشان حالی کے احساس نے ان کو اس ننھی سی عمر میں ہی فکر مند بنا دیا...

وہ سوچنے لگا کہ اپنے مربی چچا کی مدد وہ کس طرح کر سکتا ہے... مگر مکہ میں نہ کوئی دستکاری تھی نہ کوئی سرکار جس کی نوکری کی جا سکے' اس زمانہ کی دنیا کارخانوں سے بھی آشنا نہ تھی... اور مکہ کی پتھریلی اور ریتلی زمین اور آس پاس کے جھلسے ہوئے کالے اور بھوسلے پہاڑوں کو کسی چشمہ یا دریا کی سیرابی بھی میسر نہ تھی کہ وہاں کھیتی باڑی ہو سکے... البتہ بھیڑ بکری اور اونٹ یہاں بکثرت تھے اور قدرت نے ان کا چارہ یعنی ببول کے درخت اور اذخر جیسی گھاس بھی وہاں پیدا کی تھی انہیں مویشی کے گلے اس زمانہ کی قیمتی دولت تھے اور جن کے پاس یہ دولت ہوتی تھی وہ ان کے چرانے اور دیکھ بھال کے لئے مزدور اور اجیر بھی رکھا کرتے تھے...

یہ گلہ بانی سوسائٹی کی نظر میں کچھ بھی حیثیت رکھتی ہو مگر آمدنی اور گزر کا ایک جائز ذریعہ تھی... سردار قریش عبدالمطلب کے یتیم پوتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی ذریعہ کو اختیار کیا اور اس کے ننھے سے وجود کے لئے اونٹوں کی گلہ بانی مشکل تھی تو بکریاں چرانے کی مزدوری کرنے لگے... اس طرح اپنی زندگی خود بنالی اور نہ صرف یہ کہ اپنا بوجھ خود سنبھالا بلکہ پریشان حال چچا کی مدد بھی کرنے لگے... (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

جس طرح آپ نے حضرت حلیمہ کے یہاں بچپن میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں اسی طرح جوان ہونے کے بعد بھی بکریاں چرائیں... جابر

Marfat.com

بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مقام الظہر ان میں ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھے کہ وہاں پیلو کے پھل چننے لگے...

آپ نے فرمایا کہ سیاہ دیکھ کر چنو وہ زیادہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے (کہ جس سے آپ کو یہ معلوم ہوا) آپ نے فرمایا ہاں کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں...

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوا کہ جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں... صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا...

بخاری شریف کتاب الاجارہ ص ۳۰۱ ج ۱ حافظ تور بشتی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مصابیح میں فرماتے کہ بعض متکلفین نے یہ سمجھ کر کہ بکریاں چرا کر اجرت لینا شان نبوت کے شایان نہیں یہ کہہ دیا کہ اس حدیث میں جو لفظ قراریط واقع ہے...

قیراط کی جمع نہیں بلکہ ایک مقام کا نام ہے... جہاں آپ بکریاں چرایا کرتے یہ قول ان متکلفین کا سراسر تکلف اور تعمق ہے... امور تبلیغیہ اور امور دینیہ جو اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں ان پر نبی کا اجرت اور مالی معاوضہ لینا بے شک منصب نبوت کے شایان شان نہیں لیکن کسب معاش کے لئے اجرت اور معاوضہ پر کام کرنا یہ ہرگز شان نبوت کیخلاف نہیں بلکہ کسب واکتساب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور عمل ہے اور توکل انکا حال ہے نیز یہ فعل نبوت اور بعثت سے پیشتر تھا...

علاوہ ازیں قراریط کو ایک مقام کا نام بتلانا بالکل غریب اور شاذ قول ہے اس قائل سے پہلے کوئی اس کا قائل ہی نہیں ہوا کہ قراریط کسی مقام کا نام ہے''...

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ راجح یہی ہے کہ قراریط قیراط کی جمع ہے

Marfat.com

مقام کا نام نہیں... اہل مکہ قراریط کے نام سے واقف ہی نہیں...

نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کیا ہے کہ ایک بار اونٹ والے اور بکریوں والے آپس میں فخر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ نبی بنا کر بھیجے گئے اور بکریوں کے چرانے والے تھے اور داؤد نبی بنا کر بھیجے گئے اور وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور میں نبی بنا کر بھیجا گیا اور میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا... (سیرۃ المصطفیٰؐ)

مکہ کی معزز تاجر خاتون

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عرب کے شریف خاندان کی بڑی مالدار عورت تھیں... ان کی شرافت نسبی اور عفت و پاک دامنی کی وجہ سے جاہلیت اور اسلام میں لوگ ان کو طاہرہ کے نام سے پکارتے تھے قریش جب اپنا قافلہ تجارت کے لئے روانہ کرتے تو حضرت خدیجہ بھی اپنا مال کسی کو بطور مضاربت دیکر روانہ کرتیں... ایک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان قریش کے کل سامان کے برابر ہوتا تھا...

خدیجہ سے شرکت اور شام کا دوسرا سفر

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب دوسری مرتبہ بیوہ ہو چکی تو اپنی تجارت کو باقی رکھنے کے لئے انہیں کسی ایسے امانتدار شخص کی ضرورت تھی' جو کاروباری سلیقہ اور تجارتی تجربہ بھی رکھتا ہو...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اگرچہ تقریباً ۲۳ سال تھی مگر آپ کے اوصاف حمیدہ کے چرچے شروع ہو گئے تھے... کاروباری سلیقہ کی بھی شہرت ہو چکی تھی اور تجارتی قافلہ کے ساتھ شام جا کر بیرونی تجارت کا بھی آپ کو تجربہ ہو چکا تھا...

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی یہ شہرتیں سنیں پھر ذاتی طور پر بھی

Marfat.com

واقفیت حاصل کی تو اپنے وسیع کاروبار کے لئے آپ کو زیادہ سے زیادہ موزوں پایا... چنانچہ آپ نے جوان صالح حضرت محمد بن عبداللہ القریشی المکی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیش کش کی کہ وہ کاروبار کی ذمہ داری سنبھال لیں... نفع میں ایک حصہ ان کا ہوگا...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشکش منظور فرمائی اور مال لے کر شام تشریف لے گئے... واپسی کے وقت آپ نے ایسا مال تلاش کیا جس کا مکہ میں فوراً نکاس ہو جائے... آپ نے شام سے یہ مال لاکر ''مکہ معظمہ'' میں فروخت کیا تو نفع بدرجہا زائد ہوا... (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر آپ یہ مال تجارت کے لئے لے کر شام جائیں تو آپ کو بہ نسبت دوسروں کے المضاعف معاوضہ دوں گی... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی مالی مشکلات کی وجہ سے اس پیغام کو قبول فرمایا... (سیرۃ المصطفیٰؐ)

وعدہ خلافی خلافِ سنت ہے

وعدہ کر کے پورا کرنا درحقیقت سچائی ہی کی ایک عملی قسم ہے اور وعدہ خلافی ایک طرح کا عملی جھوٹ ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخلاقی تعلیم میں وعدہ خلافی سے بچنے اور ہمیشہ وعدہ پورا کرنے کی بھی سخت تاکید فرمائی ہے...

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے اور جب اس کو کسی چیز کا امین بنادیا جائے تو خیانت کرے... (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح: جھوٹ، خیانت اور وعدہ خلافی دراصل یہ منافقوں کے اخلاق ہیں اور جس شخص میں یہ بری عادتیں موجود ہوں وہ خواہ عقیدہ کا منافق نہ ہو لیکن عمل اور سیرت میں منافق ہی ہے... اس حدیث کی صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں...

Marfat.com

"وان صلی و صام و زعم انه مسلم"

یعنی وہ آدمی اگرچہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور اپنے کو مسلمان بھی کہتا اور سمجھتا ہو پھر بھی ان بداخلاقیوں کی وجہ سے وہ ایک قسم کا منافق ہی ہے...

بہر حال اس حدیث میں وعدہ خلافی کو نفاق کی نشانی اور ایک منافقانہ خصلت بتلایا گیا ہے... حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہے... (لہٰذا اس کو ادا کرنا چاہیے) (معجم اوسط للطبرانی)

تشریح:...... مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو کچھ دینے کا یا اس کے ساتھ کوئی سلوک کرنے کا یا اسی طرح کا کوئی اور وعدہ کیا گیا ہے تو وعدہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے پر قرض سمجھے اور اس کو پورا کرنے کی فکر کرے...

لیکن اگر بالفرض کسی برے کام میں ساتھ دینے کا، یا کسی اور ایسے کام کے کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے جو شرعاً صحیح نہیں ہے، یا اس سے کسی دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہے تو اس وعدہ کا پورا کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ اس کے خلاف ہی کرنا ضروری ہوگا اور اس وعدہ خلافی میں کوئی گناہ نہ ہوگا بلکہ اتباع شریعت کا ثواب ہوگا...

عہد نبوت کا یادگار واقعہ

غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک چرواہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا.... وہ یہودیوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا.... اس چرواہے نے جب دیکھا کہ خیبر سے باہر مسلمانوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں اور دیکھوں کہ یہ مسلمان کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

چنانچہ بکریاں چراتا ہوا مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے سردار کہاں ہیں؟

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو بتایا کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خیمے کے اندر ہیں.... پہلے تو اس چرواہے کو ان کی باتوں پر یقین نہیں آیا....اس نے سوچا کہ اتنے بڑے سردار ایک معمولی سے خیمے میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں....

اس کے ذہن میں یہ تھا کہ جب آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں تو بہت ہی شان و شوکت اور ٹھاٹ باٹ کے ساتھ رہتے ہوں گے....

لیکن وہاں تو کھجور کے پتوں کے چٹائی سے بنا ہوا خیمہ تھا....خیر وہ اس خیمے کے اندر آپ سے ملاقات کے لئے داخل ہو گیا اور آپ سے ملاقات کی ....اور پوچھا کہ آپ کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟

اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اسلام اور ایمان کی دعوت رکھی اور اسلام کا پیغام دیا....اس نے پوچھا کہ اگر میں اسلام کی دعوت قبول کرلوں تو میرا کیا انجام ہوگا؟ اور کیا مرتبہ ہوگا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اسلام لانے کے بعد تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور ہم تمہیں گلے سے لگائیں گے" اس چرواہے نے کہا کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں....میں کہاں اور آپ کہاں! میں ایک معمولی سا چرواہا ہوں اور میں ایک سیاہ فام انسان ہوں....میرے بدن سے بدبو آرہی ہے....ایسی حالت میں آپ مجھے کیسے گلے سے لگائیں گے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہم تو ضرور گلے سے لگائیں گے اور تمہارے جسم کی سیاہی کو اللہ تعالیٰ تابانی سے بدل دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے جسم سے اٹھنے والی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کردیں گے...."

یہ باتیں سن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور کلمہ شہادت:

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ.... پڑھ لیا

Marfat.com

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! اب میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا کہ: "تم ایسے وقت میں اسلام لائے ہو کہ نہ تو اس وقت کسی نماز کا وقت ہے کہ تم سے نماز پڑھواؤں اور نہ ہی روزہ کا زمانہ ہے کہ تم سے روزے رکھواؤں اور زکوٰۃ تم پر فرض نہیں ہے اس وقت تو صرف ایک ہی عبادت ہو رہی ہے جو تلوار کی چھاؤں میں انجام دی جاتی ہے.... وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ...."

اس چرواہے نے کہا کہ یارسول اللہ! میں اس جہاد میں شامل ہو جاتا ہوں....

لیکن جو شخص جہاد میں شامل ہوتا ہے اس کے لئے دو میں ایک صورت ہوتی ہے.... یا غازی یا شہید.... تو اگر میں اس جہاد میں شہید ہو جاؤں تو آپ میری کوئی ضمانت لیجئے.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر تم اس جہاد میں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے.... اور تمہارے جسم کی بدبو کو خوشبو سے تبدیل کر دیں گے.... اور تمہارے چہرے کی سیاہی کو سفیدی میں تبدیل فرما دیں گے...."

چونکہ وہ چرواہا یہودیوں کی بکریاں چراتا ہوا وہاں پہنچا تھا....

اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "تم یہودیوں کی جو بکریاں لے کر آئے ہو ان کو جا کر واپس کرو.... اس لئے کہ یہ بکریاں تمہارے پاس امانت ہیں...."

اس سے اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے....

جن کا محاصرہ کیا ہوا ہے.... ان کا مال مال غنیمت ہے....

لیکن چونکہ وہ چرواہا بکریاں معاہدے پر لے کر آیا تھا.... اس لئے آپ نے حکم دیا کہ پہلے وہ بکریاں واپس کر کے آؤ.... پھر جہاد میں شامل ہونا....

چنانچہ اس چرواہے نے جا کر بکریاں واپس کیں .... اور واپس آ کر جہاد میں شامل ہوا.... اور شہید ہو گیا اس کا نام ہے "اسلام" (اصلاحی خطبات)

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حسن معاملہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایک مکان مسجد نبوی کے قریب تھا....

خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کی توسیع کرنا چاہا تو ان کو بلا کر کہا ''آپ اپنا مکان مسجد کو فروخت کر دیں....

یا ہبہ کر دیں یا خود ہی مسجد کی توسیع کرا دیں....ان تینوں باتوں میں ایک بات آپ کو ہر حال میں ماننی ہوگی اس لئے کہ یہ مسجد کا معاملہ ہے''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

''آپ مجھ کو جبراً اس حکم کا پابند نہیں کر سکتے...

میں ان میں سے جبراً کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہوں''

یہ مقدمہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا انہوں نے فیصلہ دیا ''امیر المومنین کو بغیر رضا مندی ان سے کوئی چیز لینے کا حق نہیں ہے....

حدیث میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب بیت المقدس کی عمارت بنوائی تو اس کی ایک دیوار جو پڑوسی کی جگہ میں بنی تھی گر گئی....

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی آئی کہ یہ دیوار پڑوسی سے اجازت لے کر بنایئے....

چنانچہ مسجد میں بھی آپ کسی کی اراضی کو جبراً شامل نہیں کر سکتے''....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس فیصلہ سے مطمئن ہو گئے....کچھ عرصہ بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بخوشی یہ جگہ بلا اُجرت مسجد کو دیدی....(سیر انصار جلد اوّل)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کی اس عورت کی قوم والے گھبرا کر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کی سفارش کر دیں (اور یوں ان کی عورت چوری کی سزا سے بچ جائے)

جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ کا چہرہ مبارک (غصہ کی وجہ سے) بدل گیا اور فرمایا (اے اسامہ رضی اللہ عنہ!) تم مجھ سے اللہ کی حدود کے بارے میں (سفارش کی) بات کر رہے ہو...

(حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ سفارش کر کے انہوں نے غلطی کی ہے اس لئے فوراً) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ میرے لئے استغفار فرمائیں... شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمانے کھڑے ہوئے... پہلے اللہ کی شان کے مناسب ثنا بیان کی پھر فرمایا:

''اما بعد! تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا طاقتور اور معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد شرعی قائم کرتے... اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا... (اعاذنا اللہ منہا)''

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جس پر اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس نے بہت اچھی توبہ کی اور اس نے شادی بھی کی... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس کے بعد وہ عورت (میرے پاس) آیا کرتی تھی اور میں اس کی ضرورت کی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا کرتی... (اخرجہ البخاری)

Marfat.com

تقسیم میراث کا واقعہ

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں انصار کے دو آدمی کسی ایسے میراث کا جھگڑا لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کے نشان مٹ چکے تھے اور کوئی گواہ بھی ان کے پاس نہیں تھا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو اور جس کے بارے میں مجھ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی میں اس میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں...

لہٰذا جس آدمی کی دلیل کی وجہ سے میں اس کے حق میں فیصلہ کردوں جس کی وجہ سے وہ اپنے بھائی کا حق لے رہا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کا حق ہرگز نہ لے کیونکہ میں تو اسے آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ یہ ٹکڑا اس کے گلے کا ہار بنا ہوا ہوگا... اس پر وہ دونوں حضرات رونے لگے اور دونوں میں سے ہر ایک نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنا حق اسے دیتا ہوں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے یہ ارادہ کرلیا تو جاؤ اور حق پر چلو اور اس میراث کو آپس میں تقسیم کرلو اور تقسیم کرنے کے لئے قرعہ اندازی کرلو اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد تم دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو اپنا حق معاف کردے... (اخرجہ ابن ابی شیبۃ)

ادائیگی قرض

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں... بنو ساعدہ کے ایک آدمی کی ایک وسق کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض تھیں (ایک وسق تقریباً سوا پانچ من کا ہوتا ہے) اس آدمی نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کھجوروں کا تقاضا کیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کردو... انہوں نے اس کی کھجوروں سے گھٹیا

Marfat.com

قسم کی کھجوریں دینی چاہیں... اس آدمی نے لینے سے انکار کردیا...

ان انصاری نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی کھجوریں واپس کرتے ہو؟ اس آدمی نے کہا ہاں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عدل کرنے کا کون حق دار ہے؟ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ٹھیک کہتا ہے... مجھ سے زیادہ عدل کرنے کا حق دار کون ہوسکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ اس امت کو پاک نہیں فرماتے جس کا کمزور آدمی طاقتور سے اپنا حق نہ لے سکے اور نہ اس پر زور دے سکے...

پھر فرمایا اے خولہ! اسے گن کر ادا کردو کیونکہ جس مقروض کے پاس سے قرض خواہ خوش ہوکر جائے گا اس کے لئے زمین کے جانور اور سمندروں کی مچھلیاں دعا کریں گی اور جس مقروض کے پاس قرضہ کی ادائیگی کے لئے مال ہے اور وہ ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر دن اور رات کے بدلہ میں اس کے لئے ایک گناہ لکھتے ہیں... (اخرجہ الطبرانی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کھڑے ہوکر فرمایا جب صبح ہو تو تم صدقہ کے اونٹ ہمارے پاس لے آؤ... ہم انہیں تقسیم کریں گے اور ہمارے پاس اجازت کے بغیر کوئی نہ آئے...

ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا یہ نکیل لے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کوئی اونٹ دے دے... چنانچہ وہ آدمی گیا... اس نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اونٹوں میں داخل ہو رہے ہیں یہ بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ داخل ہوگیا...

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا تم ہمارے پاس کیوں آ گئے؟ پھر اس کے ہاتھ سے نکیل لے کر اسے ماری...

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اس آدمی کو

Marfat.com

بلایا اور اسے نکیل دی اور فرمایا تم اپنا بدلہ لے لو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اللہ کی قسم! یہ آپ سے بدلہ بالکل نہیں لے گا... آپ اسے مستقل عادت نہ بنائیں (کہ امیر تنبیہ کرنے کے لئے کسی کو سزا دے تو اس سے بدلہ لیا جائے)...

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے قیامت کے دن اللہ سے کون بچائے گا؟ (ان حضرات میں اللہ کا خوف بہت زیادہ تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ (اسے کچھ دے کر) راضی کر لیں... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا تم میرے پاس ایک اونٹ، اس کا کجاوہ اور ایک کمبل اور پانچ دینار لاؤ... چنانچہ یہ سب کچھ اس آدمی کو دے کر اسے راضی کیا... (اخرجہ البیہقی کذافی کنز العمال ۳/۱۲۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان (کھجور کے ایک درخت کے بارے میں) جھگڑا ہو گیا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ ہم آپس کے فیصلے کے لئے کسی کو ثالث مقرر کر لیتے ہیں...

چنانچہ ان دونوں حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث بنا لیا... یہ دونوں حضرات حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تا کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں (اور امیر المؤمنین ہو کر میں خود آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ) فیصلہ کروانے والے خود ثالث کے گھر آیا کرتے ہیں...

جب دونوں حضرات حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس اندر داخل ہوئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر کے سرہانے بٹھانا چاہا اور یوں کہا اے امیر المؤمنین! یہاں تشریف رکھیں...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا یہ پہلا ظلم ہے جو آپ نے اپنے فیصلہ

Marfat.com

میں کیا ہے میں تو اپنے فریق مخالف کے ساتھ بیٹھوں گا... حضرت ابی نے اپنا دعویٰ پیش کیا جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا... حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی سے کہا (قاعدہ کے مطابق انکار کرنے پر مدعی علیہ کو قسم کھانی پڑتی ہے لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ) آپ امیر المؤمنین کو قسم کھانے کی زحمت نہ دیں اور میں امیر المؤمنین کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ درخواست نہیں کرسکتا...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس رعایت کو قبول نہ کیا بلکہ) قسم کھائی اور قسم کھا کر کہا حضرت زید رضی اللہ عنہ صحیح قاضی تب بن سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ اور ایک عام مسلمان برابر ہو... (اخرجہ ابن عساکر وسعید بن منصور والبیہقی)

ایک قضیہ کا فیصلہ

حضرت حسن کہتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند غائب تھا... اس کے پاس کسی کی آمد ورفت تھی... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے کھٹک ہوئی... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلانے کے لئے اس کے پاس آدمی بھیجا... اس آدمی نے اس عورت سے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلو... حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمہیں بلا رہے ہیں اس نے کہا ہائے میری ہلاکت... مجھے عمر رضی اللہ عنہ سے کیا واسطہ... وہ گھر سے چلی (وہ حاملہ تھی) ابھی وہ راستہ میں تھی کہ وہ گھبرا گئی جس سے اسے درد زہ شروع ہوگیا... وہ ایک گھر میں چلی گئی... جہاں اس کا بچہ پیدا ہوا... بچہ دو دفعہ رویا اور مر گیا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے مشورہ کیا (کہ میرے ڈر کی وجہ سے وہ عورت گھبرا گئی اور بچہ قبل از وقت پیدا ہوگیا... اس وجہ سے وہ بچہ مر گیا تو کیا اس بچہ کے یوں مر جانے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز شرعاً لازم آتی ہے؟)

بعض صحابہ نے کہا آپ پر کچھ لازم نہیں آتا... کیونکہ آپ مسلمانوں کے والی ہیں اور (اس وجہ سے) آپ کے ذمہ ہے کہ آپ ان کو ادب سکھائیں کوئی کمی دیکھیں

Marfat.com

تو انہیں بلا کر تنبیہ کریں... حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش تھے...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ان لوگوں نے یہ بات بغیر کسی دلیل کے محض اپنی رائے سے کہی ہے تو ان کی رائے غلط ہے اور اگر انہوں نے آپ کو خوش کرنے کے لئے یہ بات کہی ہے تو انہوں نے آپ کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی ہے...

میری رائے یہ ہے کہ اس بچہ کی دیت یعنی خون بہا آپ کو دینا پڑے گا... کیونکہ آپ کے بلانے کی وجہ سے وہ عورت گھبرا گئی ہے... اس لئے یوں بچے کے قبل از وقت پیدا ہو جانے کا سبب آپ ہی ہیں... اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس بچہ کا خون بہا سارے قریش سے وصول کریں اس لئے کہ یہ قتل ان سے خطا کے طور پر صادر ہوا ہے... (اخرجہ عبدالرزاق والبیہقی کذافی کنز العمال ۷/۳۰۰)

گورنروں کو انصاف کی تائید

حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ حج کے موقع پر ان کے پاس آیا کریں...

جب سارے گورنر آ جاتے تو (عام مسلمانوں کو جمع کر کے) فرماتے:

"اے لوگو! میں نے اپنے گورنر تمہارے ہاں اس لئے نہیں بھیجے ہیں کہ وہ تمہاری کھال ادھیڑیں یا تمہارے مال پر قبضہ کریں یا تمہیں بے عزت کریں بلکہ میں نے تو صرف اس لئے ان کو بھیجا ہے تاکہ تمہیں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنے دیں اور تمہارے درمیان مال غنیمت تقسیم کریں... لہٰذا جس کے ساتھ اس کے خلاف کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے (اور اپنی بات بتائے...)"

(چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے گورنروں کو جمع کر کے لوگوں میں یہی اعلان کیا تو) صرف ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے فلاں گورنر نے

Marfat.com

مجھے (ظلماً) سو کوڑے مارے ہیں... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس گورنر سے) کہا تم نے اسے کیوں مارا؟ (اور اس آدمی سے کہا) اٹھ اور اس گورنر سے بدلہ لے...

اس پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا اگر آپ نے اس طرح گورنروں سے بدلہ دلانا شروع کر دیا تو پھر آپ کے پاس بہت زیادہ شکایات آنے لگ جائیں گی اور یہ گورنروں سے بدلہ لینا ایسا دستور بن جائے گا کہ جو بھی آپ کے بعد آئے گا اسے یہ اختیار کرنا پڑے گا (حالانکہ اپنے گورنروں سے بدلہ دلوانا ہر امیر کے بس میں نہیں ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا...

جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات اقدس سے بدلہ دلوانے کے لئے تیار رہتے ہوئے دیکھا ہے تو میں (اپنے گورنر سے) کیوں نہ بدلہ دلواؤں؟ حضرت عمرو نے کہا آپ ہمیں اس آدمی کو راضی کرنے کا موقع دیں... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا چلو تم اسے راضی کر لو... چنانچہ اس گورنر نے ہر کوڑے کے بدلہ دو دینار کے حساب سے دو سو دینار اس آدمی کو بدلہ میں دیئے... (اخرجہ ابن سعد ۳/۲۱۱)

ایک گورنر کو سخت تنبیہ

حضرت یزید بن ابی منصور رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ بحرین میں ان کے مقرر کردہ گورنر حضرت ابن جارود یا ابن ابی جارود کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کا نام ادریاس تھا اس نے مسلمانوں کے دشمن کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کر رکھی تھی اور ان دشمنوں کے ساتھ مل جانے کا ارادہ بھی تھا اور اس کے ان جرائم پر گواہ بھی موجود تھے اس پر اس گورنر نے اسے قتل کر دیا... وہ شخص قتل ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا اے عمر! میری مدد کو آئیں... اے عمر! میں مظلوم ہوں میری مدد کو آئیں... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس گورنر کو خط لکھا کہ میرے پاس آؤ...

چنانچہ وہ آ گئے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اور

Marfat.com

ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹا نیزہ تھا... جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اندر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ چھوٹا نیزہ اس کے جبڑوں پر مارنا چاہا (لیکن مارا نہیں کہ حضرت جارود نے اجتہادی غلطی کی وجہ سے اس آدمی کو قتل کیا تھا اس لئے چھوڑ دیا) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے جا رہے تھے، اے ادریاس! میں تیری مدد کو حاضر ہوں... اے ادریاس! میں تیری مدد کو حاضر ہوں اور حضرت جارود کہنے لگے اے امیر المؤمنین! اس نے مسلمانوں کی خفیہ باتیں دشمن کو لکھی تھیں اور دشمن سے جا ملنے کا اس نے ارادہ بھی کر رکھا تھا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صرف برائی کے ارادہ پر ہی تم نے اسے قتل کر دیا... ہم میں ایسا کون ہے جس کے دل میں ایسے برے ارادے نہیں آتے؟ اگر گورنروں کے قتل کرنے کا مستقل دستور بن جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اس کے بدلہ میں ضرور قتل کر دیتا... (اخرجہ ابن جریر کذا فی الکنز ۷/۲۹۸)

غلام کو بدلہ دلوایا

حضرت مکحول کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ایک دیہاتی کو بلایا تا کہ وہ بیت المقدس کے پاس ان کی سواری کو پکڑ کر کھڑا رہے اس نے انکار کر دیا... اس پر حضرت عبادہ نے اسے مارا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا... اس نے ان کے خلاف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا آپ نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے اسے کہا کہ میری سواری پکڑ کر کھڑا رہے لیکن اس نے انکار کر دیا اور مجھ میں ذرا تیزی ہے اس لئے میں نے اسے مار دیا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ بدلہ دینے کے لئے بیٹھ جائیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ اپنے غلام کو اپنے بھائی سے بدلہ دلوا رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدلہ دلوانے کا ارادہ چھوڑ دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ حضرت عبادہ اسے اس زخم کے بدلہ میں مقررہ رقم دیں... (اخرجہ البیہقی کذا فی الکنز ۷/۳۰۳)

Marfat.com

انگوروں کی قیمت ادا کی

حضرت یزید بن ابی مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسلمان جابیہ بستی میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے... ایک ذمی نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ لوگ اس کے انگوروں کے باغ پر ٹوٹ پڑے ہیں...

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ان کی اپنے ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی جس نے اپنی ڈھال پر انگور اٹھا رکھے تھے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ارے میاں تم بھی... اس نے کہا اے امیر المؤمنین! ہمیں بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے (کھانے کا اور سامان ہے نہیں) یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور یہ حکم دیا کہ اس ذمی کو اس کے انگوروں کی قیمت ادا کی جائے... (اخرجہ ابو عبید کذافی کنز العمال ۲/۲۹۹)

تورات کی ایک عبارت

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان اور یہودی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے... آپ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا... اس پر اس یہودی نے کہا اللہ کی قسم! آپ نے حق کا فیصلہ کیا ہے... اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے (خوشی میں ہلکا سا) کوڑا مارا اور فرمایا تجھے کس طرح پتہ چلا (کہ حق کیا ہوتا ہے؟)

اس پر یہودی نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں تورات میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ جو قاضی حق کا فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے صحیح راستہ پر چلاتے ہیں اور اسے حق بات کا الہام کرتے ہیں جب تک وہ قاضی حق کا فیصلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے... جب وہ یہ عزم چھوڑ دیتا ہے تو دونوں فرشتے اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں... (اخرجہ مالک کذافی الترغیب ۳/۴۵۵)

Marfat.com

معمولی کوڑے کا بدلہ

حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بازار سے گزرے...
ان کے ہاتھ میں کوڑا بھی تھا... انہوں نے آہستہ سے وہ کوڑا مجھے مارا جو میرے کپڑے کے کنارے کو لگ گیا اور فرمایا راستہ سے ہٹ جاؤ... جب اگلا سال آیا تو آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی... مجھ سے کہا اے سلمہ! کیا تمہارا حج کا ارادہ ہے؟
میں نے کہا جی ہاں... پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے
اور مجھے چھ سو درہم دیئے اور کہا انہیں اپنے سفر حج میں کام لے آنا اور یہ اس ہلکے سے کوڑے کے بدلہ میں ہیں جو میں نے تم کو مارا تھا...
میں نے کہا اے امیر المؤمنین! مجھے تو وہ کوڑا یاد بھی نہیں رہا...
فرمایا لیکن میں تو اسے نہیں بھولا (یعنی میں نے مار تو دیا...
لیکن سارا سال کھٹکتا رہا...) (اخرجہ الطبرانی ۳۲/۵)

فکر آخرت

حضرت ابوالفرات رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا... لہٰذا تم مجھ سے بدلہ لے لو... چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا زور سے مروڑ... دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے... اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا...

(اخرجہ السمان الموافقۃ کذا فی الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ للمحب الطبری ۱۱/۲)

Marfat.com

جانوروں کے معاملہ میں بھی کمال احتیاط

حضرت نافع بن عبدالحارث رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو جمعہ کے دن دارالندوہ تشریف لے گئے (جہاں قریش مشورہ کیا کرتے تھے اور بعد میں یہ جگہ مسجد حرام میں شامل کردی گئی) آپ کا ارادہ یہ تھا کہ یہاں سے مسجد حرام جانا نزدیک پڑے گا... آپ نے وہاں کمرے میں ایک کھونٹی پر اپنی چادر لٹکادی... اس پر حرم کا ایک کبوتر آ بیٹھا... آپ نے اسے اڑا دیا تو ایک سانپ اس کی طرف لپکا اور اسے مار ڈالا جب آپ نماز جمعہ سے فارغ ہو گئے تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے...

آپ نے کہا آج مجھ سے ایک کام ہو گیا ہے تم دونوں اس کام کے بارے میں میرے متعلق فیصلہ کرو آج میں اس گھر میں داخل ہوا... میرا ارادہ یہ تھا کہ یہاں سے مسجد حرام جانا نزدیک پڑے گا... میں نے اپنی چادر اس کھونٹی پر لٹکادی تو اس پر حرم کا ایک کبوتر آ بیٹھا... مجھے ڈر ہوا کہ یہ بیٹ کر کے کہیں چادر کو خراب نہ کردے...

اس لئے میں نے اسے اڑا دیا... وہ اڑ کر اس دوسری کھونٹی پر آ بیٹھا وہاں لپک کر ایک سانپ نے اسے پکڑ لیا اور اسے مار ڈالا... اب میرے دل میں یہ خیال آرہا ہے کہ وہ پہلی کھونٹی پر محفوظ تھا وہاں سے میں نے اسے اڑا دیا وہ اڑ کر اس دوسری کھونٹی پر آ گیا جہاں اسے موت آ گئی... یعنی میں ہی اس کے قتل کا سبب بنا ہوں...

یہ سن کر میں نے حضرت عثمان سے کہا آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ امیر المؤمنین پر دو دانت والی سفید بکری دینے کا فیصلہ کردیں؟

انہوں نے کہا میری بھی یہی رائے ہے... چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی بکری دینے کا حکم دیا... (اخرجہ الامام الشافعی فی مسندہ ۴۷)

Marfat.com

انصاف بذریعہ قرعہ اندازی

حضرت کلیب رحمہ اللہ کہتے ہیں... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصبہان سے مال آیا... آپ نے اسے سات حصوں میں تقسیم کیا...

اس میں آپ کو ایک روٹی بھی ملی... آپ نے اس کے سات ٹکڑے کئے اور ہر حصہ پر ایک ٹکڑا رکھ دیا پھر لشکر کے ساتوں حصوں کے امیروں کو بلایا اور ان میں قرعہ اندازی کی تا کہ پتہ چلے کہ ان میں سے پہلے کس کو دیا جائے... (اخرجہ البیہقی ۶/۳۴۸)

راستہ کا حق

حضرت اصبغ بن نباتہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا... آپ نے دیکھا کہ بازار والے اپنی جگہ سے آگے بڑھ گئے ہیں... آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ بازار والے اپنی جگہ سے بڑھ گئے ہیں... آپ نے فرمایا اپنی جگہ بڑھا لینے کا انہیں کوئی حق نہیں ہے... مسلمانوں کا بازار نمازیوں کے نماز پڑھنے کی جگہ یعنی مسجد کی طرح ہوتا ہے لہٰذا جس جگہ کا کوئی مالک نہیں ہے وہاں پہلے آ کر جو قبضہ کرلے گا وہ جگہ اس دن اسی کی ہوگی ہاں وہ خود اسے چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے تو اس کی مرضی... (اخرجہ ابوعبید فی الاموال کذا فی الکنز ۳/۱۷۶)

انصاف کی برکت

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال اہل خیبر کے پاس جا کر درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں اور بیلوں پر لگے ہوئے انگوروں کا اندازہ لگاتے کہ یہ کتنے ہیں؟ پھر جتنے پھل کا ان کو اندازہ ہوتا اس کے آدھے پھل کی ان پر ذمہ داری ڈال دیتے کہ اتنے کا آدھا پھل دینا ہوگا... خیبر والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے اندازہ

Marfat.com

لگانے میں سختی کرنے کی شکایت کی اور وہ لوگ ان کو رشوت دینے لگے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے دشمنو! مجھے حرام کھلاتے ہو... اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس اس آدمی کی طرف سے آیا ہوں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تم لوگ مجھے بندروں اور خنزیروں سے بھی زیادہ برے لگتے ہو لیکن تمہاری نفرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے تمہارے ساتھ ناانصافی کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتی... ان لوگوں نے کہا اسی انصاف کی برکت سے زمین آسمان قائم ہیں... (اخرجہ البیہقی کذافی البدایۃ ۴/۱۹۹)

امیر سے بدلہ

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں گئے ہوئے تھے... دشمن نے ان کا محاصرہ کرلیا... لشکر کے امیر نے حکم دیا کہ کوئی بھی اپنی سواری چرانے کے لئے لے کر نہ جائے... ایک آدمی کو امیر کے اس حکم کا پتہ نہ چلا وہ اپنی سواری لے کر چلا گیا جس پر امیر نے اسے مارا...

وہ امیر کے پاس سے واپس آ کر کہنے لگا جو سلوک آج میرے ساتھ ہوا ہے ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا... حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پاس سے گزرے تو اس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے اپنا قصہ سنایا...

اس پر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے تلوار گلے میں ڈالی اور اس کے ساتھ چل پڑے اور امیر کے پاس پہنچ کر اس سے کہا... (آپ نے اسے بلاوجہ مارا ہے اس لئے) آپ اسے اپنی جان سے بدلہ دلوائیں... وہ امیر بدلہ دینے کے لئے تیار ہو گئے... اس پر اس آدمی نے امیر کو معاف کر دیا...

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے واپس آئے میں ان شاء اللہ اس حال میں مروں گا کہ اسلام غالب ہوگا (کہ کمزور کو طاقتور پر بدلہ دلوایا جا رہا ہوگا)... (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱/۱۷۶)

Marfat.com

حضرت ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور وعدہ کی پاسداری

حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کو شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگا کرتے تھے... جب بہت زیادہ پینے لگے تو مسلمانوں نے انہیں باندھ کر قید کر دیا... جب جنگ قادسیہ کے دن یہ مسلمانوں کو دشمن سے لڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے... تو انہیں یہ محسوس ہوا کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو بھاری نقصان پہنچایا ہے تو انہوں نے (مسلمانوں کے امیر) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ام ولد یا ان کی بیوی کے پاس پیغام بھیجا کہ ابو محجن یہ کہہ رہا ہے کہ اسے جیل خانہ میں سے رہا کر دو اور اسے یہ گھوڑا اور یہ ہتھیار دے دو... وہ جا کر دشمن سے جنگ کرے گا اور پھر وہ تمام مسلمانوں سے پہلے تمہارے پاس واپس آ جائے گا... تم اسے پھر جیل خانہ میں باندھ دینا... ہاں اگر ابو محجن وہاں شہید ہو گیا تو پھر اور بات ہے اور یہ اشعار پڑھنے لگے...

كَفٰى حُزنًا اَن تَلتَقِيَ الخَيلُ بِالقَنَا وَاُترَكَ مَشدُودًا عَلَيَّ وَ ثَا قِيَا

ترجمہ:... "رنج و غم کے لئے اتنا کافی ہے کہ سوار تو نیزے لے کر لڑ رہے ہیں
اور مجھے بیڑیوں میں باندھ کر جیل خانہ میں چھوڑ دیا گیا ہے"

اِذَاقُمتُ عَنَانِى الحَدِيدُ وغُلِقَت مَصَارِعُ دُونِى قَد تَصِمُ المُنَادِيَا

ترجمہ:... "جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو لوہے کی بیڑیاں میرے قدم روک لیتی ہیں اور میرے شہید ہونے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور میری طرف سے پکارنے والے کو بہرا کر دیا گیا ہے"...

اس باندی نے جا کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ساری بات بتائی... چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کی بیڑیاں کھول دیں اور گھر میں ایک گھوڑا تھا وہ ان کو دے دیا اور ہتھیار بھی دے دیئے...

تو گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے نکلے اور مسلمانوں سے جا ملے وہ جس آدمی پر

Marfat.com

بھی حملہ کرتے اسے قتل کر دیتے اور اس کی کمر توڑ دیتے... جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کو بڑی حیرانی ہوئی اور وہ پوچھنے لگا یہ سوار کون ہے؟

بس تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی اور حضرت ابو محجن رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر ہتھیار واپس کر دیئے اور اپنے پیروں میں پہلے کی طرح بیڑیاں ڈال لیں...

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ پر واپس آئے تو ان کی بیوی یا ان کی ام ولد نے کہا آپ کی لڑائی کیسی رہی؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ لڑائی کی تفصیل بتانے لگے اور کہنے لگے... ہمیں ایسے ایسے شکست ہونے لگی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سفید سیاہ گھوڑے پر ایک آدمی کو بھیج دیا... اگر میں ابو محجن رضی اللہ عنہ کو بیڑیوں میں باندھا ہوا چھوڑ کر نہ گیا ہوتا تو میں یقین کر لیتا کہ ابو محجن رضی اللہ عنہ کا کارنامہ ہے...

تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ابو محجن رضی اللہ عنہ ہی تھے اور پھر ان کا سارا واقعہ سنایا... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محجن رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کی بیڑیاں کھول دیں اور ان سے فرمایا کہ (تم نے آج مسلمانوں کی شکست کو فتح میں بدل دیا ہے اس لئے اب) آئندہ تمہیں شراب پینے کی وجہ سے کبھی کوڑے نہیں ماریں گے...

اس پر حضرت ابو محجن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں بھی اب آئندہ شراب نہیں پیوں گا... چونکہ آپ مجھے کوڑے مار لیتے تھے اس لئے میں شراب چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا ... چنانچہ اس کے بعد حضرت ابو محجن رضی اللہ عنہ نے کبھی شراب نہ پی... (اخرجہ عبدالرزاق)

سفر کا امیر بنانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سفر میں تین آدمی ہوں تو انہیں چاہئے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنالیں... اس طرح امیر بنانے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے... (اخرجہ البزار وابن خزیمۃ والدارقطنی)

Marfat.com

امارت قبول کرنے سے انکار کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد بن اسود کو گھوڑے پر سواروں کی ایک جماعت کا امیر بنایا... جب یہ واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا... تم نے امارت کو کیسے پایا؟ انہوں نے کہا یہ لوگ مجھے اٹھاتے اور بٹھاتے تھے یعنی میرا خوب اکرام کرتے تھے جس سے اب مجھے یوں لگ رہا ہے کہ میں وہ پہلے جیسا مقداد نہیں رہا... (میری تواضع والی کیفیت میں کمی آ گئی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی امارت ایسی ہی چیز ہے... حضرت مقداد نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے... آئندہ میں کبھی بھی کسی کام کا ذمہ دار نہیں بنوں گا... چنانچہ اس کے بعد لوگ ان سے کہا کرتے تھے کہ آپ آگے تشریف لا کر ہمیں نماز پڑھا دیں تو یہ صاف انکار کر دیتے (کیونکہ نماز میں امام بننا امارت صغریٰ ہے)... (اخرجہ البزار)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہم نصیحت

حضرت رافع طائی کہتے ہیں میں ایک غزوہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب ہم واپس آنے لگے تو میں نے کہا اے ابوبکر!

مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے... انہوں نے فرمایا فرض نماز اپنے وقت پر پڑھا کرو، اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی خوشی ادا کیا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ کا حج کیا کرو اور اس بات کا یقین رکھو کہ اسلام میں ہجرت بہت اچھا عمل ہے اور ہجرت میں جہاد بہت اچھا عمل ہے اور تم امیر نہ بننا... پھر فرمایا کہ یہ امارت جو آج تمہیں ٹھنڈی اور مزیدار نظر آ رہی ہے... عنقریب یہ پھیل کر اتنی بڑھے گی کہ نا اہل لوگ بھی اسے حاصل

Marfat.com

کرلیں گے (اور یہ یاد رکھو کہ) جو بھی امیر بنے گا اس کا حساب سب لوگوں سے زیادہ لمبا ہوگا اور اس پر عذاب سب سے زیادہ سخت ہوگا اور جو امیر نہیں بنے گا اس کا حساب سب لوگوں سے زیادہ آسان ہوگا اور اس کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا...

کیونکہ امراء کو مسلمانوں پر ظلم کرنے کے سب سے زیادہ مواقع ملتے ہیں اور جو مسلمانوں پر ظلم کرتا ہے... وہ اللہ کے عہد کو توڑتا ہے اس لئے کہ یہ مسلمان اللہ کے پڑوسی اور اللہ کے بندے ہیں... اللہ کی قسم!

تم میں سے کسی کے پڑوسی کی بکری یا اونٹ پر کوئی مصیبت آتی ہے (وہ بکری یا اونٹ چوری ہو جاتا ہے یا کوئی اسے مار دے یا ستائے تو اس پڑوسی کی ہمدردی او رحمایت میں) غصہ کی وجہ سے ساری رات اس کے پٹھے پھولے رہتے ہیں اور کہتا رہتا ہے میرے پڑوسی کی بکری یا اونٹ پر فلاں مصیبت آئی ہے (جب انسان اپنے پڑوسی کی وجہ سے اتنا غصہ میں آتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اپنے پڑوسی کی خاطر غصہ میں آنے کے زیادہ حق دار ہیں... (اخرجہ ابن المبارک فی الزھد کذافی الکنز ۳/۱۶۲)

امارت سے نفرت

حضرت سعید بن عمر بن سعید بن عاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کے چچا حضرت خالد بن سعید بن عاص اور حضرت ابان بن سعید بن عاص اور حضرت عمرو بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچی تو (یہ حضرات مختلف علاقوں کے امیر تھے خبر ملتے ہی) یہ حضرات اپنے اپنے عہدے چھوڑ کر (مدینہ منورہ) واپس آ گئے...

ان حضرات سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے امیروں سے زیادہ امیر بننے کا حقدار نہیں ہے... لہٰذا تم لوگ اپنے علاقوں میں اپنے عہدوں پر واپس چلے جاؤ...

Marfat.com

ان حضرات نے کہا اب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف سے امیر بن کر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں...

چنانچہ یہ حضرات اللہ کے راستہ میں ملک شام چلے گئے اور وہاں ہی سب کے سب شہید ہوگئے... (ان حضرات کی طبیعتوں میں امارت سے گریز تھا اور اللہ کے راستہ میں جان دینے کا شوق تھا...) (اخرجہ الحاکم وابونعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو امیر بنانے کے لئے بلایا... انہوں نے امارت قبول کرنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انکار کر دیا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم امیر بننے کو برا سمجھتے ہو... حالانکہ اسے تو اس شخص نے مانگا تھا جو تم سے بہتر تھے...

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کون؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت یوسف علیہ السلام تو خود اللہ کے نبی تھے اور اللہ کے نبی کے بیٹے تھے (انہیں ایسا کرنے کا حق تھا) میں تو امیمہ نامی عورت کا بیٹا ابوہریرہ ہوں اور امیر بننے میں مجھے تین اور دو (کل پانچ) باتوں کا ڈر ہے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ ہی کیوں نہیں کہہ دیتے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (دو باتیں تو یہ ہیں کہ) میں علم کے بغیر کوئی بات کہہ دوں اور کوئی غلط فیصلہ کر دوں...

(امیر بن کر مجھ سے یہ دو غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں جس کے نتیجہ میں مجھے یہ تین سزائیں امیر المؤمنین کی طرف سے دی جا سکتی ہیں) میری کمر پر کوڑے مارے جائیں اور میرا مال چھین لیا جائے اور مجھے بے آبرو کر دیا جائے... (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۳۸۰)

Marfat.com

قاضی جنت میں یا....

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے معذرت کردی اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قاضی تین قسم کے ہیں ایک نجات پائے گا دو دوزخ میں جائیں گے... جس نے ظالمانہ فیصلہ کیا یا اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کیا وہ ہلاک ہوگا اور جس نے حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ نجات پائے گا... (عند الطبرانی)

مساوات کا حکم

حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آذربائیجان میں تھے وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ خط لکھا: ''اے عتبہ بن فرقد! یہ ملک و مال تمہیں تمہاری محنت سے نہیں ملا اور نہ ہی تمہارے ماں باپ کی محنت سے ملا ہے... اس لئے تم اپنے گھر میں جو چیز پیٹ بھر کر کھاتے ہو وہی چیز سارے مسلمانوں کو ان کے گھروں میں پیٹ بھر کر کھلاؤ اور ناز و نعمت کی زندگی سے اور مشرکین جیسی ہیئت اختیار کرنے سے اور ریشم پہننے سے بچو...'' (اخرجہ مسلم کذافی الترغیب ۳/ ۴۵۸)

حمص کے امیر کی اصلاح

حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کے حالات کا جائزہ لے رہے تھے... ان کے پاس سے حمص کے لوگ گزرے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تمہارے امیر (حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ) کیسے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا بہترین امیر ہیں...

بس ایک بات ہے کہ انہوں نے ایک بالاخانہ بنالیا ہے جس میں رہتے ہیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امیر کو خط لکھا اور اپنا قاصد بھی ساتھ بھیجا اور اس قاصد کو

Marfat.com

حکم دیا کہ وہاں جا کر اس بالا خانے کو جلا دے جب وہ قاصد وہاں پہنچا تو اس نے لکڑیاں جمع کر کے اس بالا خانے کے دروازے کو آگ لگا دی... جب یہ بات اس امیر کو بتائی گئی تو اس نے کہا اسے کچھ مت کہو... یہ (امیر المؤمنین کا بھیجا ہوا) قاصد ہے...

پھر اس قاصد نے ان کو (حضرت عمر) کا خط دیا... وہ خط پڑھتے ہی سوار ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چل دیئے... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان سے فرمایا (مدینہ سے باہر پتھریلے میدان)

حرہ میں میرے پاس پہنچ جاؤ... حرہ میں صدقہ کے اونٹ تھے (جب وہ حرہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے تو ان سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا... اپنے کپڑے اتار دو... (انہوں نے کپڑے اتار دیئے)...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اونٹ کے اون کی چادر پہننے کے لئے دی (جسے انہوں نے پہن لیا اور پھر ان سے فرمایا (اس کنویں سے) پانی نکالو اور ان اونٹوں کو پانی پلاؤ... وہ یونہی ہاتھ سے کنویں سے پانی نکالتے رہے یہاں تک کہ تھک گئے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا دنیا میں اور کتنا رہو گے؟ انہوں نے کہا بس تھوڑا ہی عرصہ... فرمایا بس اس (مختصر سی زندگی) کے لئے تم نے وہ بالا خانہ بنایا تھا جس کی وجہ سے تم مسکین، بیوہ اور یتیم انسانوں (کی پہنچ) سے اوپر ہو گئے تھے...

جاؤ اپنے کام پر واپس جاؤ اور آئندہ ایسا نہ کرنا... (اخرجہ ابن عساکر کذا فی کنز العمال ۱۶۶/۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دنیا کی وسعت سے ڈرنا اور رونا

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے خزانے آئے تو ان سے حضرت عبداللہ بن ارقم زہری رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اسے بیت المال میں کیوں نہیں رکھ دیتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے فرمایا نہیں... ہم اسے بیت المال میں نہیں رکھیں گے بلکہ تقسیم کریں گے... یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے تو ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! یہ تو اللہ کا شکر ادا کرنے اور خوشی و مسرت کا دن ہے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی یہ مال دیا ہے اس مال نے ان کے درمیان بغض و عداوت ضرور پیدا کی ہے... (عندالبیہقی ایضاً ۶/ ۳۵۸)

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کسریٰ کا تاج حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا

(تاج کے ساتھ کسریٰ کی زیب و زینت کا سامان بھی تھا) اس وقت وہاں لوگوں میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی تھے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ بن ہرمز کے دونوں کنگن ان کے سامنے رکھ دیئے... حضرت سراقہ نے دونوں کنگن اپنے ہاتھوں میں ڈالے تو ان کے کندھوں تک پہنچ گئے...

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کنگن ان کے ہاتھوں میں دیکھے تو فرمایا الحمدللہ! اللہ کی قدرت دیکھو کہ کسریٰ بن ہرمز کے دو کنگن اس وقت بنو مدلج کے ایک دیہاتی سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کے دو ہاتھوں میں ہیں... پھر فرمایا اے اللہ! مجھے معلوم ہے کہ تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ انہیں کہیں سے مال ملے اور وہ اسے تیرے راستے میں اور تیرے بندوں پر خرچ کریں لیکن تو نے ان پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کے لئے زیادہ بہتر صورت اختیار کرتے ہوئے ان سے مال کو دور رکھا... اور اے اللہ!

مجھے معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ چاہتے تھے کہ انہیں کہیں سے مال ملے اور وہ اسے تیرے راستے میں اور تیرے بندوں پر خرچ کر دیں لیکن تو نے ان پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کے لئے زیادہ بہتر صورت اختیار کرتے ہوئے ان سے مال کو دور رکھا... (اور اب میرے زمانے میں یہ مال بہت زیادہ آ رہا ہے) اے

Marfat.com

اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ یہ مال کا زیادہ آنا کہیں تیری طرف سے عمر کے خلاف داؤ نہ ہو... (یعنی کہیں اس سے عمر رضی اللہ عنہ کے دین اور آخرت کا نقصان نہ ہو) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

اَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمۡ ...تا... بَلۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ (سورۃ مؤمنون:۵۵،۵۶)

ترجمہ:... ''کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے...'' (عند البیہقی ایضاً ۶/۳۵۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا میں ان کی خدمت میں گیا... میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے چمڑے کے دستر خوان پر سونا بکھرا پڑا ہے... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ اور یہ سونا اپنی قوم میں تقسیم کر دو... اللہ تعالیٰ نے یہ سونا اور مال اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دور رکھا اور مجھے دے رہے ہیں اب اللہ ہی زیادہ جانتے ہیں کہ مجھے یہ مال خیر کی وجہ سے دیا جا رہا ہے یا شر کی وجہ سے...

پھر فرمایا نہیں... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ مال اس وجہ سے دور نہیں رکھا کہ ان دونوں کے ساتھ شر کا ارادہ تھا اور مجھے اس وجہ سے نہیں دے رہے ہیں کہ میرے ساتھ خیر کا ارادہ ہے (بلکہ معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے...)... (اخرجہ ابو عبید وابن سعد ۳/۲۱۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلانے کے لئے میرے پاس ایک آدمی بھیجا... میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا... جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے اندر سے ان کے زور سے رونے کی آواز سنی... میں نے گھبرا کر کہا... اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ اللہ کی قسم! امیر المؤمنین کو کوئی زبردست حادثہ پیش آیا ہے، (جس کی وجہ سے اتنے زور

Marfat.com

سے رو رہے ہیں) میں نے اندر جا کر ان کا کندھا پکڑ کر کہا اے امیر المؤمنین! پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں... پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں...

انہوں نے کہا نہیں... پریشان ہونے کی بہت بڑی بات ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے اندر لے گئے میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ اوپر نیچے بہت سے تھیلے رکھے ہوئے ہیں... انہوں نے فرمایا اب خطاب کی اولاد کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہی... اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میرے دونوں ساتھیوں....

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مال دیتے اور وہ دونوں اسے خرچ کرنے میں جو طریقہ اختیار کرتے میں بھی اسے اختیار کرتا... میں نے کہا آئیں بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ اسے کیسے خرچ کرنا ہے...

چنانچہ ہم لوگوں نے امہات المؤمنین (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات) کیلئے چار چار ہزار اور مہاجرین کے لئے چار چار ہزار اور باقی لوگوں کے لئے دو دو ہزار درہم تجویز کئے اور یوں وہ سارا مال تقسیم کر دیا... (اخرجہ ابو عبید والعدنی کذافی الکنز ۲/۳۱۸)

امانت کی سپرد داری

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ مکہ مکرمہ داخل ہوئے تو حرم محترم جا کر اونٹ پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف فرمایا..... پھر حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر چابی طلب کی..... چابی ان کی والدہ سلافہ بنت سعید کے پاس تھی..... سلافہ ان خواتین میں شامل تھیں جو غزوہ احد میں اپنے لشکریوں کو ابھارنے نکلی تھیں..... مگر سلافہ غم واندوہ لے کر واپس ہوئی..... کیونکہ اس غزوہ میں اس کے شوہر کے علاوہ اس کے چار بیٹے مسافع..... جلاس.....

حارث اور کلاب مارے جا چکے تھے..... غالباً کچھ اس کا غصہ یا یہ خیال کہ اگر چابی دے دی تو واپس نہ ملے گی..... اس طرح یہ سعادت چھن جائے گی اس لیے

Marfat.com

حضرت عثمان بن طلحہ کے چابی مانگنے پر صاف انکار کر دیا اور کہنے لگی کہ اگر انہوں نے چابی لے لی تو کبھی واپس نہ کریں گے.....

ادھر بیٹے کی طلب..... اُدھر ماں کا انکار اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں تاخیر ہوگئی..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم منتظر تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے موتی کی طرح پسینے کی بوندیں ٹپک رہی تھیں..... لوگوں سے فرمایا کہ اس کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟

آخر ایک شخص عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف آیا..... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چاہت بھی یہ تھی کہ جلد از جلد چابی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں مگر دوسری طرف والدہ تھیں اب انہوں نے اپنی والدہ سے ایک بات کہی جو کارگر ثابت ہوئی اور چابی حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی..... فرمایا..... چابی دے دو ورنہ خدا کی قسم یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی.....

سلافہ کو چابی رکھنے کی سعادت عزیز تھی..... مگر دوسری بیٹے کی جان کی بات آ گئی تھی اس نے چابی دے دی..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کھولا اور اندر تشریف لے گئے اور ساتھ خود حضرت عثمان بن طلحہ..... اسامہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم داخل ہوئے..... اندر موجود تصاویر مٹا دیں..... آب زمزم سے دھویا..... بیت اللہ کے تمام گوشوں میں پھر کر توحید و تکبیر سے اس کو منور کیا..... (سیرۃ المصطفیٰ)

باہر تشریف لائے تو چابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی..... یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا.....

اس سے فراغت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواہش ظاہر کی کہ یہ چابی ہم کو عطا کیجئے تاکہ سقایہ کی طرح تجارت کا شرف بھی ہم کو حاصل ہو.....

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا" کہ تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو.....

Marfat.com

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر چابی مرحمت فرمائی اور یہ فرمایا کہ میں نے خود نہیں دی.....

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اس کو ہمیشہ کے لیے لے لو.....

اب یہ تم سے سوائے ظالم کے اور کوئی نہیں لے گا.....(فتح الباری ص ۱۹)

یہ حضرت عثمان بن طلحہ حجبی قرشی رضی اللہ عنہ جن کو آج ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کلید برداری کا اعزاز حاصل ہو رہا تھا.....اس وقت مسلمان ہوئے جس وقت حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا تھا.....پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کلید برداری کی ذمہ داری نبھانے کی خاطر مکہ آ کر مقیم ہوئے اور یہیں ۴۲ ہجری میں وفات پائی (رضی اللہ عنہ وارضاہ) (ضرب مومن)

قول ومعاہدہ کی پاسداری

۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے مکہ تشریف لے جا رہے تھے.....کفارِ مکہ کو اُس کی خبر ہوئی اور وہ اس خبر کو اپنی ذلت سمجھے اس لئے مزاحمت کی اور حدیبیہ میں آپ کو رُکنا پڑا.....جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم ساتھ تھے جو حضور پر جان قربان کرنا فخر سمجھتے تھے.....لڑنے کو تیار ہو گئے.....مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کی خاطر سے لڑنے کا ارادہ نہیں فرمایا اور صلح کی کوشش کی اور باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم کی لڑائی پر مستعدی اور بہادری کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی اس قدر رعایت فرمائی کہ اُن کی ہر شرط کو قبول فرما لیا.....

صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس طرح دب کر صلح کرنا بہت ہی ناگوار تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے کیا ہو سکتا تھا کہ جاں نثار تھے اور فرمانبردار.....اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادروں کو بھی دبنا پڑا.....صلح میں جو شرطیں طے ہوئیں ان شرطوں میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ کافروں میں سے جو شخص اسلام لائے اور ہجرت

Marfat.com

کرے مسلمان اس کو مکہ واپس کر دیں.....اور مسلمانوں میں سے خدانخواستہ اگر کوئی شخص مرتد ہو کر چلا آئے تو وہ واپس نہ کیا جائے.....

یہ صلح نامہ ابھی تک پورا لکھا بھی نہیں گیا تھا کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو اسلام لانے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرر ہے تھے اور زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے.....اسی حالت میں گرتے پڑتے مسلمانوں کے لشکر میں اس اُمید پر پہنچے کہ ان لوگوں کی حمایت میں جا کر اس مصیبت سے چھٹکارا پاؤں گا.....اُن کے باپ سہیل نے جو اس صلح نامہ میں کفار کی طرف سے وکیل تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے..... فتح مکہ میں مسلمان ہوئے.....اُنہوں نے صاحبزادے کے طمانچے مارے اور واپس لے جانے پر اصرار کیا.....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابھی صلح نامہ مرتب بھی نہیں ہوا اس لئے ابھی پابندی کس بات کی مگر انہوں نے اصرار کیا.....پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی مجھے مانگا ہی دے دو.....مگر وہ لوگ ضد پر تھے نہ مانا.....ابو جندل رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو پکار کر فریاد بھی کی کہ میں مسلمان ہو کر آیا اور کتنی مصیبتیں اُٹھا چکا.....

اب واپس کیا جارہا ہوں.....اس وقت مسلمانوں کے دلوں پر جو گذر رہی ہوگی اللہ ہی کو معلوم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے واپس ہوئے.....

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی فرمائی اور صبر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ عنقریب حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے لئے راستہ نکالیں گے.....(حکایات صحابہ)

اہل خانہ سے محبت کا یادگار واقعہ

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں.....آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور سے فرمایا.....حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا.....ان کا نام تو عائشہ تھا لیکن نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو محبت کی وجہ سے حمیرا فرماتے تھے.... اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کا محبت میں کوئی ایسا نام رکھے جو اسے بھی پسند ہو اور اسے بھی پسند ہو.... ایسا نام محبت کی علامت ہوتا ہے اور جب اس نام سے بندہ اپنی بیوی کو پکارتا ہے تو بیوی قرب محسوس کرتی ہے یہ سنت ہے....

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرمایا کہ حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کچھ پانی پیا اور کچھ پانی بچا دیا.... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے پیالہ حاضر خدمت کر دیا....

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پینے لگے تو آپ رک گئے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا "حمیرا! تو نے کہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا؟ کس جگہ سے منہ لگا کر پانی پیا تھا؟" انہوں نے نشاندہی کی کہ میں نے یہاں سے پانی پیا تھا....

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اپنے مبارک لب اسی جگہ پر لگا کر پانی نوش فرمایا.... خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت دے گا تو وہ کیوں کر گھر آباد نہیں کرے گی....

اب سوچئے کہ رحمۃ للعالمین تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے.... آپ سید الاولین والآخرین ہیں.... اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اہلیہ کا بچا ہوا پانی پیا.... ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچا ہوا پانی وہ پیتیں.... مگر یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے تھا....

یتیم پر شفقت کا یادگار واقعہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عید کے دن گھر سے مسجد کی طرف تشریف لانے لگے.... راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بچوں کو کھیلتے دیکھا انہوں نے اچھے

Marfat.com

کپڑے پہنے ہوئے تھے.... بچوں نے سلام عرض کیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب ارشاد فرمایا.... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے تو ایک بچے کو خاموشی کے ساتھ اداس بیٹھے دیکھا....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب رک گئے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اداس اور پریشان نظر آ رہے ہو؟ اس نے رو کر کہا.... اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں یتیم مدینہ ہوں.... میرے سر پر باپ کا سایہ نہیں ہے جو میرے لئے کپڑے لا دیتا.... میری امی مجھے نہلا کر کپڑے پہنا دیتی اس لئے میں یہاں اداس بیٹھا ہوں.... نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے ساتھ آؤ....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر واپس اپنے گھر تشریف لائے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا.... حمیرا! انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بچے کو نہلا دو چنانچہ اسے نہلا دیا گیا.... اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے دو ٹکڑے کر دیئے.... کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ دیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا.... پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی .... حتیٰ کہ جب وہ بچہ تیار ہو گیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چلنے لگا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے بیٹھ گئے اور اس بچے کو فرمایا آج تو پیدل چل کر مسجد میں نہیں جائے گا بلکہ میرے نبوت والے کندھوں پر سوار ہو کر جائے گا....

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کو کندھوں پر سوار کر لیا اور اسی حالت میں اسی گلی میں تشریف لائے جس میں بچے کھیل رہے تھے.... جب بچوں نے یہ معاملہ دیکھا تو وہ رو رو کر کہنے لگے کاش ہم بھی یتیم ہوتے اور آج ہمیں بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبوت والے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف حاصل ہوتا....

Marfat.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا.... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم آج زمین پر نہیں بیٹھو گے....

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت وشفقت کی وجہ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی نیکیاں لکھ دے گا....(از خطبات فقیر)

دربارِ رسالت کا یادگار واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا....اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے والد کو بلا کر لاؤ....اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو اس سے پوچھئے کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں....خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا....

جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے....

کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں....والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی....خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِیہ'' (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں)....

Marfat.com

اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا.... اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے)

پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ ہمیں سناؤ....

اس وقت اس نے یہ اشعار سنائے:

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَّمُنْتُکَ یَافِعًا تُعَلُّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَیْکَ وَتُنْهَلُ

ترجمہ:.... ”میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی.... تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا....“

اِذَا لَیْلَةٌ ضَافَتْکَ بِالسَّقْمِ لَمْ اَبِتْ لِسَقْمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

ترجمہ: ”جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری....“

کَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِیْ فَعَیْنِیْ تَهْمَلُ

ترجمہ: ”گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے.... تمہیں نہیں.... جس کی وجہ سے تمام شب روتا رہا....“

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَاَنَّهَا لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُّؤَجَّلُ

ترجمہ:.... ”میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا... حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہوسکتی....“

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَةَ الَّتِیْ اِلَیْهَا مَدٰی مَا کُنْتُ فِیْکَ اُؤَمِّلُ

ترجمہ:.... ”پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا“

جَعَلْتَ جَزَائِیْ غِلْظَةً وَّفِظَاظَةً کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

Marfat.com

ترجمہ:.... ''تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان وانعام کر رہے ہو''

فَلَیتکَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ اُبُوَّتِیْ فَعَلْتَ کَمَا الْجَارُ الْمُصَاقِبُ یَفْعَلُ

ترجمہ:.... ''کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا کہ ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے....''

فَاَوْلَیْتَنِیْ حَقَّ الْجِوَارِ وَلَمْ تَکُنْ عَلَیَّ بِمَالٍ دُوْنَ مَالِکَ تَبْخَلُ

ترجمہ:.... ''تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا....''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا: اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب تیرے باپ کا ہے (قرطبی)

درگزر اور شفقت کا حکم

غزوہ حنین کے موقع پر ایک عجیب افراتفری کا عالم تھا.... لوگوں کا اژدھام اور بھیڑ بہت زیادہ تھی.... ایک صحابی پیر میں موٹا جوتا پہنے ہوئے تھے.... اتفاق ایسا ہوا کہ ان کا پیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر پڑا اور اس سے آپ کا پیر مبارک روندا گیا.... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایک کوڑا تھا.... آپ نے اس کوڑے کے کنارے سے ان کو مارا اور فرمایا ''اوجعتنی'' تم نے مجھے تکلیف دی ہے....

وہ صحابی فرماتے ہیں میں نے رات کس طرح گزاری ''فبت بلیلة کما یعلم اللہ'' صبح ہوئی دیکھا ایک شخص میرا نام لے کر آواز لگا رہا ہے کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ شخص ہی ہوں.... انہوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلاتے ہیں.... میں چل دیا اور دل میں گھبراہٹ تھی کہ دیکھئے کیا

Marfat.com

انجام ہوتا ہے.... "فانطلقت و انا متخوف" چنانچہ میں پہنچا....آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے جوتے سے میرے پیر کو روند دیا تھا اور میں نے تم کو کوڑا مارا تھا....یہ اسی (۸۰) اونٹنیاں ہیں تم اس کے عوض ان کو لے لو اور جو تکلیف تم کو پہنچی ہے اس کو در گزر کر دو....

مذکورہ واقعہ پر غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے صحابہ پر کس قدر شفقت تھی کہ محض اس معمولی کوڑے کے مار دینے سے اس قدر آپ کو احساس ہوا اور اس کے عوض اسی اونٹنیاں آپ نے ان کو دیں....اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کس قدر دلجوئی فرمایا کرتے تھے اور ان کو خوش کرنے کی کس قدر کوشش کرتے تھے....ہمیں بھی یہ معاملہ اپنے اہل تعلق کے ساتھ کرنا چاہئے کہ کسی کو اگر کوئی ناگواری اور تکلیف ہم سے پہنچ جائے تو پھر اس کا دل خوش کرنے کی کوشش کی جائے....(ماہنامہ المحمود)

بادشاہت والی نبوت سے انکار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرائیل علیہ السلام صفا پہاڑی پر تھے آپ نے فرمایا اے جبرائیل! اس ذات کی قسم جس نے تمہیں حق دے کر بھیجا ہے! شام کو محمد کے اہل وعیال کے پاس نہ ایک پھنکی آٹا تھا اور نہ ایک مٹھی ستو...آپ کی بات ابھی پوری ہوئی نہیں تھی کہ آپ نے آسمان سے دھماکہ کی ایسی زوردار آواز سنی جس سے آپ گھبرا گئے...آپ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کیا اللہ نے قیامت قائم ہونے کا حکم دے دیا ہے؟

حضرت جبرائیل نے عرض کیا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سنتے ہی اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا اور وہ اُتر کر آپ کے پاس آئے ہیں چنانچہ حضرت اسرافیل نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ نے جو بات حضرت جبرائیل سے کہی وہ اللہ تعالیٰ نے سنی اور اللہ نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر آپ

Marfat.com

کے پاس بھیجا ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آپکی خدمت میں یہ پیش کروں کہ اگر آپ کہیں تو میں تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت، سونے اور چاندی کا بنادوں اور یہ پہاڑ آپ کے ساتھ چلا کریں... اب آپ فرمائیں آپ بادشاہت والی نبوت چاہتے ہیں یا بندگی والی... حضرت جبرائیل نے آپ کو تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا نہیں میں بندگی والی نبوت چاہتا ہوں... (عند الطبرانی باسناد حسن)

تمام خزانے اللہ کے پاس ہیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی... پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تاکہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں... تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور بے پرواکردوں... پس تم مجھ سے سوال کرو میں تم کو رزق عطا کروں گا...

تم سب کے سب گنہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچالیا پس جو تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کو معاف کردیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا...

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات متقی اور پرہیز گار بن جائیں تو یہ متقی میری سلطنت اور حکومت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی زیادتی نہیں کرسکتے...

یعنی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے... اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان ور جنات گنہگار اور فاسق ہو جائیں تو میری حکومت اور سلطنت میں سے یہ اجتماع ایک مچھر کے پر کی برابر بھی کمی نہیں کرسکتا یعنی یہ سب فاسق اور گنہگار خدا کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے...

Marfat.com

اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے' تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات ایک مقام پر جمع ہو کر ہر ایک اپنی اپنی آرزوئیں اور امیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کر دوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہوگی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھا لے اور اس پر کچھ نمی یاتری آجائے...

یہ اس لئے کہ میں جود وسخا کا مالک ہوں... سخاوت کرنے والا ہوں... اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں... میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے...

جب میں کسی شئی کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف اسی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ شے موجود ہو جاتی ہے... (احمد ترمذی ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے...

قول کی پاسداری کا عجیب واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے مسلمان اپنی زبان کے کس قدر پابند تھے.... وعدہ توڑنے اور مکرنے کے لئے نہیں کرتے تھے بلکہ زبان سے جو لفظ نکالتے تھے اس کو پتھر کی لکیر سمجھتے تھے.... ہرمزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا.... ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کر لیا تھا.... مگر پھر باغی ہو کر مقابلے پر آیا.... آخر شکست ہوئی.... اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر تھا، کی قبا زیب تن، کمر سے مرصع تلوار آویزاں بیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچا آپ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے فرمایا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی

Marfat.com

کی.... اب اگر اس کا بدلہ تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟ ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا ایسا ہر گز نہ ہوگا تم کوئی خوف نہ کرو.... ہرمزان نے کہا مجھ کو پہلے پانی پلا دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی لانے کا حکم دیا.... ہرمزان نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر کہا مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے کی حالت میں قتل نہ کر دیا جاؤں....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنا عذر بیان نہ کر لو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو.... ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پینا چاہتا.... آپ نے مجھ کو امان بخشی ہے اس لیے آپ مجھ کو قتل نہیں کر سکتے....

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہرمزان کی اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ درمیان میں بول اُٹھے اور کہا، امیر المؤمنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ دو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کلام کی اور لوگوں نے بھی تائید کی.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرمزان تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تمہیں دھوکہ نہ دونگا.... اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی.... ایفائے عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا.... امیر المؤمنین نے دو ہزار سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کر دی....

روم کے گورنر سے بدلہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے، خلافت کا دور ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رعب اور دبدبہ وہ ہے کہ اُن کا نام سن کے دُنیا کے بادشاہوں کے پتے پانی ہوتے تھے... ان کے زمانے میں جبلہ ابن ایہم جو روم کا بادشاہ یا گورنر تھا... وہ دائرۂ

Marfat.com

اسلام میں داخل ہوا... اسلام قبول کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور حج کے لیے مکہ معظمہ گیا تو طواف کر رہا تھا کہ قبیلہ فزار کا ایک بدوی دیہاتی، وہ بھی طواف میں مشغول تھا، جو لوگ حج کرنے گئے ہیں... وہ جانتے ہیں کہ مطاف کے اندر ہجوم ہوتا تھا، لاکھوں آدمی ایک وقت کے اندر طواف کرتے ہیں، تو دھکے مکے بھی لگتے ہیں، ٹکراؤ بھی ہو جاتا ہے لیکن کسی کو یہ خیال نہیں آتا، سب جانتے ہیں کہ سب اللہ کی یاد میں مشغول ہیں تو کوئی کسی سے ٹکرا جائے یا گر جائے تو نہ برا مانتے ہیں نہ مقابلہ کرتے ہیں...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، وہ فرازی طواف کر رہا تھا، اس وقت جبلہ ابن ایہم بھی طواف میں مشغول تھا تو جبلہ ابن ایہم کی لنگی پر اس دیہاتی کا پیر پڑ گیا اور لنگی کھلی... وہ اپنے ہاں کا بادشاہ تھا... یہاں وہ مسلمان ہو کر غریب الوطن تھا، جذبات اس کے وہی شاہانہ تھے، اس نے دیکھا کہ میری لنگی پر ایک دیہاتی کا پیر پڑ گیا، وہ کھل گئی تو اس نے زور سے ایک طمانچہ مارا، وہ دیہاتی بے چارہ چوٹ کھا کے گرا، اس کے بعد اس نے لُنگی درست کی اور پھر طواف میں مشغول ہو گیا...

دیہاتی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جا کر دعویٰ کیا کہ اس نے ناحق میرے طمانچہ مارا ہے... اس کی لُنگی پر میں نے جان بوجھ کر پیر نہیں ڈالا تھا اور کوئی وجہ بھی نہیں ہو سکتی کہ لُنگی پر آدمی جان بوجھ کر پیر ڈالے... مجمع کے اندر کوئی کسی کی لنگی کھول کے تھوڑا ہی لے جاتا ہے تو اس نے کہا کہ عقل کے بھی خلاف ہے کہ میں اس کے اوپر پیر ڈالتا... بدنیتی سے بھی نہیں ڈال سکتا تھا، ہزاروں آدمی وہاں موجود تھے، دھکے مکے میں میرا پیر لگ گیا تو میرے سے یہ غلطی ہوئی مگر ارادی غلطی نہیں ہوئی... یہ مجھے تنبیہ کر دیتا، دھول مارنے کا کون سا موقع تھا، اس کا حق کیا تھا؟ یہ دعویٰ دائر کیا...

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت سے جبلہ ابن ایہم کے نام سمن جاری ہوا کہ عدالت میں حاضر ہو... وہ حاضر ہوا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو نے کیوں چپت مارا؟ اس نے کہا کہ اس نے میری لُنگی پر پیر ڈالا، فرمایا لُنگی پر پیر ضرور پڑا لیکن وہ موقع

Marfat.com

ایسا ہے کہ وہاں ارادے سے پاؤں کوئی نہیں ڈال سکتا، ایسا ہو جاتا ہے... اس واسطے تمہارے سے قصاص لیا جائے گا یا تو یہ دیہاتی تمہارے بھی اتنی زور سے دھول مارے گا یا پھر تم مالی طور پر فدیہ ادا کرو... اس نے جو چوٹ کھائی ہے اس کے بدلے میں کچھ مال دے دو... جبلہ نے کہا کہ ایک بادشاہ اور دیہاتی برابر ہو گیا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسلام میں برابر ہیں، یہاں کوئی اونچ نیچ نہیں ہے اور خدا کے گھر میں ایک دیہاتی اور ایک امیر برابر ہیں... ایک صف میں بادشاہ اور اس کے برابر میں غلام بھی کھڑا ہوگا، وہاں کوئی فرق روا نہیں رکھا جا سکتا ہے...

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

یہاں سب بندے ہیں، بندہ نواز کوئی نہیں... بندہ نواز تو اللہ ہیں جو اپنے بندوں کو نوازتے ہیں... اس عدالت میں آکر بھی امیر المؤمنین اور دیہاتی سب برابر ہیں... بادشاہ اور فقیر ایک جیسے ہیں، اسے سخت ناگوار گزرا کہ اس دین کے اندر ایک لاٹھی سے سب کو ہانکا جاتا ہے، وہ راتوں رات بھاگ گیا اور اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور بدستور پھر عیسائی بن گیا... عیسائیوں میں بڑی خوشیاں منائی گئیں جو اس کی سلطنت چھن گئی تھی وہ جا کے پھر تخت سلطنت پر بیٹھ گیا...

رعایا میں بھی خوشیاں ہوئیں کہ بادشاہ بھی ہمارا آگیا اور اس کا قدیم دین بھی واپس آگیا... بہر حال اسلام نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی...

عجیب لڑائی اور اس کا فیصلہ

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے زمین خریدی، قیمت ادا کر دی، زمین قبضے میں آگئی، عمارت بنانے کے لیے جو بنیاد کھودی تو ایک بہت بڑا دیگچہ نکلا جس میں سونا اور چاندی بھرا ہوا تھا، گویا لاکھوں روپے کا مال نکلا، اُسے لے کر

Marfat.com

ان کے ہاں پہنچے جن سے زمین خریدی تھی اور فرمایا: ''یہ آپ کا دیگچہ ہے...'' انہوں نے کہا: ''کیسا دیگچہ؟'' فرمایا: ''وہ جو زمین میں نے خریدی تھی اس میں سے نکلا ہے اور میں نے زمین خریدی تھی، دیگچہ تھوڑا ہی خریدا تھا، یہ آپ کا حق ہے...''

انہوں نے کہا: ''جب میں نے زمین بیچی تھی، زمین میں تحت الثریٰ تک جو کچھ تھا وہ سب بیچنے میں آ گیا...لہٰذا یہ آپ کا حق ہے میرا حق نہیں ہے...''

اب لڑائی اس پر ہو رہی ہے...وہ کہتے ہیں کہ آپ کا حق ہے، انہوں نے کہا نہیں میرا حق نہیں، یہ آپ کا حق ہے...آخر کو وہ مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا...چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم دونوں کے کوئی اولاد ہے؟'' تو ایک کے ہاں بیٹا اور ایک کے ہاں بیٹی تھی... فرمایا: ''دونوں کی شادی کر دو اور اس میں اس دولت کو خرچ کر دو...'' بس سکون ہو گیا...

ہمارے ہاں تو اس پر لڑائی ہوتی ہے کہ میرا حق ہے تمہارا نہیں ہے...دوسرا کہتا ہے میرا حق ہے وہاں لڑائی اس پر تھی کہ آپ کا حق ہے میرا نہیں...دوسرے کہہ رہے ہیں آپ کا حق ہے میرا نہیں، ان میں اور ہم میں یہ فرق ہے...دولت مند وہ بھی تھے ہم بھی ہیں، فرق اتنا ہے کہ ان کے دل دولت کے ساتھ اللہ رب العزت میں اور محبت دین میں فانی تھے...ہمارے قلوب میں وہ بات نہیں ہے لیکن اس حد تک کہ اگر تھوڑی بہت محبت ہو اور دین کی محبت زائل نہ ہو...شریعت نے اجازت دی ہے کہ جمع بھی کر لو اور خرچ کر لو، کچھ اچھا کھا پہن لو، کوئی مضائقہ نہیں ہے...(وعظ دنیا میں آخرت کا تصور جلد ۸)

امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا تجارت میں تقویٰ

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کپڑا بنوا کر سپلائی کیا، کئی لاکھ روپے کا کپڑا اور ایک تاجر کو فروخت کرنے کے لیے بھیجا...

انہوں نے دیکھا کہ اس وقت کپڑے کے دام ذرا سستے ہیں اور دو مہینے کے بعد

Marfat.com

دام چڑھ جائیں گے، کپڑا روک لیا تا کہ ایک لاکھ کے دو لاکھ وصول ہوں...

چنانچہ یہی ہوا، جب یہ میعاد گزر گئی، اب لوگوں کی ضرورت بڑھی تو انہوں نے دام بڑھا دیئے تو ایک لاکھ کے دو لاکھ وصول کیے اور جا کر بڑی خوشی سے امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس رکھے...امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حساب سے تو ایک لاکھ ہونا چاہیے، یہ دو لاکھ کیسے ہو گئے؟

اس نے کہا کہ میں نے دو مہینے کے لیے کپڑا روک لیا تھا کہ جب ضرورت بڑھ جائے گی، تب فروخت کروں گا...فرمایا، معاذ اللہ...اسی کا نام احتکار ہے کہ لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھایا جائے...یہ کہہ کر خفا ہوئے اور فرمایا یہ دو لاکھ غریبوں کے اوپر صدقہ کرو، یہ مال میرے کام کا نہیں ہے، اس میں تم نے غریبوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھایا، جب ضرورت کا وقت تھا، تمہیں مقررہ قیمت پر بیچنا چاہیے تھا تو کمانے میں یہ تقویٰ تھا اور خرچ کرنے میں یہ سخاوت تھی...

تو ایسے سخی کے سامنے غرباء کا دل کیسے ٹوٹ سکتا تھا...غریب کہتا تھا کہ ابی حنیفہ رحمہ اللہ سلامت چاہیے...میں غریب نہیں ہوں، نہ میری بیوی، بچے اور گھر غریب ہے، کھانے پینے کو آ رہا ہے تو امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ یوں شکر گزار کہ اللہ نے مجھے توفیق دی، میں نے غریبوں کی خدمت کی، مجھے اجر ملا، آخرت بنی اور غریب یوں خوش کہ ہماری سرپرستی ہوئی...اس لیے وہ غریب اتنے عاشق تھے کہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پسینے پر خون بہانے کے لیے تیار تھے...(وعظ حقوق مالیہ جلد سوم)

قاضی شریح رحمہ اللہ کا اپنے بیٹے سے معاملہ

ایک دن قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے کہا ابا جان میرا ایک قوم کے ساتھ قدیم جھگڑا ہے وہ اپنے حقوق کا دعویٰ کرتے ہیں اور میں اپنے حقوق کا مدعی ہوں فیصلہ ہو نہیں پاتا....آپ سے خانگی مشورہ کرنا چاہتا ہوں...

Marfat.com

پہلے آپ اس کی تفصیل سن لیں اگر میرا مطالبہ سچا ہے تو میں اس جھگڑے کو آپ کی عدالت میں پیش کر دوں تا کہ سرکاری فیصلہ ہو جائے اور اگر ان لوگوں کا مطالبہ سچا ہو تو میں ان سے ''کچھ دو کچھ لو'' کے تحت مصالحت کر لوں....

صاحبزادے نے جھگڑے کی تفصیل سنائی .... قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تحمل سے پورا واقعہ سنا اور بیٹے کو مشورہ دیا کہ عدالت میں مقدمہ پیش کر دو....

صاحبزادہ خوشی خوشی اپنے فریق کے پاس گئے اور اپنا حق طلب کیا لیکن ان لوگوں نے پہلے کی طرح انکار کیا.... اس پر صاحبزادے نے عدالت میں رجوع ہونے کی دھمکی دی فریق مخالف نے اتفاق کر لیا....

دوسرے دن قاضی شریح کی عدالت میں دونوں کا مقدمہ پیش ہوا.... قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کی تفصیل سن کر بیٹے کے خلاف فیصلہ دیا.... صاحبزادے عدالت کے کمرے ہی میں رو پڑے.... گھر آ کر کہا ابا جان! آپ نے آج مجھ کو بری طرح رسوا کر دیا قوم میں سر اٹھانے کے قابل نہ رہا آپ سے مشورہ تو اس لئے کیا تھا کہ عدالت سے رجوع ہوں یا ویسے ہی مصالحت کر لوں؟ آپ نے خود عدالت میں رجوع ہونے کا مشورہ دیا اور پھر میرے خلاف فیصلہ دیا.... اچھا ہوتا آپ مجھے مشورہ ہی نہ دیتے؟

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بیٹا! یہ تو حقیقت ہے کہ تم میرے ہاں ان جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ عزیز ہو لیکن اللہ عزوجل تم سے بھی زیادہ عزیز تر ہیں.... سنو جب تم نے اپنے گھر میں جھگڑے کی تفصیل سنائی اسی وقت مجھ کو احساس ہو گیا تھا کہ تمہارا فریق حق پر ہے اور تم ان سے ناجائز حق طلب کر رہے ہو جو تمہارے لئے حلال نہیں اس لئے میں نے عدالت سے رجوع ہونے کا مشورہ دیا تا کہ اہل حق کو ان کا پورا حق مل جائے اور تم مال حرام سے محفوظ ہو جاؤ.... ان سے مصالحت میں جو بھی مال تم کو ملتا وہ بہر حال ناجائز ہی ہوتا.... اب بتاؤ کیا میں نے تم پر ظلم کیا یا رحم کیا ہے؟

صاحبزادہ شرمندہ ہو گئے اور باپ کا ایک اور احسان تسلیم کیا.... (تذکرۃ التابعین)

Marfat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کی دیانت داری

صبح صبح کشتی میں شور اٹھا کہ میں لٹ گیا...... میں تباہ ہو گیا......

لوگوں نے کہا...... خیر تو ہے؟...... کیا بات ہوئی کچھ بتاؤ تو سہی؟......

مگر وہ آدمی بس چلائے جا رہا تھا...... ایک ہی رٹ لگی تھی کہ میں لٹ گیا......

کشتی کے سبھی مسافر ایک جگہ جمع ہو گئے...... ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟...... کسی کو کچھ معلوم ہوتا تو بتا تا کہ کیا بات ہے؟......

کشتی بہت بڑی تھی...... اتنے مرد عورتوں میں ایک طرف بڑے عالم فاضل اللہ کے بندے بھی بیٹھے تھے...... شور کی آوازیں انہوں نے بھی سنیں... رونے پیٹنے والے کو سمجھا بجھا کر جب بات پوچھی گئی تو اس نے کہا.. غریب مسافر ہوں... ایک تھیلی میں زندگی بھر کا سرمایہ میں نے چھپا رکھا تھا کسی ظالم نے وہ تھیلی چرا لی.... سب کو یہ سن کر بہت افسوس ہوا......

پوچھنے والوں نے یہ پوچھا کہ کتنا مال تھا تھیلی میں؟

اس نے بتایا... ہزار اشرفیاں تھیں... ایک ہزار اشرفیاں بہت بڑی رقم ہوتی ہے... جس نے سنا اسے افسوس ہوا... کچھ لوگ مل کر مشورہ کرنے لگے... کشتی کے مالک کو بلایا... سارا ماجرا اسے کہہ سنایا... اس نے کہا کہ اگر تھیلی کشتی میں ہے تو پتا چل جائے گا... میں سب مسافروں کی تلاشی لیتا ہوں...

آناً فاناً یہ خبر سارے کشتی میں پھیل گئی... جہاز میں مرد... بوڑھے... عورتیں اور بچے بھی تھے... کڑی نگرانی میں تمام مسافروں کی تلاش ہوئی.... مگر کسی کے پاس سے گم شدہ تھیلی نہ نکلی...

اب لوگ اس شخص پر الٹ پڑے... طرح طرح کی باتیں ہوئیں اور ہوتے ہوتے سب کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹا تھا...

Marfat.com

جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے... سب اسے برا بھلا کہہ کر اپنی جگہ جا بیٹھے جھوٹا سٹپٹا کر اپنی جگہ آبیٹھا... جب تک سفر جاری رہا... مسافر اسے پھٹکارتے رہے اصل میں ہوا یہ تھا کہ جب سفر شروع ہوا تو یہ جھوٹا پھرتا پھراتا کشتی میں گشت کرتا اس عالم فاضل اللہ کے بندے کے پاس بھی پہنچا تھا اور ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے اسے معلوم ہوگیا کہ ان اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کے پاس ایک تھیلی میں ہزار اشرفیاں ہیں...

اب اس فریبی کا ہر لمحہ یہ فکر کھانے لگی کہ کسی طرح ہزار اشرفیوں کی تھیلی اڑا لے... جب کوئی اور تدبیر نہ بن پائی تو اس نے یہ کھیل کھیلا کہ سب شریف لوگ پریشان ہو گئے... تمام مسافروں کو تلاشی دینا پڑی... تلاشی ان عالم کی بھی ہوئی... لیکن کسی کے پاس سے وہ تھیلی نہ نکلی......

جب دریا کا سفر ختم ہوا اور کشتی کنارے لگی... تمام مسافر اتر گئے تو اس جھوٹے نے علیحدگی میں اللہ کے نیک بندے سے پوچھا...

کیا آپ نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں؟

انہوں نے کہا... نہیں میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا... میرے پاس واقعی ایک ہزار اشرفیاں تھیں... اس نے پوچھا...... پھر وہ تھیلی کہاں گئی؟

انہوں نے جواب دیا...... جب تو نے اپنی تھیلی گم ہو جانے کا ڈھونگ رچایا تو میں سمجھ گیا کہ تو نے میری تھیلی ہتھیانے کے لئے یہ سب کھیل کھیلا ہے...... تھیلی میرے پاس سے نکلتی تو سب کو یقین ہو جاتا کہ میں چور ہوں...... اس لئے میں نے چپکے سے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی......

جھوٹے نے کہا...... ہزار اشرفیاں آپ نے دریا میں ڈال دیں؟

جواب ملا...... ہاں...... اس نے کہا...... تب تو آپ کا بڑا نقصان ہوا......

جواب ملا...... نیکی کا بدلہ برائی سے دینے والے ظالم دوست! میرے نزدیک

Marfat.com

اہمیت دولت کی نہیں لوگوں کے اس اعتماد کی ہے...... جو حدیث نبوی کی خدمت کے لئے مجھے برقرار رکھنا ضروری ہے...... اگر میں خائن مشہور ہو جاؤں تو میری بیان کردہ حدیثوں پر کون اعتماد کرے گا......

اب آپ یہ بھی سن لیں...... یہ بزرگ کون تھے...... یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھے...... جن کی بخاری شریف دنیا بھر میں مستند مانی جاتی ہے......

خلیفہ وقت کا اپنی اہلیہ سے معاملہ

خلیفہ راشد عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ: ''رمضان کا زمانہ تھا.... گرمی اپنے شباب پر تھی اور اگلے ہفتے عید آ رہی تھی جو مسرتوں کی نوید ہوا کرتی ہے.... دمشق کے بازاروں میں ہر طرف سجاوٹ اور رونق ہی رونق تھی.... عید کی تیاریاں بڑے زور و شور سے جاری تھیں وزراء و امراء کی بیگمات .... بچے.... عزیز و اقارب.... شہر کے چھوٹے بڑے سب خریداری میں مصروف تھے....

ہر چھوٹا بڑا نئی نئی پوشاکیں خرید رہا تھا کہ خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بچہ محل سرا میں روتا ہوا داخل ہوا.... ماں اپنے لعل کو روتا ہوا دیکھ کر بے قرار ہو گئی.... اٹھایا پیار کیا آنسو پونچھے سینے سے لگایا پھر پوچھا بیٹا کیا بات ہے تمہیں کس نے رلایا ہے کیا کسی دوست نے کچھ کہہ دیا؟ بچہ زور زور سے رونے لگا.... ماں نے بے چین ہو کر بچے کو سینے سے لگا لیا.... میرے لعل میں نہ کہتی تھی کہ گرمی اپنے زوروں پر ہے بڑے بڑے بچے بھی روزہ نہیں رکھ رہے ہیں....

تم نے اپنی کم عمری میں روزہ رکھنا شروع کر دیا.... شاید تمہیں پیاس لگی ہے بچے نے آنسو پونچھے اور کہا خدا کی قسم امی جان مجھے پیاس نہیں لگ رہی ہے نہ روزہ لگ رہا ہے ماں نے محبت سے پیار کرتے ہوئے کہا کہ پھر رونے کا کیا سبب ہے؟ دیکھو اگلے ہفتے عید آ رہی ہے اپنے بابا کے ساتھ عید گاہ جانا وہاں بڑی رونق ہو گی.... بچہ بولا امی

Marfat.com

وجہ سے تو میں رو رہا ہوں کہ اگلے ہفتہ عید ہے.... میرے سارے دوست جو میرے بابا کے وزیروں اور ملازموں کے بچے ہیں نئی نئی زرق برق پوشاکیں پہن کر عید گاہ جائیں گے.... آپ کہتی ہیں تمہارے کپڑے میں ہاتھ سے دھودوں گی....

وہی ہاتھ سے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر عید گاہ جانا.... دیکھئے دوسرے بچے کتنے اچھے عمدہ کپڑے خرید کر لائے ہیں مجھے تو ابھی سے شرم آرہی ہے.... میں عید گاہ نہیں جاؤں گا.... بچہ پھر زور زور سے رونے لگا ماں سمجھ گئی اور خود بھی اشک بار ہوگئی.... ہاں بیٹا میں سب کچھ منگوادوں گی.... اب تم سوجاؤ....

تھوڑی دیر گزر گئی تھی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلافت کا کام کر کے محل سرا میں داخل ہوئے کھانا کھانے کے بعد آرام کرنا ہی چاہتے تھے کہ بیوی نے غمگین لہجے میں کہا: امیر المومنین میری جان آپ پر فدا.... اگلے ہفتہ عید آرہی ہے.... بچہ نئی پوشاک کے لئے بہت بے چین ہے.... ابھی روتے روتے سویا ہے....

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سر جھکا کر فرمایا تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے تو صرف سو درہم ماہوار ملتے ہیں جس میں کھانے پینے کا گزارا اور ایک ملازم کی تنخواہ بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہے.... کچھ بچے تو کپڑوں کی باری آئے.... رہا بیت المال تو وہ صرف غریبوں.... فقیروں.... یتیموں اور بیواؤں کا حق ہے میں تو صرف اس کا امین ہوں.... اس کا تو خیال کرنا بھی گناہ ہے....

بے شک میرے سرتاج! لیکن بچہ تو ناسمجھ ہے.... ضد کر رہا ہے.... دیکھئے نا.... بچے کے موٹے موٹے آنسوؤں کے نشان اب تک رخساروں پر موجود ہیں....

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی بیوی فاطمہ سے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی چیز ہو تو اس کو فروخت کردو بچوں کی خوشی پوری ہوجائے گی....

فاطمہ نے کہا اے امیر المومنین میرے تمام زیورات تو آپ نے بیت المال میں جمع کرادیئے ہیں بلکہ وہ قیمتی ہار جو میرے والد نے یادگار کے طور پر مجھے دیا تھا

Marfat.com

آپ نے وہ بھی جمع کروا دیا ہے .... اب تو میرے پاس آپ کی محبت اور فرمانبرداری کے سوا کچھ نہیں ہے .... امیر المومنین نے سر جھکا لیا .... بڑی دیر تک سوچتے رہے .... سوچتے سوچتے آنکھوں میں آنسو آ گئے .... فاطمہ اپنے ہر دلعزیز شوہر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے قرار ہو گئیں ....

کہا امیر المؤمنین مجھے معاف کر دیجئے گا .... وہ بولے نہیں فاطمہ مجھے اپنا بچپن یاد آ گیا تھا پھر بیت المال کے داروغہ کے پاس ایک خط لکھا .... ملازم کو خط دیا اور کہا کہ ابھی یہ خط داروغہ کے پاس لے جاؤ جو وہ تمہیں دیں احتیاط سے لانا .... خط میں لکھا کہ مجھے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھیج دیں .... تھوڑی دیر بعد ملازم خالی ہاتھ آ گیا ....

ملازم خط کے جواب میں ایک خط لایا جس میں لکھا تھا اے خلیفۃ المسلمین آپ کے حکم کی تعمیل سر آنکھوں پر لیکن کیا آپ کو معلوم ہے ..... اور یہ آپ کو یقین ہے کہ آپ اگلے ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں اور جب یہ یقین نہیں تو پھر غریبوں .... یتیموں اور بیواؤں کے مال کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر رکھتے ہیں .... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جواب پڑھ کر بے چین ہو گئے .... آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بے ساختہ فرمایا .... اے داروغہ تم نے مجھے ہلاکت سے بچا لیا ....

اگلے ہفتہ عید اپنی پوری رعنائی کے ساتھ آئی .... دمشق کے بازاروں اور امراء کے محلات کی رنگینیاں عروج پر تھیں .... ہر طرف رونق .... ہر طرف رنگینی ہر شخص زرق برق اور قیمتی لباس میں عید گاہ جا رہا ہے ....

لیکن فلک نے دیکھا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ کے دھلے ہوئے پرانے کپڑے زیب تن کئے عید گاہ کی طرف جا رہے تھے .... بچوں کے چہرے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک رہے تھے کیونکہ آج ان کی نظر فانی دنیا کی وقتی خوشی پر نہیں تھی بلکہ جنت کی ابدی حسرت و تمنا کے احساس نے انہیں سرشار کر دیا تھا ....'' (تعمیر حیات)

Marfat.com

امام مالک کا امام شافعی سے حسن معاملہ

اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ اپنے حالات میں بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو مسجد نبوی میں امام مالک رحمہ اللہ دکھائی دیئے ایک چادر کا تہہ بند باندھے ہوئے تھے دوسری چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بلند آواز میں حدیث روایت کررہے تھے....

میں نے جلدی سے ایک تنکا اٹھالیا.... وہ جب کوئی حدیث سناتے تو میں اسی تنکے کو اپنے لعاب دہن میں تر کرکے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا امام مالک رحمہ اللہ میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے مگر مجھے خبر نہ تھی آخر مجلس ختم ہوگئی اور امام مالک رحمہ اللہ دیکھنے لگے کہ سب کی طرح میں بھی اٹھ کر جاتا ہوں یا نہیں؟ میں بیٹھا ہی رہا تو انہوں نے مجھے اشارے سے بلایا.... میں قریب پہنچا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے پھر فرمایا: ''تم حرم کے رہنے والے ہو؟ مکی ''قریشی ہو؟''

میں نے کہا ''جی ہاں'' فرمایا: ''سب اوصاف پورے ہیں مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سنا رہا تھا اور تم تنکا لئے اپنے ہاتھ سے کھیل رہے تھے....'' میں نے جواب دیا: ''کاغذ پاس نہیں تھا اس لئے جو کچھ آپ سے سنتا تھا اسے ہتھیلی پر لکھتا جاتا تھا....

اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا: ''ہاتھ پر تو کچھ بھی نہیں لکھا'' میں نے عرض کیا ''ہاتھ پر لعاب باقی نہیں رہتی لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی ہیں مجھے سب یاد ہو چکی ہیں....'' امام مالک رحمہ اللہ کو تعجب ہوا کہنے لگے سب نہیں ایک ہی حدیث مجھے سنا دو میں نے فوراً کہا ''ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اس قبر کے مکین سے روایت کیا ہے....'' اور امام مالک رحمہ اللہ ہی کی طرح میں نے ہاتھ پھیلا کر قبر شریف کی طرف اشارہ کیا پھر وہ پوری 25

Marfat.com

حدیثیں سنا دیں جو انہوں نے اپنے بیٹھنے کے وقت سے مجلس کے خاتمے تک سنائی تھیں
میں امام مالک رحمہ اللہ کے یہاں آٹھ مہینے رہا پوری مؤطا حفظ ہو گئی.... مجھ میں
اور امام مالک رحمہ اللہ میں اس قدر محبت اور بے تکلفی پیدا ہو گئی تھی کہ انجان دیکھ کر نہیں
کہہ سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون ہے....

حج کے بعد مجھے ایک نوجوان دکھائی دیا صاف ستھرے کپڑے پہنے کھڑا تھا...
اس کی نماز بھی اچھی تھی.... میں نے نام پوچھا اس نے بتا دیا... معلوم ہوا کہ وہ کوفے کا
باشندہ ہے.... میں نے کہا "کوفے میں کتاب وسنت کا عالم و مفتی کون ہے؟"

اس نے جواب دیا "ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہما اللہ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
کے شاگرد ہیں...." یہ سن کر میرے دل میں عراق جانے کا شوق پیدا ہوا....

امام مالک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان کا عندیہ معلوم کیا.... انہوں نے حصول علم
کے لئے میری ہمت افزائی کی اور زادِ سفر کا انتظام کر کے مجھے رخصت کرنے کے لئے
علی الصباح بقیع تک آئے.... چوبیس دن میں ہم کوفہ پہنچے....

وہاں مسجد میں عصر کے وقت محمد بن حسن اور ابو یوسف رحمہما اللہ سے ملاقات ہوئی
.... میری باتوں سے ان کو گمان ہوا.... پوچھنے لگے کہ: "امام مالک رحمہ اللہ کو تم نے
دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں.... امام مالک رحمہ اللہ ہی کے پاس سے آ رہا ہوں...
سوال کیا: "مؤطا دیکھی ہے؟ میں نے کہا: مؤطا حفظ بھی کر چکا ہوں...."

محمد بن حسن رحمہ اللہ اس پر متعجب ہوئے اسی وقت لکھنے کا سامان طلب کیا اور
ابواب فقہ کا ایک ایک مسئلہ لکھا ہر دو مسئلوں کے درمیان خاصی جگہ سادہ چھوڑی اور
کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا ان مسائل کا جواب مؤطا سے لکھ دو میں نے
سب مسئلوں کے جواب لکھے اور کاغذ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیا اس
کے بعد امام محمد بن حسن رحمہ اللہ نے مجھے خادم کے ہمراہ اپنے گھر بھیجا.... کچھ دیر بعد
امام محمد رحمہ اللہ بھی گھر پر آ گئے.... انہوں نے ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور

Marfat.com

اپنے کتب خانہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تالیف ''کتاب الاوسط'' نکال کردی....
اُلٹ پلٹ کر دیکھی اور رات کو اسے حفظ کرنا شروع کر دیا....صبح ہونے سے پہلے پوری کتاب حفظ ہو گئی .... کچھ دنوں بعد میں نے امام محمد رحمہ اللہ سے سفر کی اجازت چاہی انہوں نے فرمایا: میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا....
میرے پاس جو مال و دولت موجود ہے اس میں آدھا تم لے لو' اس کے بعد انہوں نے اپنے صندوق کی ساری نقدی منگوائی .... تین ہزار درہم نکلے وہ میرے حوالے کر دیئے اور بلاد فارس وعراق کی سیاحت کرنے لگا....

اب مجھے تین برس اور ہو چکے تھے اسی اثناء میں حاجی حجاز سے لوٹے مجھے ایک نوجوان ملا.... میں جا کر اس سے امام مالک رحمہ اللہ اور حجاز کے بارے میں پوچھنے لگا ....اس نے کہا: ''امام مالک رحمہ اللہ تندرست ہیں اور بہت دولت مند ہو گئے ہیں'' یہ سن کر شوق ہوا کہ امام صاحب کو غربت میں دیکھ چکا ہوں اور اب دولت مندی میں بھی ان کو دیکھنا چاہیئے میں نے سفر کی تیاری کی....

ستائیسویں (27) دن مدینہ منورہ پہنچا.... مسجد نبوی میں نماز پڑھی اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے....کرسی پر قباطی مصر کا تکیہ جما ہوا ہے اور کرسی پر لکھا ہے.... **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ....**

میں ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ آتے ہوئے دکھائی دیئے .... پوری مسجد عطر سے مہک اٹھی ....ان کے ساتھ چار سو (400) یا اس سے بھی زیادہ مجمع تھا اپنی مجلس میں پہنچے تو بیٹھے ہوئے سب آدمی کھڑے ہو گئے .... امام صاحب کرسی پر بیٹھ گئے ....آپ نے اپنے شاگردوں کے سامنے جراح عمد کا ایک مسئلہ پیش کیا.... میں نے اپنے بغل کے ایک جاہل آدمی کو اس کا جواب سکھا دیا اس نے بلند آواز میں جواب سنا دیا.... دوسرے شاگردوں کے جوابات غلط تھے دو تین بار یہی صورت پیش آئی ....تب امام صاحب اس جاہل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

Marfat.com

''یہاں آؤ'' وہ جگہ تمہاری نہیں ہے....اس شخص نے صاف بتا دیا کہ میری بغل میں ایک نوجوان بیٹھا ہے وہی مجھے یہ جوابات بتا رہا تھا....اب تو امام صاحب نے میری طرف گردن اٹھائی اور قریب بلایا....میں حاضر ہوا تو غور سے دیکھ کر پوچھا....

''شافعی ہو؟'' میں نے کہا ''ہاں'' فرمایا: ''علم کا جو باب ہم شروع کر چکے ہیں اسے تم پورا کرو'' میں نے تعمیل کی جراح عمد کے چار سو مسئلے پیش کئے مگر کوئی شخص جواب نہ دے سکا....امام صاحب نے میری پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے تحسین کی....

صبح نماز فجر ادا کر کے ہم مسجد سے نکلے تو میرا ہاتھ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاتھ میں تھا اور دروازے پر خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے تھے....میرے منہ سے نکل گیا: ''ایسے خوبصورت گھوڑے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے....''

امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ''یہ ساری سواریاں بھی تمہارے لئے ہدیہ ہیں....'' میں نے عرض کیا: ''کم از کم ایک جانور تو اپنے لئے رکھ لیجئے....'' اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا: ''مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندواؤں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں....'' تین دن بعد مکہ کو روانہ ہو گیا....مگر اس حال میں کہ خدا کی بخشی ہوئی خیر و برکت اور مال متاع کے بوجھ آگے آگے جا رہے تھے....

حدود حرم کے قریب والدہ مکرمہ چند عورتوں کے ساتھ ملیں....انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا میں نے آگے بڑھنا چاہا....والدہ کہنے لگیں:

''کہاں؟'' میں نے کہا: ''گھر چلیں....''

بولیں: ''ہائے افسوس! کل تو مکہ مکرمہ سے فقیروں کی صورت میں گیا تھا اور آج امیر بن کے لوٹا ہے تاکہ اپنے چچیرے بھائی بندوں پر گھمنڈ کرے؟'' میں نے کہا: ''پھر کیا کروں؟'' کہنے لگیں: ''منادی کرا دے کہ بھوکے آئیں اور کھائیں....پیدل آئیں اور سواری لے جائیں....ننگے آئیں اور کپڑا لیں....اس طرح دنیا میں بھی تیری آبرو

Marfat.com

بڑھے گی اور آخرت کا اجر بھی محفوظ رہے گا....'' میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی.... یہ خبر امام مالک رحمہ اللہ نے بھی سنی اور کہلا بھیجا جتنا دے چکا ہوں اتنا ہی ہر سال بھیجتا رہوں گا چنانچہ گیارہ سال انہوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا.... رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ....

فقیہ مصر امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ علیہا جب امید سے تھیں تو انہوں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک ستارہ نکلا جو ملک مصر کے اوپر افق پر جا کر چمکنے لگا.... حضرت امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے تعبیر دی کہ جو بچہ پیدا ہونے والا ہے وہ ملک مصر کا امام اور رہنما بنے گا....

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی ذات سے بڑی عقیدت اور محبت تھی اور وہ ان کا ہمیشہ بڑا احترام کرتے تھے.... امام شافعی رحمہ اللہ سوار ہوتے تو یہ ان کے پیچھے پیچھے پیدل ان سے سوالات کرتے جاتے تھے.... ان کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے تیس برس سے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے لئے دعا نہ کی ہو....

حسن معاملہ اور امانت داری کی برکات

محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کا مجاور تھا.... اتفاقاً ایک دن یہ صورت پیش آئی.... کہ کھانے کے لئے میرے پاس چار دن سے کچھ بھی نہ تھا.... چار دن کی بھوک سے حالت بہت کمزور ہوگئی.... بس آب زم زم پر گزارہ کرتا تھا اسی حال میں ایک دن میں جا رہا تھا کہ سامنے ایک بٹوہ جو راستے میں پڑا تھا ملا اس کو اٹھایا یہ ریشم کا بٹوہ تھا اور ریشم کی ڈور سے بندھا ہوا تھا.... گھر لا کر جب میں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ موتیوں کا ایک خوبصورت ہار اس میں پڑا تھا....

ایسے خوبصورت موتی زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے.... مَیں نے ہار کو بٹوہ میں واپس رکھ دیا اور گھر سے باہر نکلا.... سامنے دیکھا کہ ایک شخص پکار رہا تھا.... اس کے

Marfat.com

ہاتھ میں ایک رومال تھا.... جس میں کچھ بندھا ہوا تھا.... وہ کہہ رہا تھا کہ میرا بٹوہ جس میں موتیوں کا ہار تھا گم ہو گیا ہے .... جو صاحب اس کی اطلاع دے گا اسے یہ پانچ اشرفیاں انعام میں دوں گا یہ دیکھ کر میں نے بڑے میاں کو بلایا.... گھر لے گیا.... ان سے نشانات پوچھے بتلانے پر وہ بٹوہ اس کے حوالے کیا.... وہ بڑا ممنون ہوا....

حسب وعدہ پانچ اشرفیاں مجھے دینے لگا.... اس وقت ایمانی غیرت نے لینا گوارہ نہ کیا.... میں نے شکریے کے ساتھ انعام واپس کیا اس نے کافی اصرار کیا مگر میں نے انعام نہ لیا وہ چلا گیا.... حالانکہ مجھے کھانے تک کچھ بھی میسر نہ تھا.... اور مجھے انعام کی ضرورت بھی تھی.... لیکن ڈٹ گیا اور انعام واپس کیا....

شیخ کا بیان ہے.... کچھ عرصہ بعد میں بحری جہاز پر سوار ہو گیا.... کہ اچانک طوفانی ہوا نے جہاز کو اپنی گرفت میں لے لیا اور جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا.... مسافر سب ڈوب مرے.... صرف میں ایک اکیلا ایک تختے پر رہ گیا.... اور یوں وہ تختہ تیرتا ہوا ایک جزیرے کے ساحل تک پہنچ گیا.... اب یہیں سے اصل عبرت انگیز داستان شروع ہوتی ہے.... قدرت کی کارفرمائیوں پر تعجب ہوتا ہے.... شیخ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے دیانت و امانت کے حقوق ادا کر دیئے.... چاہتے تو اس ہار کو فقہی حیلوں سے جائز قرار دے سکتے.... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عمل حق تعالیٰ نے بڑا پسند فرمایا.... اور اس کا معاوضہ دنیا میں بھی دینا چاہا....

کہتے ہیں کہ اس جزیرے میں لوگ آباد تھے .... تختے سے اتر کر ان ہی کے پاس چلے گئے .... معلوم ہوا کہ سب مسلمان ہیں .... ایک مسجد پر نظر پڑی وہیں جا کر ٹھہر گیا.... نمازی نماز کے لئے آئے تو مجھ سے حال دریافت کیا.... میں نے سمندر کے طوفان کا پورا واقعہ سنا دیا لوگ مجھ سے مانوس ہو گئے.... ان پر جب واضح ہوا کہ میں قرآن مجید پڑھا ہوا ہوں اور قرآن مجید پڑھا سکتا ہوں تو لوگ مجھ سے قرآن مجید پڑھنے کے لئے آنے لگے .... پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ پڑھانے کے سوا

Marfat.com

قرآن پاک لکھ بھی سکتا ہوں تب تو وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے .... بچے چھوٹے بڑے میرے پاس آنا شروع ہوگئے کوئی پڑھ رہا ہے کوئی لکھائی سیکھ رہا ہے .... خوب مجمع ہونے لگا .... لوگ مجھے مالی امداد سے بھی نوازتے تھے ان کی دلچسپیاں میرے ساتھ حد سے بڑھنے لگیں .... حتیٰ کہ میری شادی کا بندوبست کرنے لگے ....

وہ سب ایک دن میرے پاس آئے کہ ہمارے ہاں ایک مالدار آدمی کی بچی ہے .... باپ تو فوت ہوچکا ہے .... اس کی شادی کسی اچھے آدمی سے کرنا چاہتے ہیں تم سے بہتر شوہر اس عورت کے لئے کون ہوسکتا ہے؟

اس لئے اس کی شادی آپ کے ساتھ کراتے ہیں .... شیخ نے ان کی درخواست قبول کی اور شادی ہوگئی .... جب شادی کی پہلی رات شیخ اپنی دلہن کے پاس پہنچ گئے تو دلہن کے گلے میں وہ ہار دیکھا جسے شیخ نے مکہ معظمہ میں ایک بوڑھے شیخ کے حوالے کیا تھا .... شیخ نے دلہن سے کہا ....

بڑا پیارا ہار تمہارے گلے میں ہے .... تو وہ لڑکی رو پڑی اور کہا کہ میرا والد ایک ارمان لے کر دنیا سے چلا گیا انہوں نے بتایا تھا کہ یہ ہار مجھ سے گم ہوا تھا .... ایک نوجوان کو ملا اور مجھے واپس کیا اس کو میں نے انعام بھی دیا مگر اس نے وہ انعام مجھے واپس کیا کہ میں نے ایک فرض پورا کیا ہے .... اور آپ کو امانت واپس کی ہے .... میں اس ثواب کو فروخت کرنا نہیں چاہتا ....

اور میرے والد صاحب فرماتے تھے کہ میں اپنی بچی کا رشتہ اس نوجوان کو دوں گا اگر وہ مجھے مل گیا .... جب بچی کو شیخ نے بتلایا کہ الحمدللہ تمہارے والد صاحب کا وہ ارمان پورا ہوگیا ہے وہ نوجوان میں ہی تھا وہ ہار مجھے ملا تھا .... پھر تو بڑی خوش ہوگئی کہ الحمدللہ والد صاحب کا ارمان پورا ہوگیا ہے ....

وہ لڑکی والدین کی اکلوتی بچی تھی .... شیخ سے شادی ہوئی .... چند بچے ان سے میرے پیدا ہوئے پہلے میری بیوی انتقال کر گئی پھر بچے انتقال کر گئے .... اب اس ہار

Marfat.com

کا میں اکیلا وارث بنا اور میرے قبضے میں آیا.... پھر میں اس جگہ سے اپنے علاقے میں واپس آیا.... اس ہار کو ایک لاکھ اشرفیوں کے عوض میں نے فروخت کیا....

شیخ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس جو عظیم دولت تم دیکھتے ہو یہ اسی ایک لاکھ اشرفیوں سے حاصل ہوئی جو ہار کو بیچ کر مجھے رقم ملی تھی سچ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امانت و دیانت میں برکت ہی برکت ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی اس میں ملتی ہے.... (شذور جلد ۴)

حکمران بیت المال کا محافظ ہے

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے کے ہاتھ میں کانسی (BRONZE) کا ایک ٹکڑا دیکھا جس کی کوئی قیمت نہیں تھی (انتہائی معمولی تھا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بچے! کانسی کا یہ ٹکڑا تجھے کس نے دیا ہے؟

صاحبزادے نے جواب دیا: ابو جان! مجھے یہ ٹکڑا بیت المال کے خازن نے دیا ہے

امیر المومنین اپنے صاحبزادے کو لے کر بیت المال کے خازن کے پاس گئے اور اس سے فرمایا: تجھے یہ ٹکڑا عمر کے بچے کو دینے کیلئے کس نے کہا ہے؟

خازن نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میں نے خزانے کا حساب لگایا تو خزانے میں سونا اور چاندی ہی پایا... اس پورے خزانے میں کانسی کا ایک ٹکڑا ملا' چنانچہ میں نے اسے آپ کے صاحبزادے کے حوالے کر دیا...

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا:

تیری ماں تجھے گم کر دے' کیا تو نے تمام مسلمانوں کے گھروں کا جائزہ لینے کے بعد کوئی ایسا گھر نہیں پایا جو حرام مال کھائے' اس کیلئے تجھے عمر ہی کا گھر نظر آیا؟

یہ ٹکڑا لو اور اسے اس کی جگہ رکھ دو...

Marfat.com

عہد فاروقی کا یادگار واقعہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے رات کے وقت گشت کیا کرتے تھے .... اگر کسی کے بارے میں پتہ چلتا کہ فلاں شخص فقر و فاقہ کی حالت میں ہے تو اس کی مدد فرماتے .... اگر یہ پتہ چلتا کہ فلاں شخص کسی مصیبت کا شکار ہے تو اس سے اس کی مصیبت دور فرماتے .... اور اگر کوئی غلط کام کرتا ہوا نظر آتا تو اس کی اصلاح فرماتے ....

ایک دن اسی طرح آپ تہجد کے وقت مدینہ کی گلیوں میں گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے دو عورتوں کی باتیں کرنے کی آواز آئی .... آواز سے اندازہ ہوا کہ ایک عورت بوڑھی ہے اور ایک جوان ہے .... وہ بوڑھی عورت جوان عورت سے جو اس کی بیٹی تھی .... یہ کہہ رہی تھی کہ بیٹی! یہ دودھ جو تم نے نکالا ہے اس میں پانی ملا دو تا کہ یہ زیادہ ہو جائے اور پھر اس کو فروخت کر دینا ....

بیٹی نے جواب دیا: امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ کوئی دودھ بیچنے والا دودھ میں پانی نہ ملائے .... اس لئے ہمیں نہیں ملانا چاہئے .... جواب میں، ماں نے کہا کہ بیٹی! امیر المومنین یہاں بیٹھے ہوئے تو نہیں ہیں .... اگر تم نے پانی ملا دیا تو وہ کونسا تمہیں دیکھ لیں گے .... وہ تو اپنے گھر میں ہوں گے .... اس وقت رات کا اندھیرا ہے .... کوئی دیکھنے والا تو ہے نہیں .... اس لئے ان کو کیسے پتہ چلے گا کہ تم نے پانی ملا دیا ہے .... جواب میں بیٹی نے کہا: اماں جان! امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں لیکن امیر المومنین کا حاکم یعنی اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے .... اس لئے میں یہ کام نہیں کروں گی ....

دروازے کے باہر حضرت، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ساری گفتگو سن رہے تھے .... جب صبح ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

معلومات کرائی کہ یہ کون خاتون ہیں اور یہ بیٹی کون ہیں؟

معلومات کرانے کے بعد اس لڑکی کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا پیغام بھیجا.... اور اس سے اپنے بیٹے کی شادی کروائی....

اس نکاح کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس خاتون کے خاندان میں ان کے نواسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے.... جو مسلمانوں کے پانچویں خلیفہ راشد کہلاتے ہیں.... بہر حال.... یہ بات اس لڑکی کے دل میں پیدا ہوئی کہ اگرچہ امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں.... لیکن اللہ دیکھ رہا ہے.... جبکہ خلوت اور تنہائی ہے اور رات کی تاریکی ہے.... کوئی اور دیکھنے والا نہیں ہے.... لیکن اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے.... پس اسی کا نام ''تقویٰ'' ہے.... (درکامل)

ایفائے عہد کا تاریخی واقعہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ پیش ہوا....

دو خوبصورت نوجوان ایک نوجوان کو پکڑ کر حاضر ہوئے اور فریاد کی اے امیر المومنین اس نوجوان نے ہمارے بوڑھے باپ کو قتل کر دیا ہے.... اس ظالم قاتل سے ہمارا حق دلوایئے.... آپ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ سننے کے بعد ملزم کی طرف دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تُو اپنی صفائی میں کیا کہتا ہے؟

ملزم نے عرض کی ہاں امیر المومنین یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے میں نے زور سے ایک پتھر اسے مارا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا....

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا تُو اپنے جرم کا اقرار کرتا ہے.... ملزم.... ہاں امیر المومنین! یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے....

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم پر قصاص لازم ہو گیا اور اس کے عوض تمہیں قتل

Marfat.com

کیا جائے گا.... ملزم نے جواب دیا آقا مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے حکم اور شریعتِ مطہرہ کے فتوے سے انکار نہیں البتہ میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں....

ارشاد ہوا.... بیان کرو.... عرض کی تین دن کی مہلت چاہتا ہوں.... تین دن بعد حاضر خدمت ہو جاؤں گا.... عظیم قائد نے کچھ دیر سر جھکا کر سوچا.... غور کے بعد سر اوپر اٹھایا اور فرمایا...... اچھا کون ضامن ہو گا تمہارا کہ تم واقعی وعدہ کو ایفا کرنے کے لئے تیسرے دن عدالت عالیہ میں حاضر ہو کر خون کا بدلہ خون سے دو گے....

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر اس جوان رعنا نے پُر امید نظروں سے حاضرین مجلس کا جائزہ کے بعد حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے متدین پُر نور چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے اشارہ کر کے کہا یہ میری ضمانت دیں گے....

خلیفۃ الرسول نے ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا بے شک میں ضمانت دیتا ہوں کہ نوجوان تین دن بعد تکمیل قصاص کے لئے عدالت میں حاضر ہو جائے گا.... اس ضمانت کے بعد ملزم کو چھوڑ دیا گیا....

دو دن گزر گئے اور تیسرا دن آ گیا.... جلیل القدر صحابہ اور مشیران خلافت دربار میں جمع ہوئے.... دونوں مدعی بھی آ گئے.... حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ملزم کا بے قراری سے انتظار ہونے لگا.... جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا.... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا کیونکہ ملزم ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور وقت قریب آ رہا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ابو ذر رضی اللہ عنہ کی نسبت پریشانی ہونے لگی ایک دو مرتبہ مدعیوں نے بھی دریافت کیا مگر انہوں نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ اگر تین یوم گزر گئے اور ملزم نہ آیا تو میں اپنی ضمانت پوری کروں گا.... پریشانی کی کوئی بات نہیں....

جب حاضرین پریشانی کی انتہا پر پہنچ گئے اور دہلا دینے والے انجام کے تصور سے سہم گئے کہ اچانک ایک طرف سے ملزم دربار میں آ حاضر ہوا اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا.... چہرے پر گرد جم چکی تھی.... مسلسل بھاگنے سے اس کی سانس پھول گئی تھی

Marfat.com

اس نے آتے ہی سلام کیا اور عرض کی اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے بجا لایا جائے.... امانت کی سپردگی: آپ رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر ملزم نے بتایا کہ میں ایک امانت.... امانت والے کے سپرد کرنے گیا تھا.... واقعہ یوں ہے کہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے.... والد فوت ہو گیا موت سے پہلے اس نے میرے پاس میرے چھوٹے بھائی کے لئے کچھ سونا رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جب وہ جوان ہو جائے تو اس کے سپرد کر دینا.... میں وہ سونا ایک جگہ رکھ آیا تھا جس کا مجھے ہی علم تھا اس لئے میں وہ سونا اس کے سپرد کرنے گیا تھا.... الحمدللہ میں نے امانت اس کے سپرد کر دی جس کی وہ تھی....

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس کی ضمانت کیوں دی تھی کیا یہ آپ کا واقف تھا؟

انہوں نے کہا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہ تھا صرف یہ بات تھی کہ جب اس نے پُر امید نگاہوں سے میری طرف دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ اگر بھرے مجمع میں بھی میں اس کی ضمانت نہ دوں تو کل قیامت کے دن رب العزت کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا کہ اتنے آدمیوں میں سے کوئی بھی اس کا ضامن نہ بن سکا...

اس لئے میں نے اس کی ضمانت دی حالانکہ میں اسے بالکل نہ جانتا تھا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ کہاں رہتا ہے بس اس کی ظاہری شرافت نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ وعدہ کا پکا ہے اور میں نے ضمانت دے دی...

یہ بات سن کر حاضرین محفل اشک آلود ہو گئے مدعیوں نے التجا کی کہ...... اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کر دیا....

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے لوث خدمت

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا سب سے بڑی عقلمندی

Marfat.com

تقویٰ اختیار کرنا ہے... پھر آگے اور حدیث ذکر کی جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ اگلے دن صبح کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بازار جانے لگے تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا بازار... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب آپ پر اتنی بڑی ذمہ داری (خلافت کی وجہ سے) آ گئی ہے کہ جس کی وجہ سے اب آپ بازار نہیں جا سکتے (سارا وقت خلافت کی ذمہ داریوں میں لگائیں گے تو پھر یہ ذمہ داریاں پوری ہو سکیں گی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ!

اتنا لگنا پڑے گا کہ اہل وعیال کے لئے کمانے کا وقت نہ بچے (تو پھر انہیں کہاں سے کھلاؤں گا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم (آپ کے لئے اور آپ کے اہل وعیال کے لئے بیت المال میں سے) مناسب مقدار میں وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کا ناس ہو! مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے اس مال میں سے کچھ لینے کی گنجائش نہ ہو... چنانچہ (مشورہ سے ان کا وظیفہ مقرر ہوا اور) انہوں نے دو سال سے زائد عرصہ (خلافت) میں آٹھ ہزار درہم لئے...

جب ان کی موت کا وقت آیا تو فرمایا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا مجھے ڈر ہے کہ مجھے اس مال میں سے لینے کی گنجائش بالکل نہیں ہے...

لیکن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مجھ پر غالب آ گئے اور مجھے ان کی بات مان کر بیت المال میں سے وظیفہ لینا پڑا لہٰذا جب میں مر جاؤں تو میرے مال میں سے آٹھ ہزار لے کر بیت المال میں واپس کر دینا... چنانچہ جب وہ آٹھ ہزار (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے تو آپ نے فرمایا اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے!

انہوں نے اپنے بعد والوں کو مشکل میں ڈال دیا (کہ آدمی اپنی ساری جان اور سارا مال دین پر لگا دے اور دنیا میں کچھ نہ لے...) (اخرجہ البیہقی ۶/۳۵۳)

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عطا بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک عطیہ بھیجا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس کر دیا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے یہ کیوں واپس کیا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے ہی ہمیں بتایا ہے کہ ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم کسی سے کچھ نہ لیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا مقصد یہ تھا کہ مانگ کر نہ لیا جائے اور جو بغیر مانگے مل رہا ہو تو وہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے اسے لے لینا چاہئے... اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! آج کے بعد میں کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا اور جو بغیر مانگے آئے گا اسے ضرور لوں گا... (اخرجہ مالک)

کمال احتیاط

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت عاتکہ بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کو ایک بچھونا ہدیہ میں بھیجا... میرا خیال یہ ہے کہ وہ ایک ہاتھ لمبا اور ایک بالشت چوڑا ہوگا...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور وہ بچھونا دیکھا تو پوچھا یہ تمہیں کہاں سے ملا ہے؟ انہوں نے کہا یہ مجھے حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ہدیہ کیا ہے...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اُٹھایا اور اس زور سے ان کے سر پر مارا کہ ان کے سر کے بال کھل گئے اور پھر فرمایا کہ ابو موسیٰ کو فوراً جلدی سے میرے پاس لاؤ (یعنی دوڑاتے ہوئے اتنی جلدی لاؤ کہ وہ تھک جائیں) چنانچہ وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آتے ہی انہوں نے کہا اے امیر

Marfat.com

المؤمنین! آپ میرے بارے میں جلدی نہ کریں... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میری عورتوں کو ہدیہ کیوں دیتے ہو؟ پھر وہ بچھونا اٹھا کر ان کے سر پر مارا اور فرمایا اسے لے جاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں... (اخرجہ ابن سعد وابن عساکر)

مالی معاملات میں احتیاط

حضرت عبداللہ بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار دینار دینا چاہے تو حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اسے دے دیں...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا ٹھہرو تو سہی (انکار میں جلدی نہ کرو) میں تمہیں اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سناتا ہوں...

پہلے اسے سن لو... پھر دل چاہے تو لے لینا ورنہ نہ لینا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مجھے کوئی چیز عنایت فرمائی تو میں نے انکار میں وہی بات کہی جو تم اب کہہ رہے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے کوئی چیز بغیر سوال اور لالچ کے ملے تو یہ اللہ کی عطا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسے لے لے اور واپس نہ کرے...

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے خود یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں... تو پھر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے وہ دینار لے لئے... (اخرجہ الشاشی وابن عساکر کذا فی الکنز ۳/۳۲۵)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مالیات سے استغناء

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے دن حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو کچھ عطا فرمایا انہوں نے اسے کم سمجھا (اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مانگا)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور دے دیا... انہوں نے عرض کیا... یا رسول اللہ! آپ نے مجھے دو مرتبہ دیا ہے ان دونوں میں سے کون سا زیادہ بہتر ہے...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا (جو بن مانگے ملا تھا) اے حکیم بن حزام! یہ مال سرسبز اور میٹھی چیز ہے (جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے میں مزیدار لگتا ہے) جو اسے دل کی سخاوت کے ساتھ لے گا (یعنی دینے والا بھی دل کی خوشی سے دے اور لینے والا بھی لے کر جمع کرنے کی طبیعت والا نہ ہو بلکہ دوسروں کو دینے کا مزاج رکھتا ہو اور استغناء والا ہو) اور اسے اچھے طریقہ سے استعمال کرے گا...

اس کے لئے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جو دل کی لالچ کے ساتھ لے گا اور اسے بری طرح استعمال کرے گا اس کیلئے اس مال میں برکت نہیں ہوگی اور یہ اس آدمی کی طرح ہو جائے گا جو مسلسل کھاتا جا رہا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا... اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے والے ہاتھ (یعنی لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے...

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ سے مانگنے میں بھی یہی بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں... مجھ سے مانگنے میں بھی حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! اب آپ کے بعد کبھی بھی کسی سے کچھ نہیں لوں گا...

راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے نہ تو مقررہ وظیفہ قبول کیا اور نہ عطیہ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور (جب وہ نہ لیا کرتے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے اے اللہ! میں تجھے اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو بلاتا ہوں تاکہ وہ اس مال میں سے اپنا حصہ لے لیں....

لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتے ہیں... حضرت حکیم رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہی کہا کرتے کہ اللہ کی قسم! میں نے نہ آپ سے کچھ لینا ہے اور نہ آپ کے علاوہ کسی اور سے... (اخرجہ عبدالرزاق کذافی الکنز ۳/۳۲۲)

Marfat.com

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ ایمان

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک عربی شخص حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا...

انہوں نے اس کی خوب خاطر تواضع کی اور اکرام کیا اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (سفارش کی) بات بھی کی... وہ آدمی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے) حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی وادی بطور جاگیر مانگی تھی کہ پورے عرب میں اس سے اچھی وادی نہیں ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھے عطا فرمادی ہے)

اب میں چاہتا ہوں کہ اس وادی کا ایک ٹکڑا آپ کو دے دوں جو آپ کی زندگی میں آپ کا ہو اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کا...

حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تمہارے اس ٹکڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے.... کیونکہ آج ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جس نے ہمیں دنیا ہی بھلادی ہے اور وہ سورۃ یہ ہے:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ (سورۃ انبیاء: آیت ۱)

ترجمہ:... "ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آپہنچا اور یہ (ابھی) غفلت (ہی) میں (پڑے ہیں اور اعراض) کیے ہوئے ہیں..." (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۱۷۹)

ابوذر رضی اللہ عنہ کا استغناء

شام کے گورنر حضرت خبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین سو دینار بھیجے اور یوں کہا کہ انہیں اپنی ضرورت میں خرچ کرلیں...

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے لانے والے سے کہا یہ ان ہی کے پاس واپس لے جاؤ کیا انہیں ہمارے علاوہ کوئی اور نہ ملا جو اللہ کے بارے میں ہم سے زیادہ دھوکہ میں پڑا ہوا ہو (جو اللہ کے حکموں کو چھوڑ کر اس کے عذاب سے بے خوف ہو کر اس کی نافرمانیوں میں لگا ہوا ہو... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ضرورت سے زیادہ مال رکھنے کو بھی غلط سمجھتے تھے) ہمارے پاس سایہ میں بیٹھنے کے لئے ایک مکان ہے اور بکریوں کا ایک ریوڑ ہے جو شام کو آ جاتا ہے اور ایک آزاد کردہ باندی ہے جو مفت میں ہماری خدمت کر دیتی ہے... بس یہی چیزیں ہمارے پاس ہیں اور کچھ نہیں ہے لیکن پھر بھی مجھے ضرورت سے زائد رکھنے کا ڈر لگا رہتا ہے... (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۱/۱۶۱)

کمال دیانت داری

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حارث قریشی جو کہ شام میں رہا کرتے تھے ان کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑی تنگدستی میں ہیں تو انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین سو دینار بھیج دیئے...

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے کوئی ایسا اللہ کا بندہ نہیں ملا جو اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بے قیمت ہوتا...

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے پاس چالیس درہم ہیں اور پھر وہ مانگے تو وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال کرنے والا ہے (اور اس سے اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے) اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس درہم، چالیس بکریاں اور دو خادم ہیں... (اخرجہ الطبرانی)

مالی معاملہ میں احتیاط

حضرت عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے...

حضرت عبدالرحمٰن نے انہیں واپس کر دیا اور لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اپنا دین دنیا کے بدلہ میں بیچ دوں؟ اور یہ کہہ کر مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں انؓ کا انتقال ہو گیا... (اخرجہ الحاکم ۳/۴۷۶)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احتیاط

حضرت میمون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو چپکے سے اس ٹوہ میں لگایا کہ وہ یہ پتہ چلائیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں کیا ارادہ ہے؟

آیا وہ (یزید کی بیعت نہ کرنے اور خود خلیفہ بننے کے لئے) جنگ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے صاحبزادے ہیں اور آپ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں...

آپ خلیفہ وقت کے خلاف کیوں نہیں اٹھ کھڑے ہوتے؟

اگر آپ ایسا کریں تو ہم آپ سے بیعت ہونے کو تیار ہیں...

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا آپ کی اس رائے سے تمام لوگوں کو اتفاق ہے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں...

تھوڑے سے آدمیوں کے علاوہ باقی سب متفق ہیں... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر سب مسلمان اس رائے سے اتفاق کر لیں لیکن ہجر مقام کے تین آدمی اتفاق نہ کریں تو بھی مجھے اس خلافت کی ضرورت نہیں ہے اس سے حضرت عمرو بن

Marfat.com

عاص رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ ان کا جنگ کرنے کا ارادہ نہیں ہے...

پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ اس آدمی سے بیعت ہونے کے لئے تیار ہیں....

جس کی بیعت پر تمام لوگ اتفاق کرنے ہی والے ہیں؟ اور وہ آدمی آپ کے نام اتنی زمین اور اتنا مال لکھ دے گا کہ پھر آپ کو اور آپ کی اولاد کو اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہے گی...

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آپ پر سخت حیرت ہے آپ میرے پاس سے تشریف لے جائیں اور آئندہ کبھی (اس کام کے لئے) میرے پاس نہ آئیں...

آپ کا بھلا ہو... میرا دین آپ لوگوں کے دینار و درہم کی وجہ سے نہیں ہے... میں چاہتا ہوں کہ میں اس دنیا سے اس طرح جاؤں کہ میرا ہاتھ (دنیا کی آلائشوں سے) بالکل پاک صاف ہو... (اخرجہ ابن سعد ۴/۱۲۱)

نیکی بیچی نہیں جاتی

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عراق کے دیہات کے ایک چوہدری نے حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اس کی ایک ضرورت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سفارش کر دیں...

چنانچہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کر دی... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی وہ ضرورت پوری کر دی...

اس پر اس چوہدری نے حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار بھیجے لوگوں نے بتایا کہ یہ اس چوہدری نے بھیجے ہیں تو انہیں واپس کر دیا اور فرمایا ہم نیکی بیچا نہیں کرتے... (اخرجہ ابن ابی الدنیا)

Marfat.com

کیسے لوگ تھے

حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا ذمہ دار و نگران مقرر کیا اور انہیں تین لاکھ اس خدمت کے عوض دینے چاہے تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کر دیا اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں...

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو تیس ہزار بطور معاوضہ کے دینے چاہے لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے تو اللہ کے لئے کام کیا تھا... (اخرجہ البغوی)

تھیلی واپس کر دی

حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا جب رمضان شریف کا مہینہ آیا تو ایک آدمی دراہم کی تھیلی لے کر ان کے پاس آیا اور کہا امیر مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کے ہر قاری کی خدمت میں ہماری طرف سے عطیہ ضرور پہنچ گیا ہے (اس لئے آپ کی خدمت میں بھی بھیجا ہے) یہ دراہم اپنی ضرورت میں خرچ کر لیں تو حضرت عمرو بن نعمان نے لانے والے سے کہا جا کر ان سے کہہ دینا اللہ کی قسم! ہم نے قرآن دنیا حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھا اور وہ تھیلی ان کو واپس کر دی... (اخرجہ ابن ابی شیبۃ کذافی الاصابۃ ۳/۲۱)

Marfat.com

معاملات کی اہمیت اور درستی

(از افادات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اور صفائی معاملات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کو صفائی معاملات میں خصوصی امتیاز حاصل تھا چنانچہ خود فرماتے تھے، اتنا چاہتا ہوں کہ صاف بات ہو، جو معاملہ ہو ایک طرف ہو کوئی الجھن باقی نہ رہے... لوگوں کو ان کی خدمت انجام دے کر فارغ کرنا چاہتا ہوں... (الافاضات الیومیہ)

اپنے معمولات میں دوسروں کی راحت کی تدابیر

میں نے اپنے معمولات میں راحت کی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں یہ ہی میرا اصل مذاق ہے اور صرف اپنی ہی راحت مقصود نہیں دوسروں کی راحت کا بھی خیال رکھتا ہوں... اس سے زیادہ دوسروں کی راحت کا کیا خیال ہوگا کہ راستہ چلنے میں بھی اس کی رعایت رکھتا ہوں کہ اگر پشت کی جانب سے کسی آنے والے کی آہٹ معلوم ہوتی ہے تو میں سڑک کے کنارے ہو جاتا ہوں...

تاکہ اس آنے والے کو راستہ کی کوئی تنگی نہ ہو آزادی سے چلا جائے حالانکہ بعض مرتبہ وہ آنے والا بھنگی ہوتا ہے چمار ہوتا ہے مگر میں اس کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ بچ کر نکل جائے بلکہ خود ہی بچ جاتا ہوں... میں بحمد للہ ہر امر میں اس کا لحاظ رکھتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی پر ذرہ برابر گرانی نہ ہو بار نہ ہو... (الافاضات الیومیہ)

Marfat.com

حقوق مدرسہ وحقوق مدرسین سے متعلق صفائی معاملات

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں ہمیشہ اس کی رعایت رکھتا ہوں کہ اہل علم پر کسی کی حکومت نہ ہو... میں جب مدرسہ کانپور میں تھا وہاں ایک رجسٹر مدرسین کی حاضری کا تھا وہ مدرسہ کے کسی کارکن کے سپرد نہ تھا محض مدرسین کی دیانت پر ایک خاص موقع پر رکھ دیا گیا تھا کہ وہ مدرسہ میں اپنے آنے کا وقت اس میں خود لکھ دیا کریں... میں نے محض اس خیال سے ایسا کیا تھا کہ ان پر کسی کی حکومت کرنا ان کے حقوق عظمت کے خلاف تھا اور مدرسہ کی رقم زائد دے دینا...

مدرسہ کے حقوق دیانت کے خلاف تھا اور اس معمول سے دونوں کے حقوق کا تحفظ ہو گیا مہینہ کے ختم پر منٹ تک جمع کر کے ان کی تنخواہ سے وضع کر لیا جاتا تھا اور میں خود بھی بلاواسطہ یا بواسطہ اہل علم پر حکومت کرنا پسند نہیں کرتا... (الافاضات الیومیہ)

اہل خانہ سے صفائی معاملات

فرمایا سہواً کبھی خلاف ہو گیا تو ہو گیا ہو لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی گھر میں کھانا کھا کر یہ کہا ہو کہ برتن اٹھالو بلکہ یہ کہتا ہوں برتن اٹھوالو گو وہ محکوم ہیں لیکن ان کی حاکمیت کا جوان کو اپنے گھر میں محکومین پر حاصل ہے لحاظ رکھتا ہوں کیونکہ محکومین کا بھی احترام چاہئے پھر چاہے وہ خود اٹھالیں یا کسی اور سے اٹھوالیں... میں نوکرانی سے بھی خود کسی کام کے لئے نہیں کہتا بلکہ میں تو گھر میں کہہ دیتا ہوں وہ نوکرانی سے کہتی ہیں کیونکہ نوکرانی براہ راست ان ہی کی محکوم ہے اس لئے میں بھی ان کی حاکمیت کو محفوظ رکھتا ہوں پھر اجنبی عورت سے بلاضرورت خطاب بھی ایک درجہ میں خلاف حیا ہے...

گھر میں جو چیز اٹھاتا ہوں بعد فراغت اس کو وہیں جا کر رکھتا ہوں جہاں وہ رکھی تھی تاکہ جس نے رکھی ہے وہ پریشان نہ ہو اور ڈھونڈنا نہ پڑے...

گھر رات کو سوتے وقت احتیاطاً لوٹے میں پانی بھر کر رکھ دیتی ہیں اگر مجھے کبھی

Marfat.com

پانی کے استعمال کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو میں لوٹا بھر کر اسی جگہ رکھ دیتا ہوں تا کہ اگر ان کو ضرورت ہو تو لوٹا بھرا ہوا ہی ملے دوبارہ ان کو نہ بھرنا پڑے...

اسی ضمن میں ارشاد فرمایا مجھ کو معاملات کی صفائی بہت پسند ہے... معاملات کی صفائی دین کا ایک اہم ضروری جزو ہے اگر میں گھر والوں سے بھی کسی فوری ضرورت کے لئے کچھ قرض لے لیتا ہوں تو دوسرے وقت واپس کر دیتا ہوں اور وہ لے بھی لیتے ہیں... میں ان کے اس طرز عمل سے بہت خوش ہوں... میں نے کہہ رکھا ہے کہ جس کا جو مطالبہ میرے ذمہ ہو وہ یاد دلائے میں اس سے خوش ہوتا ہوں... (اسعد الابرار)

اسی لئے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ جب اپنے گھر والوں سے قرض لیا کرتے تو اسے باقاعدگی سے واپس فرماتے... ایک مرتبہ بڑی پیرانی صاحبہ رحمہ اللہ سے ایک روپیہ لیا، رات کو خیال آ گیا دیکھا تو وہ جاگ رہی تھیں... ارشاد فرمایا اپنا روپیہ واپس لے لو... انہوں نے کہا اسے ایسی بھی کیا جلدی ہے... ارشاد فرمایا مجھے واپس کئے بغیر نیند نہ آئے گی... چنانچہ انہوں نے لے لیا...

اسی طرح ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ اعظم گڑھ کے سفر میں فتوحات سے ایک ہزار روپیہ جمع ہو گیا... میرے اوپر اتنے روپیہ کا رکھنا بار ہو گیا... کیا کہوں ضعف قلب ہے زیادہ چیزوں کا بھی ملک میں ہونا گراں ہوتا ہے... میں نے پانچ سو کی چوڑیاں گھر والوں کو بنوا کر دیں اور پانچ سو ان کو نقد دے دیا... ان سے تو ظاہر نہیں کیا لیکن بجائے کرایہ کے میں نے وہ چوڑیاں بنوا دیں کیونکہ میں ان کے گھر میں رہتا ہوں...

هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ○

کیوں کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ ان کو مکان حق مہر میں دے چکے تھے (حسن العزیز)

یہاں تک کہ وصال سے تقریباً دو تین گھنٹے قبل چھوٹی پیرانی صاحبہ سے فرمایا کہ میں دونوں کو ماہوار خرچ دے چکا ہوں... انہوں نے تسلی دی کہ بہت کچھ مل چکا ہے ہمارے پاس خرچ کافی موجود ہے آپ دے چکے ہیں تسلی رکھیں... (خاتمۃ السوانح)

Marfat.com

مالی معاملات کو لکھنے کی تاکید

مالی معاملات کو ہمیشہ لکھنے کی تاکید فرماتے چنانچہ فرمایا، کانپور میں ایک شخص کا قرضہ دو مرتبہ ادا کیا، مجھے یاد تھا کہ میں دے چکا ہوں لیکن اس نے اعتبار نہ کیا اور کہا کہ مجھے یاد نہیں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ یعنی لکھنے سے اکتاؤ نہیں، چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا...(مقالات حکمت)

معاملات کو لکھنے کا فائدہ

ایک مولوی صاحب نے برتن استعمال کیلئے حضرت والا کے یہاں سے منگا لئے تھے... حضرت والا نے بوجہ اس کے کہ مختلف گھروں کے تھے انہیں تحریر فرمالیا کہ فلاں فلاں برتن فلاں فلاں جگہ کے ہیں... اس کے متعلق فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے معاملات کو لکھ لو ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا آجکل یہ عیب میں داخل ہے کہ بڑے وہمی آدمی ہیں... بعض دفعہ یاد نہیں آتی کہ کس نے فلاں چیز لی تھی تو پریشانی ہوتی ہے...(حسن العزیز)

اسی ضمن میں خود ارشاد فرمایا کہ منجملہ اور معمولات کے میرا ایک یہ بھی معمول ہے کہ قرض کی یاداشت کیلئے ایک کاپی الگ بنا رکھی ہے جسکو قرض دیتا ہوں اس میں لکھ لیتا ہوں اور جو پرچہ کے ذریعہ لیتا ہے وہ پرچہ بھی محفوظ رکھتا ہوں اور وصول ہونے پر پرچہ واپس کر دیتا ہوں اور اس رقم کو یہ اقساط ادا کرنے والے کے سامنے اس میں وصول لکھ لیتا ہوں اور اس کو دکھا دیتا ہوں کہ دیکھو یہ وصول لکھ لیا ہے اس میں بڑی مصلحت ہے ہر دو طرف سے اطمنان ہو جاتا ہے جو کام اصول کے تحت ہو گا اس میں الجھن یا پریشانی نہ ہو گی آجکل بدانتظامی کا نام بزرگی رکھ لیا ہے...(الافاضات الیومیہ)

فرضِ منصبی

ایک دفعہ جب حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ بیمار ہوئے اور کمزوری کے سبب حضرت رحمہ اللہ کا ایک خادم آپ کو سائیکل رکشہ طرز کی گاڑی

Marfat.com

میں بٹھا کر خانقاہ امدادیہ کی طرف لا رہا تھا، تو راستے میں ایک بھنگی سڑک صاف کر رہا تھا، گرد بہت اڑ رہی تھی... خادم نے بھنگی سے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیے! حضرت رحمہ اللہ گزر جائیں، حضرت نے خادم کی بات سن لی... فرمایا

''وہ شخص اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہے، اس کو فرض منصبی ادا کرنے سے روکتے ہو، مجھے فرعون بنانا چاہتے ہو... مت روکو'' ... (مکتوبات اشرفیہ)

معاملات اور فکر آخرت!

☆ شاہ لطف رسول صاحب رحمہ اللہ ایک بزرگ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے... تھانہ بھون ہی میں قیام رہتا تھا... ان کے پاس ایک کارڈ بیرنگ آیا (پہلے کارڈ بھی لفافہ کی طرح بیرنگ چلتے تھے) انہوں نے بے ضرورت سمجھ کر اس کو بغیر پڑھے ہوئے واپس کر دیا... حاضرین میں سے کسی نے کہا:... ''آپ کارڈ کا مضمون تو پڑھ لیتے پھر ہی واپس کرتے'' شاہ صاحب نے فرمایا کہ: ''مضمون پڑھ لینے کے بعد واپس کرنا خیانت ہوتی... کیونکہ کارڈ سے فائدہ اٹھانا مقصود ہے وہ فائدہ میں اٹھا لیتا اور ڈاکخانہ کو اس کی خدمت کا معاوضہ نہ ملتا...

ف:... ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات پر نظر انہیں لوگوں کی جاتی ہے جن کے دل پر آخرت کی فکر اور خوف خدا چھایا ہوا ہو... (مجالس حکیم الامت)

صفائی معاملات کا قحط

ارشاد فرمایا کہ روزمرہ کے معاملات میں لوگ ادھوری بات کرتے ہیں جس سے دوسرے کو پریشانی ہوتی ہے تکلیف ہوتی ہے، ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیے گویا یہ سلوک ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے آجکل لوگوں نے وظائف اور اوراد کو اصل سمجھ کر معاشرت کے تمام احکام سے نظر ہٹالی جو سخت دھوکہ ہے اور اشد غلطی ہے بات ہمیشہ پوری کہنا چاہیے پوری بات کرنے سے کبھی پریشانی نہیں ہوتی میں تو رات دن اسی ہی کی تعلیم کرتا ہوں... ایک صاحب یہاں پر تشریف لائے تھے پہلا موقع تھا مجھ کو اجنبی شخص

Marfat.com

کی خدمت کرنے سے بجائے راحت کے گرانی اور کلفت ہوتی ہے میں مکان کے ارادہ سے چلا انہوں نے دوڑ کر جوتے کا جوڑا میرے ہاتھ سے لینا چاہا میں نے انکار کیا اس پر اصرار کیا سخت پریشانی ہوئی میں نے کہا کہ اپنا جی چاہا کرتے ہو تو کرلو جوتا لئے کھڑے رہو میں ننگے پیر چلا جاؤں گا لوگ اس طرح پر ایذائیں پہنچاتے ہیں کچھ نہیں محض تمرد اور سرکشی ہے اطاعت کا مادہ ہی لوگوں میں نہیں رہا کہاں تک اصلاح کی جائے...

کسی کے مالی کاموں میں پڑنا مناسب نہیں

فرمایا کہ گو میں کسی کے مالی کاموں میں نہیں پڑتا لیکن اس خیال سے کہ مسلمانوں کا مال ضائع نہ ہو جاوے... اس کام کو اپنی طبیعت کے خلاف گوارا کرتا ہوں...

صفائی معاملات میں بڑی راحت ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ معاملہ کی صفائی بڑی راحت کی چیز ہے مگر لوگ اس سے بُرا مانتے ہیں یہ سب رسم کی خرابی ہے اور بدمعاملگی سے تکلیف سب کو ہوتی ہے مگر بے حسی ہوگئی ہے ان ہی باتوں کو میں مٹانا چاہتا ہوں اسی پر بدخلق مشہور کیا جاتا ہوں اب میں اکیلا کہاں تک اصلاح کروں... یک انار و صد بیمار کا مصداق ہو رہا ہے مگر پھر بھی بحمد اللہ بہت کام ہوگیا اور گو عمل عام نہ ہوا ہو مگر علم تو بہت عام ہوگیا اور اس اصلاح میں میں سب مصلحین کا جو ساکت ہیں وقایہ بن گیا ورنہ سب ہی بدنام ہوتے اب اور حضرات تو اپنے اخلاق متعارفہ کی وجہ سے لوگوں کو کچھ کہتے نہیں اور میرے اندر یہ اخلاق متعارفہ بحمد اللہ ہیں نہیں اس لئے میں ہی روک ٹوک کرتا ہوں اس لئے مجھ کو ہی بدنام کرتے ہیں مگر مجھ کو اس کی پرواہ نہیں کیا کریں بدنام ہوتا کیا ہے اُن کے بدنام کرنے کی وجہ سے میں اپنا مسلک اور اپنا طرز تھوڑا ہی بدل سکتا ہوں جس کو یہ طرز پسند نہ ہو وہ یہاں نہ آئے بلانے کون جاتا ہے بقول غالب

ہاں وہ نہیں وفا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

Marfat.com

معاملات میں سوءظن رکھنے کا مفہوم

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ معاملات میں تو سوء ظن چاہئے اور اعتقاد میں حسن ظن اور معاملات میں سوءظن سے مراد یہ ہے کہ جس کا تجربہ نہ ہو چکا ہو اس سے لین دین نہ کرے روپیہ نہ دے تو اس معنی کو معاملات میں سوءظن رکھے... باقی اعتقاد میں سب سے حسن ظن رکھے کسی کو برا نہ سمجھے یہ دونوں ایک وقت میں اس طرح جمع ہو سکتے ہیں...

معاملات میں صفائی ملحوظ رکھنا ضروری ہے

فرمایا کہ افسوس ہے لوگوں کے اخلاق بکثرت خراب ہو گئے... بعض لوگ آتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ خاص آپ سے ملنے کو آیا اور کوئی دوسرا کام نہ تھا... حالانکہ اپنے کسی دنیوی کام کے لئے آتے ہیں...

میں اپنا مہمان سمجھ کر مہمانوں کا سا برتاؤ کرتا ہوں... بعض کو قصداس کے خلاف ظاہر ہوتا ہے... سخت رنج ہوتا ہے... خرابی یہ ہے کہ صاف بات لوگ نہیں کہتے... اخلاق بگڑ گئے ہیں... معاملات میں صفائی نہیں رہی... اور ضرورت اظہار کی یہ ہے کہ مسئلہ ہے کہ مہمان کا اور حکم ہے اور ابن السبیل کا اور حکم ہے... مہمان کی مدارت تو ذمہ خاص شخص کے ہوتی ہے، اور جو اپنے کام کے لئے آوے اور پھر راہ میں ٹھہر جائے وہ ابن السبیل ہے... اس کی مہمانی سب کے ذمے ہے...

حساب کتاب صاف ہونا چاہئے

فرمایا کہ میرا بھتیجا شبیر علی میرے پاس رہتا تھا... ان کے والد خرچ بھیجتے تھے... میں اس کا حساب ان کے پاس روانہ کر دیا کرتا تھا... ایک مرتبہ انہوں نے شکایت کی کہ حساب لکھ کر بھیجنے کی کیا ضرورت ہے... میں نے جواب دیا کہ اس میں مصلحت ہے... چنانچہ ان کی سمجھ میں بھی وہ مصلحت آ گئی... وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کا

Marfat.com

خرچ تخمین کے موافق نہیں ہوتا... تو جب اپنے زعم کے خلاف پیش آئے اور اس کی وجہ معلوم ہو جائے تو کوئی خیال پیدا نہیں ہوتا...

حکماء عرب کا قول ہے. تعاشروا کالاخوان وتعاملوا کالا جانب...

معاملات سے متعلق شرعی مسئلہ

فرمایا آج ایک بہت لمبا چوڑا خط آیا تھا انہیں معاملات کے متعلق جو آج کل ہو رہے (یعنی شورش) فرمایا میں نے یہ شعر لکھ دیا...

اذالم تسطع شیئاً فدعه ۔ وجاوزه الی ماتسطیع

اور فرمایا کہ یہ فقط شاعری نہیں ہے بلکہ اس وقت شرعی مسئلہ یہی ہے اتفاق سے یہ شعر یاد آ گیا اس لئے لکھ دیا ہے اور اسی طرح ایک شخص کا اور خط آیا تھا وہ بھی بہت لمبا چوڑا تھا... حاصل یہ تھا کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے میں نے لکھا کہ آپ ایک فہرست بنا کر بھیج دیجئے کہ آپ کیا کیا کر سکتے ہیں اس پر میں لکھ دوں گا کہ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے...

حساب کتاب کی ضرورت

ریل کے آنے تک (تخمیناً بیس منٹ تک) کھڑے ہی رہے سامنے ترازو تھی اس کو دیکھ کر فرمایا ترازو باٹ اور حساب کتاب خدا تعالیٰ کی کیسی نعمت ہے، عدل کے لئے یہ آلات ہیں اور عدل دنیا کے قیام کا موقوف علیہ ہے... اداء حقوق بلا ان کے ہو ہی نہیں سکتا...

صفائی معاملات دین کا ایک اہم جزو ہے

فرمایا مجھ کو معاملات کی صفائی بہت پسند ہے... معاملات کی صفائی دین کا ایک اہم اور ضروری جزو ہے... اگر میں گھر والوں سے بھی کسی فوری ضرورت کے لئے کچھ قرض لے لیتا ہوں تو دوسرے وقت واپس کر دیتا ہوں اور وہ بھی لے لیتے ہیں میں ان کے پاس اس طرز عمل سے بہت خوش ہوں... میں نے کہہ رکھا ہے کہ جس کا جو مطالبہ میرے ذمہ ہو وہ یاد دلا دے... میں اس سے خوش ہوتا ہوں...

Marfat.com

''صفائی معاملات'' بہت عمدہ مجموعہ ہے

فرمایا ''صفائی معاملات'' ہے تو چھوٹی سی کتاب مگر معتبر ہے اس لئے کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی حرفاً حرفاً دیکھی ہوئی ہے اس میں ایسے ایسے چھوٹے چھوٹے مسئلے لکھے ہیں (جو بہت کام کے ہیں)

سادگی' معاملہ کی صفائی

حضرت خواجہ صاحب کے ایک دوست نے ان کو لکھا کہ فلاں صاحب حضرت والا کے دربار کے آداب سے ناواقف ہیں... آپ ان کو مدد دیجئے گا... حضرت نے دربار اور آداب کے الفاظ پر کراہت کے ساتھ فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ کہاں کا دربار اور کیسے ادب... پھر فرمایا کہ یہاں کا ادب یہی ہے کہ کوئی ادب نہ ہو... یعنی بالکل بے تکلفی اور صفائی ہو... مکلف اور زیادہ ادب آداب ہی سے تو یہاں کام نہیں چلتا...

بس جو سیدھی سیدھی بات ہے وہ ہونی چاہئے... اس لئے جس خط میں کوئی ابہام ہوتا ہے میں جرح قدح کرتا ہوں کیونکہ جب تک میں خود نہ سمجھ لوں جواب کیسے دوں اگر کوئی بیعت کی غرض سے آنا چاہتا ہے تو لکھ دیتا ہوں کہ اس غرض سے نہ آویں محض ملاقات اور باتیں سننے کے لئے آنا ہو تو آجاویں ابہام کو میں پسند نہیں کرتا تا کہ یہ نہ ہو کہ دل میں تو لائے کچھ اور یہاں پائے کچھ اور...

ف:... اس سے حضرت والا کی سادگی معاملہ کی صفائی... تکلف وتصنع سے سخت حذر' فعلاً بھی قولاً بھی اور ناپسندیدگی ابہام اظہر من الشمس ہے...

صفائی معاملات

ایک بار حضرت خواجہ صاحب نے حضرت کی چیزیں خریدنے کی خواہش کی فرمایا کہ اس شرط پر کہ بالکل آزادی کے ساتھ معاملہ کریں... میری خاطر سے نہ خریدیں اور قیمت تیسرے شخص سے تشخیص کرائی جاوے یا بازار سے اندازہ قیمتوں کا منگایا جاوے

Marfat.com

اور مجھ کو قیمتوں کی اطلاع کی ضرورت نہیں جو مجموعی قیمت طے پاوے وہ دیدی جاوے بشرطیکہ اس پر آپ بھی نہایت آزادی اور خوشی کے ساتھ لینے پر تیار ہوں... چنانچہ ایسا ہی کیا گیا... صفائی معاملات تو حضرت پر ختم ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ حسن معاشرت... علم معرفت... زہد وتقویٰ... شفقت وایثار وغیرہ من الاوصاف کثیرہ سبھی باتوں میں ہمارے حضرت بفضلہٖ تعالیٰ یگانہ روزگار ہیں جیسا کہ ملفوظات بالا سے اظہر من الشمس ہے...

ز فرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اللہ تعالیٰ حضور کے وجود باجود کو بایں فیوض وبرکات مدت مدید تک بعافیت تمام سلامت باکرامت رکھے اور ہم لوگوں کو اخذ فیوض کی توفیق دیں آمین ثم آمین...

صفائی معاملات

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت قصبہ میں ایک عالم مدرس کی ضرورت ہے اگر حضرت مولوی صاحب سے فرمادیویں اور وہ قبول فرمالیں تو اہل قصبہ کو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا... فرمایا کہ فرمانا تو بڑی چیز ہے میں تو ایسے معاملات میں رائے بھی کسی کو نہیں دیتا بلکہ خود صاحب معاملہ کے مشورہ لینے پر بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھ کو آپ کے مصالح اور حالات کا کماحقہ علم نہیں...

میں مشورہ سے معذور ہوں آپ خود اپنے مصالح پر نظر کر کے جو اپنے لئے بہتر مناسب خیال کریں عمل کرلیں ہاں دعا سے مجھ کو انکار نہیں عافیت اسی میں ہے کہ کسی کے معاملات میں دخل نہ دے... ہر شخص کو آزادی رہے...

البتہ شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو... مولوی صاحب یہاں پر موجود ہیں ان سے خود تمام معاملات طے کرلئے جاویں میری طرف سے بالکل آزادی ہے میرا معمول ہے کہ اگر دونوں طرف جائز بات ہو تو کسی جانب پر مجبور نہیں کرتا بلکہ دونوں

Marfat.com

طرف آزادی دیتا ہوں حتیٰ کہ اگر کسی ایک شق میں میری بھی کوئی مصلحت ہو تب بھی اپنے مصالح پر ان کے مصالح کو ترجیح دیتا ہوں اور نہایت صفائی کے ساتھ اپنی اس تخییر کو ظاہر کر دیتا ہوں اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنے بزرگوں کی دعا کی برکت سے میری کوئی بات الجھی ہوئی نہیں ہوتی... ہر بات نہایت صاف ہوتی ہے اگر مخاطب ذرا بھی فہیم ہو تو فوراً سمجھ میں آجاتی ہے...

ف... اس سے حضرت والا کی صفائی معاملات دوسرے کے معاملہ میں دخل نہ دینا کسی پر بار نہ ڈالنا کسی کی آزادی میں نیز اپنی آزادی میں خلل نہ ڈالنا صاف ظاہر ہے...

معاملات کو لکھنے کا فائدہ

ایک مولوی صاحب نے کچھ برتن استعمال کے لیے حضرت والا کے یہاں سے منگا لیے تھے... حضرت والا نے بوجہ اس کے کہ مختلف گھروں کے تھے انہیں تحریر فرمالیا تھا کہ فلاں فلاں برتن فلاں فلاں جگہ کے ہیں... اس کے متعلق فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاملات کو لکھ لو... ذَالِکَ اَدنٰی اَنْ لَّاتَرْتَابُوْٓا

آج کل یہ عیوب میں داخل ہے کہ بڑے وہمی آدمی ہیں... بعض دفعہ یاد نہیں آتی کہ کس نے فلاں چیز لی تھی تو پریشانی ہوتی ہے...

مولویوں کو مالیات میں پڑنا مناسب نہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں نہ کسی کی اہانت رکھتا ہوا ور نہ کسی کے فیصلہ میں پڑتا ہوں دونوں سے مجتنب رہتا ہوں اپنا معمول قولاً وعملاً ظاہر کر دینے کیلئے ایسی ہی صفائی کی ضرورت ہے اور یہی بات اکثر لوگوں میں نہیں ہے اسی کو میں روتا ہوں اس کے بعد امانت کے قصہ سے مجتنب رہنے کی مناسبت سے فرمایا کہ میں جس وقت ڈھاکہ گیا تو نواب صاحب نے سوال کیا کہ مدرسہ دیوبند اور سہارنپور سے اکثر روئدادیں آتی ہیں سو یہ مدارس کیسے ہیں میں نے کہا کہ مدارس اسلامیہ کو جیسا ہونا

Marfat.com

چاہئے ویسے ہیں یہ الفاظ اس قدر جامع اور موثر تھے کہ انہوں نے ایک معقول رقم تجویز کر کے میرے سپرد کرنا چاہی مگر مجھ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے طبعاً شرم معلوم ہوئی باوجودیکہ یہ اپنے ہی مدرسہ ہیں اور انکار کرنے میں مدرسوں کا نقصان تھا...

اس لئے میں نے یہ کہا کہ سفر میں حفاظت رقم کی مشکل ہے آپ بیمہ کے ذریعہ سے دونوں جگہ بھیج دیجئے یہی ہوا میرے نزدیک مولویوں کو مالیات میں پڑنا مناسب نہیں اور یہ بھی واقعہ ہے کہ احباب کو جو مجھ پر اس قدر اعتماد ہے اس کی زیادہ یہی وجہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان قصوں میں نہیں پڑتا...

صفائی معاملات میں برکت اور راحت ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ معاملہ کی صفائی نہایت ہی برکت اور راحت کی چیز ہے میں تو نصف سلوک معاملہ کی صفائی میں سمجھتا ہوں بھائی اکبر علی صاحب مرحوم جب شبیر علی یہاں پڑھتے تھے ان کے اخراجات کیلئے خرچ بھیجتے تھے میں پیسہ پیسہ کا حساب لکھ کر بھیجتا تھا اور اس پر ایک مرتبہ بھائی مرحوم کو ناگواری ہوئی اور لکھا کہ اس میں اجنبیت معلوم ہوتی ہے ایسا کیوں کرتے ہو میں نے لکھا کہ بھائی تم سمجھتے نہیں مثلاً ایک مرتبہ تم نے چار مہینے کا خرچ اندازہ کر کے پچاس روپیہ بھیجے اور وہ یہاں پر دو مہینے میں صرف ہو گئے اس لئے کہ کتاب ہے' کپڑا ہے' دوا دارو ہے' پھر ہم نے یہاں سے اطلاع کی تو تم کو وسوسہ کے درجہ میں شبہ ہو سکتا ہے کہ چار ماہ کا خرچ بھیجا تھا کیا ہوا دو ہی مہینے میں صرف ہو گیا تو ایسی صورت کیوں اختیار کی جائے جو شبہ یا وسوسہ پیدا کرے گو تم اس وسوسہ پر عمل نہ کرو مگر وسوسہ اور شبہ تو ہو سکتا ہے اس پر سمجھ گئے اور لکھا کہ تم صحیح سمجھے میں ہی غلطی پر تھا فہم بھی بڑی چیز ہے ایک ہی مرتبہ سمجھ گئے...

بزرگوں کا مالی معاملات میں دخل نہ دینا

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

حکایت سنی ہے کہ ایک شخص نے بہت بڑی رقم آپ کے سامنے پیش کی آپ نے فرمایا مجھ کو اس وقت حاجت نہیں عرض کیا کہ حضرت کسی مصرف خیر میں صرف فرما دیجئے فرمایا کہ میں کوئی تمہارا نوکر ہوں جو تقسیم کرتا پھروں خود صرف کر دو یہاں سے تقسیم کرنا شروع کرو گھر تک نہ پہنچو گے کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو بریلی میں ایک صاحب نے پانچ چھ ہزار روپیہ یا اس سے زائد دینا چاہا...

حضرت نے انکار فرما دیا اس نے بھی وہی بات کہی کہ کسی مناسب مصرف میں صرف کر دیجئے آپ نے فرمایا مجھ میں اسکی بھی لیاقت نہیں اس نے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں دلیل سے کہتا ہوں وہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بخل نہیں اگر مجھ میں لیاقت ہوتی تو مجھ کو دیتے جب تم کو دیا تو تم ہی اسکے اہل ہو خود ہی صرف کرو عرض کیا کہ پھر کوئی مصرف ہی بتلا دیجئے....

حضرت کو مدارس دینیہ کیساتھ خاص شغف تھا فرمایا کہ اس رقم سے کوئی مدرسہ دینیہ جاری کر دو وہاں ضرورت بھی تھی کوئی ایسا مدرسہ نہ تھا پھر اس واقعہ پر بطور تفریع کے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولویوں کو مالیات میں پڑنا نہ چاہئے اور یہ مال ایسی چیز ہے کہ اسمیں بہت جلد بدنامی ہو جاتی ہے اور بدنام کرنے والے حقیقت پر بھی مطلع ہونیکی کوشش نہیں کرتے بداعتقاد ہو جاتے ہیں دہلی میں ایک متمول صاحب تھے جو میرے صرف اس وجہ سے معتقد ہوئے تھے ایک شخص نے مجھ کو دو یا تین روپیہ دینے چاہے میں نے نہیں لئے انکار کر دیا اس لچر بنا پر تو معتقد ہو گئے پھر اعتقاد بھی ایسی ہی لچر بات پر ہو گئے انہوں نے ایک دنیاوی معاملہ میں مجھے سفارش چاہی میں نے نامناسب ہونے کے سبب انکار کر دیا بس اس پر غیر معتقد ہو گئے ان لوگوں کے نہ اعتقاد کا بھروسہ اور نہ بداعتقادی کا...

صفائی معاملات کے باعث بدنامی

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میری تو جو کچھ بھی حالت ہے وہ کھلی ہوئی ہے میری تو ہر بات الحمدللہ صاف ہوتی ہے اس میں کوئی پالیسی وغیرہ نہیں ہوتی اسی وجہ سے بعضے

Marfat.com

لوگ مجھ سے ناراض ہیں معاملات کو صاف رکھتا ہوں دوسروں سے بھی یہی چاہتا ہوں اور لوگوں کی عام عادات اس کے خلاف ہے وہ سیدھی سادی اور صاف بات کو بھی اینچ پیچ کر کے الجھا دیتے ہیں میں اس پر متنبہ کرتا ہوں بس یہی لڑائی ہے اور یہی بناء میرے بدنام کرنے کی ہے ورنہ میں کسی سے کچھ مانگتا نہیں کسی کو ستاتا نہیں ہاں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اصول صحیحہ کا میں بھی پابند رہوں اور تم بھی رہو...

اس طرز کے مفید ہونے کی تائید میں یہ دیکھ لیجئے کہ عرب کی اصلاح بڑے سے بڑا عاقل بھی کم از کم سو ڈیڑھ سو برس سے پہلے نہیں کر سکتا تھا مگر حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ہی روز میں کایا پلٹ کردی جو قلوب ظلمتوں سے پر تھے اور بتوں کی پرستش اور کفر شرک کا مرکز بنے ہوئے تھے ان کو نور سے معمور اور خدا کی عبادت اور توحید ورسالت کا مرکز بنادیا اس کا اصلی راز یہی ہے کہ اصول نہایت صحیح تھے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حالت کھلی ہوئی تھی حتی کہ جن واقعات کا تعلق ازواج مطہرات سے تھا وہ بھی کسی پر مخفی نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی کہ کوئی معترض ومخالف کیا کہے گا...

یہی وجہ ہے کہ جو حضرات بھی اس کی حالت کو دیکھ کر ایمان لائے وہ خود بھی نہایت پختہ اور جانباز ثابت ہوئے اور دوسروں کیلئے ایسے مفید ثابت ہوئے کہ تمام عالم کے اندر اسلام کا سکہ جما دیا سب برکت اس کی تھی کہ ان حضرات کے سب کام اصول صحیحہ سے تھے جن میں ایک اصل عظیم یہ تھی کہ ان حضرات نے محض زبانی جمع خرچ نہیں رکھا بلکہ ہر مقصد کو عملی جامہ پہنا کر کہلایا کہتے کم تھے کرتے زیادہ تھے...

برخلاف اس کے آج کل لوگ یہ چاہتے ہیں کہ نرے وعظوں اور لیکچروں سے مسلمانوں کی اصلاح کرلیں اور ان گرتے ہوئے مسلمانوں کو سنبھال لیں کام بہت اچھا ہے نیت بہت نیک مگر طریق کار غلط بدون عملی جامہ پہنائے اور بدون تدابیر صحیح پر عمل کئے اور کرائے کچھ نہیں ہوسکتا اگر نرے وعظوں اور لیکچروں سے کام ہوا کرتا تو

Marfat.com

اس کو تو کر کے دیکھ چکے کیا نتیجہ برآمد ہوا مگر کسی کو اس طرف التفات ہی نہیں محض زبانی عملدرآمد ہو رہا ہے پھر اگر کہا جاتا ہے کہ تم خود تو عمل کر کے دکھلاؤ یعنی پہلے اپنی اصلاح کرو کیونکہ تمہارا نہ ظاہر ٹھیک ہے نہ باطن نہ صورت نہ سیرت اور مسلمانوں کے رہبر اور مقتدا بنتے ہو تو جواب میں کہتے ہیں کہ آپ ذاتیات پر حملہ کرتے ہیں...

ارے بھلے مانسو تم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر حملہ کرو بجائے احکام الٰہیہ کے اپنے دماغ سے تراشی ہوئی باتوں پر عمل کرنے کیلئے دنیا کو مجبور کرو اسلام اور احکام اسلام کی پائمالی کرو مگر دوسرا تمہاری کسی حالت پر بھی نوٹ نہ لے اس حالت میں تمہیں دوسروں ہی کے کہنے کا کیا حق ہے...

دوسرا ہی تمہاری کیوں ماننے لگا وہ بھی یہی کہہ کر الگ ہو جائے گا کہ میری ذاتیات سے آپ کو کیا بحث چلو چھٹی ہوئی ایسی موٹی بات نہیں سمجھتے آدمی کچھ تو عقل سے کام لے بس ایسوں ہی کی بدولت اسلام مسلمان بدنام ہوئے ان کی بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کہ کوئی جلسہ کر لیا دو چار روز لیوشن پاس کر لئے کھلا ضرر تو اس کا یہ ہوا کہ ملک تباہ اور برباد ہو گیا... امن کا تو نام نہیں رہا ہر شخص مشوش اور پریشان نظر آتا ہے مگر ان خانہ ساز لیڈروں کی بلا سے یہ تو اپنے نام نہاد عہدوں پر خوش ہیں ایسے ہی جماعت کی نسبت کسی نے خوب کہا ہے...

گربہ میر وسگ وزیر وموش را دیواں کنند
ایں چنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

معاملات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بے تکلفی

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ علیہم الرضوان کو بالکل بے تکلف کر رکھا تھا... ہر شخص شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے معاملہ اور رائے میں آزاد تھا... کوئی شخص دب کر معاملہ نہیں کرتا تھا... ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی جن کے مزاج میں کسی قدر خوش طبعی تھی... ایک مجمع میں بات چیت کر کے لوگوں کو ہنسا رہے تھے... حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً ان کے پہلو میں ایک چھوٹی سی لکڑی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھی چبھودی... انہوں نے کہا کہ میں انتقام لوں گا...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو انتقام لے لو... انہوں نے عرض کیا کہ آپ تو پیراہن پہنے ہوئے ہیں اور میرے بدن میں پیراہن نہیں اور میں برہنہ ہوں (یعنی آپ بھی پیراہن اٹھایئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اپنا پیراہن اوپر کو اٹھا لیا... یہ دیکھ کر وہ انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور پہلوئے مبارک کو بوسے دینے لگے اور عرض کیا میرا تو یہ مقصود تھا... (یعنی میری کیا مجال تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لینے کا وسوسہ بھی دل میں لاتا...

میرا مقصود تو یہ تھا کہ اس طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس کے چومنے کی سعادت حاصل کر لوں) دیکھئے اگر معاملات میں صحابہ علیہم الرضوان کو آزادی نہ ہوتی تو وہ یہ لفظ کہ انتقام لوں گا کیسے زبان پر لا سکتے تھے... گو انہوں نے اسکو پہلو بوسی ہی کا حیلہ بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تو محتاج بیان ہی نہیں کہ کس طرح بے تکلف ان کے مطالبہ پر انتقام دینے کو تیار ہو گئے... سبحان اللہ

حساب کتاب میں بڑے متیقظ کی ضرورت ہے

مدرسہ کے مکان کے کرایہ کی بابت ایک صاحب نے جن کے پاس حساب کتاب رہتا ہے ایک خان صاحب کے ذمہ کسی ماہ کا کرایہ نکال کر حضرت سے اطلاع کی حالانکہ کرایہ بے باق تھا... حضرت نے خان صاحب کو لکھا کہ فلاں صاحب کہتے ہیں کہ کرایہ باقی ہے ان خان صاحب نے حضرت کی پچھلی تحریریں بھیج کر لکھا کہ کرایہ بے باق ہے اور اگر میری غلطی ہو تو معاف فرمایا جائے حضرت نے تحویلدار صاحب سے تحقیق کیا تو واقعی انہی کی غلطی تھی...

حضرت کو بہت افسوس ہوا کہ خواہ مخواہ مجھے شرمندگی ہوئی لیکن خدا کا شکر ہے کہ

Marfat.com

میں نے تحویلدار صاحب کی روایت ہی نقل کی تھی اپنی طرف سے نہیں لکھا تھا... احتیاط اسی میں ہے کہ روایت کو اپنی طرف سے نہ لکھے بلکہ ان کو روایت ہی کے طور پر لکھے...

تحویلدار صاحب کو ہدایت فرمائی کہ بلا تحقیق بات نہ کہنا چاہئے کیونکہ پھر اس کے آثار دور تک پہنچتے ہیں... خواہ مخواہ ان کو بھی پریشانی ہوئی... اور مجھے بھی شرمندگی ہوئی کہنے والے کو تحقیق کرنا آسان ہے... میں کہاں تک یاد رکھ سکتا ہوں... گزشتہ بات چاہے ذرا سی ہو اس کا یاد کرنا مجھے نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے... کیوں کہ میں تو اس کو اپنے ذہن میں مکمل کر کے اس سے فارغ ہو چکا...

پھر فرمایا کہ حساب کتاب میں ہے بڑے تیقظ کی ضرورت... میں اپنے آپ کو بڑا بیدار مغز سمجھتا ہوں... لیکن پچیس روپیہ ڈنڈ پڑ ہی گیا (مدرسہ کے حساب میں پچیس روپیہ کے نوٹ کی بابت شبہ پڑ گیا... حضرت نے محض شبہ کی بنا پر بغرض احتیاط پچیس روپیہ اپنی طرف سے مدرسہ میں داخل کر کے تحویل ایک دوسرے صاحب کے متعلق اور حساب تیسرے صاحب کے متعلق کر دیا...

کیونکہ فرمایا کہ ایک ہی شخص کے پاس حساب اور تحویل دونوں کا رہنا مناسب نہیں ہوتا یہ خلاف ہے اصول کے) پھر کرایہ کے غلطی کی بابت فرمایا کہ نتائج کو دیکھئے اب ان کا انسداد کرتا ہوں تو سخت مشہور ہوتا ہوں کیا یہ انسداد کے قابل نہیں...

صفائی معاملات

احقر کو قیام کیلئے اپنے تصنیف کے کمرہ کے مقابل جو کمرہ ہے وہ مرحمت فرمایا ہے قبل حاضری اطلاع فرمادی تھی کہ ضروری درستی میں مختصر سا صرف ہوگا پھر بعد درستی مطلع فرمایا کہ ضروری درستی میں دو روپیہ صرف ہوئے ہیں اگر لپائی اور پوتائی بھی کرانی ہو تو ایک روپیہ زائد... ورنہ صرف دو روپیہ بھیج دیجئے...

احقر نے تین روپیہ ارسال خدمت کر دیئے لیکن صرف لپائی کر لی گئی یعنی مٹی

Marfat.com

لپسوادی سفیدی چونکہ ایسی زیادہ ضروری نہ تھی... اس کو احقر کی حاضری تک ملتوی رکھا... حاضری پر فرمایا کہ آٹھ آنہ آپ کے بچے ہیں مٹی تو لپسوادی گئی اور وہ اس وجہ سے ضروری تھی کہ کوئی کنکھجورا وغیرہ سوراخوں سے نہ نکل آئے...

اب سفیدی آپ کی رائے پر ہے... احقر نے سفیدی کی ضرورت نہیں سمجھی... فرمایا کہ جی ہاں کچھ ضرورت نہیں... پھر مزاحاً فرمایا کہ آپ جس غرض سے آئے ہیں اس میں تو بے چونی کی کیفیت ہونی چاہیے پھر کیوں چونہ پھرایا جائے...

شام کو ایک پرچہ پر تفصیل صرف لکھ کر اور بقیہ آٹھ آنے اس میں لپیٹ کر احقر کے پاس بھیجوا دیئے... چونکہ یہ دونوں کمرے بالا خانہ پر ہیں اور موری کے قبل تک جو شخص کسی خاص بات کے کہنے کیلئے حضرت کے پاس آنا چاہتا تھا تو احقر کے کمرہ سے ہو کر جاتا تھا... کیونکہ حضرت کے کمرہ کی طرف کا زینہ حضرت اندر سے بند فرما لیتے ہیں... اب اس طرف سے آنے کی بھی حضرت نے سب کو ممانعت فرما دی اور احقر سے فرما دیا کہ آپ اندر کی کنڈی لگا دیا کیجئے اور تجویز فرمایا کہ اب جو کوئی میرے پاس آنا چاہے دوسرے زینہ سے ہو کر آیا کرے...

چونکہ حضرت بھی زینہ کی کنڈی اندر سے لگا کر کمرہ پر تشریف لے جاتے ہیں... اس لئے بعض نے یہ رائے دی کہ اس میں زحمت ہے مناسب یہ ہے کہ خواجہ صاحب (احقر) خود اپنے زینہ کی کنڈی نہ لگایا کریں اور چونکہ بہت کم کسی کے اوپر آنے کا اتفاق ہوتا ہے اس لئے کچھ ایسا حرج بھی احقر کا اس آنے جانے سے نہ ہوگا...

مگر حضرت نے فرمایا کہ جب کنڈی کھلی رہے گی تو لوگوں کے آنے کا احتمال تو ہر وقت ہی رہے گا... اس سے خواجہ صاحب کو یکسوئی نہ رہے گی... لہٰذا حضرت نے یہ تجویز فرمایا کہ کوئی بری اور بھدی آواز کی گھنٹی لگا لی جائے... نیچے سے آنے والا رسی کھینچ کر اس کو ہلا دے اور میں یا تو اوپر ہی سے باتیں کر لوں یا اگر ضرورت ہو تو خود نیچے اتر کر زینہ کی کنڈی کھول دوں... حضرت کو اس زحمت سے بچانے کیلئے بعضوں

Marfat.com

نے کہا کہ آخر طالب علم پڑھتے پڑھاتے ہی رہتے ہیں... ایک طالب علم وہیں نیچے بیٹھا ہوا پڑھتا رہے اور کنڈی بجائے اندر کے باہر سے لگا دی جایا کرے...

لیکن اس کو بھلا کس طرح منظور فرماتے کیونکہ ہر وقت یہی خیال چین نہ لینے دیتا کہ ایک شخص نیچے گھرا ہوا بیٹھا ہے... پھر احقر کی اس عرض پر کہ نیچے اتر کر کنڈی کھولنے میں زحمت ہو گی... فرمایا کہ جسمانی تعب تو جو کچھ ہو میں برداشت کر سکتا ہوں لیکن روحانی کلفت برداشت نہیں ہوتی...

چنانچہ اخیر رائے گھنٹی کی طے پائی صفائی معاملات کی ملاحظہ فرمایئے... بے تکلف احقر سے فرمایا کہ چونکہ یہ انتظام آپ کے سبب سے کیا گیا ہے اسلئے جو کچھ دو چار پیسے گھنٹی کی قیمت ہو وہ آپ دے دیجئے گا...

ایک بساطی کے یہاں سے نہایت بدشکل بد آواز لوہے کی گھنٹی جو اونٹوں کے گلے میں ڈالی جاتی ہے منگوائی گئی... اس کی دکان پر اس قسم کی وہی ایک گھنٹی تھی جس کے بکنے کی کوئی امید نہ تھی اس نے از خود بلا قیمت بھجوا دی... حضرت نے فرمایا بھی کہ نہیں کچھ قیمت تو ضرور دینی چاہیے... لیکن بساطی نے کہہ دیا تھا کہ اس کی کوئی قیمت نہیں مفت نذر ہے... حضرت نے فرمایا کہ خیر اس سے سوال تو کیا نہیں گیا بے چارہ خوشی سے دیتا ہے لے لی جائے... پھر فرمایا کہ گھنٹہ ہونے کی حیثیت سے تو کوئی ثواب نہیں لیکن جس غرض سے یہ منگوائی گئی ہے اس کا ثواب اس کو ضرور ملے گا...

احقر کے کمرہ سے ہو کر جانے کا راستہ بند ہونے کے بعد ایک طالب علم ایک دفعہ زینہ کے کواڑ کھلے ہوئے دیکھ کر حضرت کے پاس اسی کمرہ سے ہو کر پہنچ گئے تو بہت خفا ہوئے اور احقر سے بوقت نماز ظہر فرمایا کہ جب اوپر جایا کیجئے تو اندر کی کنڈی لگا دیا کیجئے اور جب باہر آئے تو باہر کی کنڈی میں تالا لگا دیا... اس میں احتیاط بھی رہے گی اور یہ لوگ (طالب علم وغیرہ) بھی اس مصیبت (یعنی خفگی) سے بچے رہیں گے...

فائدہ: صفائی معاملات وشفقت وایثار وحسن انتظام اس واقعہ سے بخوبی ظاہر ہے...

Marfat.com

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے واقعات صفائی معاملات

فرمایا کہ میں تو دعویٰ کر کے کہتا ہوں کہ اگر آدمی پوری طرح اتباع کرے تو بڑی برکت ہوتی ہے مگر ہمت کر کے کرے البتہ اول اول کچھ تو نفع نہیں معلوم ہوتا اور پھر اتباع سے ایسا نور معلوم ہوتا ہے کہ بدون اتباع کے چین نہیں آتا... بلکہ پھر تو یہاں تک حالت ہوتی ہے کہ اس کا اثر دوسروں کو بھی محسوس ہونے لگتا ہے... ایک مرتبہ مجھے بھوسہ کی ضرورت تھی اور میرے بھائی کے یہاں بھوسہ تھا کیونکہ الحمدللہ وہ زمیندار ہیں میں نے ان کے یہاں سے بھوسہ تک بھی نہیں منگایا بعض لوگوں نے اس کی مصلحت پوچھی تو میں نے کہا کہ یہ انتظام کے بالکل خلاف ہے... ان کا کام ملازموں کے ہاتھ میں رہتا ہے... میری وجہ سے دو ضرر ہوں گے... ایک تو ان کو خیانت کا موقع ملے گا اور دوسرے ان کو ان سے محاسبہ پر قدرت نہ ہوگی... کیونکہ انہیں یہ بہت اچھا موقع ملے گا کہ آپ کے بھائی کے یہاں جایا کرتا ہے اسی طرح شبیر علی جب میرے پاس پڑھا کرتے تھے... بھائی انکو تنخواہ بھیجا کرتے تھے میں ماہوار جو کچھ خرچ ہوا کرتا تھا...

لکھ بھیجتا تھا... یہ بھائی کو ناگوار ہوا کہ حساب کتاب کی کیا ضرورت... میں نے کہا کہ اس میں مصلحت ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ اس خرچ کو کافی سمجھ کر بھیجتے ہیں اور کبھی ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ وہ ناکافی ہوتا ہے اور جب آپ کے اندازہ کے خلاف ہوگا تو ممکن ہے کہ کوئی خیال پیدا ہو جائے وہ سمجھ گئے اسی طرح ایک دفعہ

مجھ سے کہا کہ آپ کی خدمت کیلئے میں کچھ مقرر کرنا چاہتا ہوں... میں نے انکار کر دیا اس میں کئی کئی مفسدے ہیں... ایک تو یہ کہ مجھے ہمیشہ تاریخیں شمار کرنی پڑیں گی اور یہ خیال رہے گا... آج آئے کل آئے اور دوسرے یہ ہے کہ آپ نے اگر کوئی تنخواہ مقرر کر دی تو ممکن ہے کہ کبھی آپ کو ایسی ضرورت پیش آئے کہ اس میں صرف کرنا مقدم ہو... مثلاً کبھی ایسا موقع ہوا کہ جائیداد خریدنی ہوئی تو ایک حصہ تنخواہ کا میرے

Marfat.com

لئے نکال دیا... تو اس وقت ممکن ہے کہ یہ خیال ہو کہ یہ اتنے روپیہ اس وقت وہاں نہ جاتے تو کام آسانی سے ہو جاتا... بھائی نے کہا آپ آخر اوروں کی خدمت تو قبول کر لیتے ہیں اس پر میں نے کہا کہ بے شک مگر اس قدر فرق ہے کہ وہ مقرر نہیں ہوتی نہ مجھے انتظار ہوتا ہے نہ انہیں بار ہوتا ہے... اس طرح آپ بھی دے دیا کیجئے میں ضرور لے لوں گا... چنانچہ وہ کبھی مجھے بیس روپیہ کبھی تیس...

کبھی پچاس روپیہ دے دیتے ہیں... میں لے لیتا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ جب ہم سب بہن بھائیوں کا والد کے بعد ترکہ تقسیم ہوا تو ہم نے چند قرعے بنائے جو سب میں بہتر قرعہ تھا وہ سب سے چھوٹے کو دیا... اس کے بعد جو قرعہ بہتر تھا وہ اس سے بڑے بھائی کو دیا ہم نے خیال کر لیا کہ ہم لوگ چونکہ بڑے ہیں اس لئے ہم تو والد صاحب کی چیزوں سے بہت متمتع ہو چکے ہیں اور چھوٹوں کو نفع کم پہنچا ہے ابھی کچھ نفع پہنچ جائے تو اچھا ہے میاں مظہر کے حصہ میں ایک بہلی بھی آئی تھی ان کی والدہ نے کہا کہ بہلی ہمارے حصہ میں لگا دو... کبھی کبھی میں بھی اس میں سوار ہوتا تھا...

مگر انکو کرایہ دیا کرتا تھا اور میاں مظہر انکار کرتے تھے میں نے کہا کہ نہیں بھائی اس میں مجھے بھی ضرر ہے اور تمہیں بھی ضرر ہے مجھے تو یہ ضرر ہے کہ جب مجھے ضرورت ہو گی بے تکلف نہ منگا سکوں گا اور جب کرایہ دیتا ہوں تو بے تکلف منگا لیتا ہوں اور تم کو یہ ضرر ہو گا کہ اگر تمہیں بھی اس وقت میں ضرورت ہوئی تو خود دیا تو کرایا کرو گے تو باوجود اپنی چیز کے ہوتے ہوئے پھر کرایہ دینا بار طبیعت ہو گا... دوسرے یہ کہ ہر ایک شخص کو موقع مانگنے کا ملے گا... چنانچہ پھر اگر کوئی مانگنے آتا تو وہ بے دھڑک کہہ دیا کرتے کہ کرایہ لاؤ اور لے جاؤ جب ان کی سمجھ میں آیا اور نفع ہوا تو بہت خوش ہوئے...

مالی معاملات کو لکھ لینا چاہئے

فرمایا کہ کانپور میں ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کا قرضہ دو مرتبہ ادا کیا... مجھے یاد تھا

Marfat.com

کہ میں دے چکا ہوں لیکن اس نے اعتبار نہ کیا اور کہا کہ مجھے یاد نہیں...حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ط ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ط وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ط وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ)

یعنی لکھنے سے اکتاؤ نہیں، چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا اور فرمایا کہ لوگ خدا تعالیٰ کی وسعت رحمت پر لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ م بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ط وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ط ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ط وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ط وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وغیرہ سے استدلال کرتے ہیں...

لیکن میں اس سے استدلال کرتا ہوں... کیونکہ خداوند کریم کے نزدیک دنیا نہایت ذلیل ہے تو جب اس کی حفاظت کے لئے یہ طرق بتلائے... تو معلوم ہوا کہ

Marfat.com

خدائے کریم ہماری آخرت میں تو ذرا بھی کمی نہ فرمائیں گے... غرض ہر شے میں ایک طریقہ خاص ہے، اسی کے موافق اس کو انجام دینا چاہئے...

معاملات میں صفائی نہ ہونے سے باہمی تعاون میں خلل

فرمایا کہ بعض مواقع پر معاشرت اور معاملات رندوں کے اچھے ہیں اور اہل علم کے خراب ہیں... ایک ثقہ صورت میرے ایک دوست سے دس روپے مانگ لیے گئے تھے... جب تقاضا کیا تو لے کہا پھر دے دوں گا... پھر تقاضا کیا تو کہا پھر دے دوں گا... پھر تقاضا کیا تو کہہ دیا آپ کے پاس میری کوئی تحریر ہے ایسے ہی ایک بی بی ہمارے گھر میں سے جھومر مانگ کر لے گئیں... پھر اس کو رہن کر دیا... بڑی مشکل کے بعد وصول ہوا کہ اب قریب قریب دینا ہی بند کر دیا... مگر پھر بھی بعض جگہ مروت غالب آجاتی ہے... اللہ کے فضل سے مسلمانوں میں بہت روپے والے ہیں اور چاہتے کہ ہم کسی کو قرض دیں مگر معاملہ کی گندگی کی وجہ سے نہیں دیتے' ایسے ہی بیکار روپیہ رکھنا پڑتا ہے اور اہل حاجت کفار کو سود دیتے ہیں...

معاملات کی صفائی کا ایک واقعہ

فرمایا کہ گھر میں ایک مرتبہ ایک نائن سے پان منگوائے' وہ شمار کیے تو معمول سابق سے زیادہ تھے... تحقیق سے معلوم ہوا کہ دکاندار کے گھر سے اس کی عورت نے اس سے چھپا کر دے دیئے تھے اور پیسے خود رکھ لیے... میں نے کہا کہ اس کا حق تو ہمارے ذمہ رہا کیونکہ یہ تو ملک اس کے خاوند ہی کی ہے عورت کی بدنامی کے خیال سے یہ ترکیب کی کہ جس حساب سے وہ پان دیا کرتا تھا اسی حساب سے اس کے پاس پورے پیسے بھیج دیئے اور یہ کہہ دیا کہ یہ پیسے تمہارے ہمارے ذمے رہ گئے تھے اس نے فوراً رکھ لیے... یہ بھی تو نہیں پوچھا کہ کب رہ گئے تھے...

Marfat.com

معاملات کی صفائی بڑی چیز ہے

ایک سلسلہ میں فرمایا کہ نقل کرتے بھی صدمہ ہوتا ہے کہ ہمارے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے تو بے نظیر بزرگ اور پھر بھی ان کی تنخواہ کیا تھی صرف چالیس روپیہ ماہوار جو آج ایک نوآموز طالب علم بھی مشکل سے قبول کرتا ہے اور اگر تنخواہ کی کمی بھی منظور کرتا ہے....

تو اس طرح سے کہ اثر میں کمی نہ ہو... چنانچہ ایک مدرسہ میں بوجہ قلت آمدنی مدرسین سے کہا گیا کہ اپنی تنخواہوں میں تخفیف منظور کرلیں...

صدر مدرس صاحب نے کہا کہ اس طرح تو تخفیف نہیں کروں گا' میں تنخواہ تو پوری لوں گا لیکن جتنی تخفیف ضروری سمجھی جائے اتنی رقم اپنی طرف سے مدرسہ میں داخل کردیا کروں گا تا کہ نام تو رہے کہ تنخواہ اتنی ہے تو یہاں تک باتیں نظر میں آنے لگیں کہ چاہے تنخواہ کم ہوجائے...

لیکن شان ویسی ہی رہے اب تو اتنی تنخواہ کو کوئی خاطر میں بھی نہیں لاتا اور وہاں اس کی بھی بڑی قدر تھی... وجہ کیا کہ وہ حضرات اپنے کو صاحب کمال ہی نہیں سمجھتے تھے اس واسطے صاحب مال ہونا نہیں چاہتے تھے...

غرض چونکہ مولانا کا کنبہ بہت بڑا تھا اس لیے خرچ میں بہت تنگی ہوتی تھی اور چونکہ وہاں صفائی اور سادگی بہت زیادہ تھی یہ گھر والوں کی شکایت بھی سب کے سامنے فرمایا کرتے تھے کہ کنبہ والے زیادہ طلبی کرتے ہیں...

میری چالیس روپیہ تو تنخواہ ہے اور ہر شخص یہی سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ چالیس روپیہ مجھے دیدو تو میں چالیس کی صرف ایک رقم کو چالیس چالیس کی اتنی ساری رقمیں کیسے بنا سکتا ہوں...

پھر بطور تحدث بالنعمۃ کے فرمایا کہ اللہ اکبر ہمارے بزرگوں نے تو اس طرح

Marfat.com

بسر کیا ہے اور یہاں تو اللہ تعالیٰ نے نوابی کیا بادشاہی دے رکھی ہے اور قلب اور تنگی خدا کے فضل سے کہیں ارد گرد بھی نہیں....

حالانکہ نہ کوئی لیاقت ہے نہ کمال بس وہ جو مشہور ہے وہ حال ہے کہ اللہ میاں نے اپنے گدھوں کو بھی حلوا دے رکھا ہے اور اتنا دے رکھا ہے کہ بعض ڈپٹیوں کو بھی کئی کئی سو روپیہ قرض دے رکھے ہیں اور جیسا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وصیت میں تحریر فرمایا تھا کہ الحمدللہ بندہ کسی کا مقروض نہیں ہوتا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے مجھ کو بھی یہ دولت عطا فرما رکھی ہے...

الحمدللہ میں بھی کسی کا مقروض نہیں ہوتا... حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مقروض رہنے کے سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ جب میں دلی بنر پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے والد صاحب کو وہ مجھے فراغت کا خرچ بھیجتے تھے گو تکلف اور تنعم تو نہیں تھا...

لیکن آرام اور فراخی کے ساتھ رہتا تھا... چنانچہ کھانا پکانے کے لیے ایک مدت تک باورچی بھی تھا...

ایک بار مولانا نے مجھ سے پوچھا کہ کچھ خرچ میں گنجائش بھی ہے' یہ ایسے آہستہ لہجہ میں فرمایا کہ میں بجائے خرچ کے خط سمجھا اور سمجھا کہ والد صاحب کو جو میں خطوط لکھا کرتا ہوں اس میں بھی گنجائش ہے...

میں نے اسی بناء پر عرض کیا کہ جی حضرت بہت گنجائش ہے اس پر فرمایا کہ دس روپیہ دیدو... اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ خرچ کی گنجائش کو دریافت فرما رہے تھے...

چونکہ الحمدللہ میرے پاس خرچ کی بھی فراغت تھی...

اس لیے میں نے فوراً دس روپیہ حاضر کر دیئے جو مولانا نے تنخواہ ملتے ہی ادا فرما دیئے پھر تو اکثر مہینوں میں ایسا ہی ہوا کرتا...

Marfat.com

معاملہ کرتے وقت لکھنے کا فائدہ

ایک سلسلہ میں فرمایا کہ ایک مشہور عربی مثل ہے کہ

تعاشروا کالا خوان وتعاملوا کالا جانب

کہ باہم گزران تو کرو مثل بھائیوں کے لیکن معاملہ کرو مثل اجنبیوں کے اسی میں بڑی مصلحتیں ہیں' معاملات کی صفائی بڑی اچھی چیز ہے جب کسی سے قرض لے یا دے یا ادا کرے اس کو فوراً لکھ لے..

مثلاً دھوبی کو کپڑے دیتے وقت لکھ لینے سے یہ فائدہ تو ہے ہی کہ بھول نہیں ہوتی...ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر کاغذ کھو بھی جائے...

تب بھی دھوبی پر رعب رہتا ہے اور وہ پورے ہی کپڑے لا کر حوالہ کرتا ہے' حساب اور آلات حساب اور لکھنا پڑھنا اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات ہیں... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو اپنے احسانات ہی میں بیان فرمایا ہے...فرماتے ہیں:

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

اور فرماتے ہیں

وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتَابَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ط

Marfat.com

ہمارے اکابر اور معاملات

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں.... شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ جو دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں...
جن کے ذریعہ دارالعلوم دیوبند کا آغاز ہوا... اللہ تعالیٰ نے ان کو علم میں... تقویٰ میں معرفت میں بہت اونچا مقام بخشا تھا...
جس زمانے میں آپ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث تھے...
اس وقت آپ کی تنخواہ ماہانہ دس روپے تھی...
پھر جب آپ کی عمر زیادہ ہوگئی اور تجربہ بھی زیادہ ہوگیا... تو اس وقت دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے یہ طے کیا کہ حضرت والا کی تنخواہ بہت کم ہے...
جبکہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی ہے... ضروریات بھی زیادہ ہیں...
مشاغل بھی زیادہ ہیں... اس لئے تنخواہ بڑھانی چاہئے...
چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ طے کیا کہ اب آپ کی تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے ماہانہ کردی جائے... جب تنخواہ تقسیم ہوئی تو حضرت والا نے یہ دیکھا کہ اب دس کے بجائے پندرہ روپے ملے ہیں... حضرت والا نے پوچھا کہ یہ پندرہ روپے مجھے کیوں دیئے گئے... لوگوں نے بتایا کہ مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے کردی جائے...
آپ نے وہ تنخواہ لینے سے انکار کردیا... اور دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کے نام ایک درخواست لکھی کہ حضرت!

Marfat.com

آپ نے میری تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے کر دی ہے...

حالانکہ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں... پہلے تو میں نشاط کے ساتھ دو تین گھنٹے سبق پڑھا لیتا تھا... اور اب تو میں کم پڑھاتا ہوں... وقت کم دیتا ہوں... لہٰذا میری تنخواہ میں اضافے کا کوئی جواز نہیں... لہٰذا جو اضافہ آپ حضرات نے کیا ہے یہ واپس لیا جائے... اور میری تنخواہ اسی طرح دس روپے کر دی جائے...

لوگوں نے آ کر حضرت والا سے منت سماجت شروع کر دی کہ حضرت! آپ تو اپنے تقویٰ اور ورع کی وجہ سے اضافہ واپس کر رہے ہیں...

لیکن دوسرے لوگوں کے لئے یہ مشکل ہو جائے گی کہ آپ کی وجہ سے ان کی ترقیاں رک جائیں گی... لہٰذا آپ اس کو منظور کر لیں... مگر انہوں نے اپنے لئے اس کو گوارا نہ کیا... کیوں؟

اس لئے کہ ہر وقت یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ یہ دنیا تو چند روز کی ہے...

خدا جانے آج ختم ہو جائے... یا کل ختم ہو جائے..... لیکن یہ پیسہ جو میرے پاس آ رہا ہے... کہیں یہ پیسہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر وہاں شرمندگی کا سبب نہ بن جائے.... دارالعلوم دیوبند عام یونیورسٹی کی طرح نہیں تھا کہ استاذ نے سبق پڑھا دیا...

اور طالب علم نے سبق پڑھ لیا... بلکہ وہ ان اداؤں سے دارالعلوم دیوبند بنا ہے... اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی فکر سے بنا ہے... اس ورع اور تقویٰ سے بنا ہے... لہٰذا یہ اوقات جو ہم نے بیچ دیئے ہیں... یہ امانت ہیں... اس میں خیانت نہ ہونی چاہئے... (اصلاحی خطبات)

Marfat.com

حرام مال سے بچنا فرض ہے

اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق حلال کی بڑی اہمیت ہے...مشائخ فرماتے ہیں کہ اس دور میں رزق حلال پر قناعت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ولی ہے...

چاہے وہ معمولی پیشہ اختیار کر کے ہی حلال روزی کما رہا ہو...اسی سلسلہ میں اسلاف کے چند واقعات پیش خدمت ہیں...

حضرت وہب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم (نماز میں) ستون کی طرح کھڑے رہو.... تمہیں یہ کچھ نفع نہ دے گی... جب تک تم یہ تحقیق نہ کرلو کہ تمہارے پیٹ میں جو جارہا ہے وہ حلال ہے یا حرام (جامع العلوم والحکم)

حرام مال سے بچنا ہر ایک پر فرض ہے...اسی وجہ سے اکابر علماء وصلحاء حلال کھانے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے کہ ایک لقمہ بھی حرام کا پیٹ میں نہ چلا جائے..

اس سلسلہ ہمارے اکابر نے کس قدر احتیاط فرمائی ہے

شیخ حسام الدین متقی ملتانی رحمہ اللہ جب کبھی اپنے آپ کو بے چین پاتے تو اپنی غذا کے بارے میں تحقیق کرتے کہ شاید غذا میں کوئی بات پیدا ہوگئی ہے

ایک بار طبیعت میں کدورت محسوس کی تو باورچی خانہ میں جا کر باورچی سے پوچھا کہ آج کھانا کس طرح اور کہاں پکایا؟

بتایا گیا کہ چولہا سلگانے کیلئے آگ پڑوس سے ان کی اجازت کے بغیر لائی گئی تھی...شیخ حسام الدین فوراً اپنے پڑوسی کے گھر گئے

اوران سے معافی چاہی اوران کو کچھ دیکر خوش کیا (بزم رفتہ کی سچی کہانیاں، ص:208)

Marfat.com

اس طرح کے واقعات سے تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں...

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اکابر رزق کے معاملے میں بہت محتاط تھے

اس میں وہ ادنیٰ شائبہ سے بھی بچتے تھے...

آدمی تقویٰ کے درجات کو پہنچ نہیں سکتا جب تک کہ مشتبہ رزق سے اپنے آپ کو نہ بچائے اور اگر وہ مشتبہ سے نہیں بچتا تو پھر آہستہ آہستہ وہ حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے...اور جب آدمی مشتبہ مال سے بچتا ہے...

تو اللہ تعالیٰ خود مدد کرتے ہیں...اور حلال مال کے دروازے کھول دیتے ہیں؟ یہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے...

مولانا خواجہ مانک پوری رحمہ اللہ تعالیٰ بہت پرہیزگار عالم تھے...

اکثر فاقے سے رہتے...ایک مرتبہ تین دن کا فاقہ تھا کہ ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آیا...اور ساتھ ہی کچھ سونا بطور نذرانہ پیش کیا...انہوں نے مسئلہ تو اسے سمجھا دیا لیکن سونے کو مشکوک مال سمجھ کر واپس کر دیا...

اس پر آپ کے گھر والوں نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ جب فاقہ تھا تو سونا قبول کر لیتے...واپس کیوں کیا؟

اتفاق سے اسی دن مغرب کی نماز کے بعد ملک عین الدین مانک پوری آیا...

اس کو ایک دُعا کے الفاظ سمجھنے میں دقت ہو رہی تھی...مولانا نے اسکی مشکل حل کر دی تو اس نے نذرانہ میں کچھ نقدی...

کپڑے اور کھانے پیش کیے...مولانا نے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ہمت کر کے جب مشکوک مال واپس کر دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو دوسرے طریقے سے حلال مال عطا فرما دیا...(اخبار الاخیار، ص:167)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہر نافرمانی سے بچائے آمین

Marfat.com

نقصانات سے بچیے

روزمرہ زندگی میں ایسی بے شمار باتیں نظر آتی ہیں جن کا عموماً خیال نہیں رکھا جاتا...لیکن واقعات ومشاہدات ثابت کرتے ہیں کہ ان نظر انداز کی جانے والی باتوں کی بڑی حیثیت اوراہمیت ہے...

چھوٹی باتوں کواہمیت دینے والا ہی اہم اور بڑی باتوں کو اہمیت دے سکتا ہے...

ذیل میں ایسی چھوٹی چھوٹی ...لیکن اہم باتوں کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے...جو اپنی اہمیت کے باوجود نظر انداز کرنے کی وجہ سے کئی پریشانیوں کا سبب بن سکتی ہیں...

① مسلمان کو ایذا دینا حرام ہے...اس ایذارسانی (یعنی تکلیف پہنچانے) کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں...مثلاً معاملات میں وعدہ خلافی کرنا ایک عام بات سمجھی جاتی ہے...حالانکہ جس سے وعدہ کیا گیا ہے...

وہ آپ پر اعتماد کر کے اپنے پروگرام طے کر چکا ہے، آپ کی ایک وعدہ خلافی نہ جانے کتنے لوگوں کے لیے ذہنی اذیت کا ذریعہ بنے گی...

اگر خدانخواستہ آپ وعدہ کے مطابق کام نہیں کرسکے تو اس کی اطلاع کرنا آپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے...آج کل موبائل کی سہولت عام ہے، دو تین روپے کی کال کر کے آپ ایذاءِ مسلم کے گناہ کبیرہ سے بچ سکتے ہیں...

اگر ہم میں سے ہر شخص یہ تہیہ کر لے کہ میری کسی بات یا میرے کسی عمل یا رویہ کی وجہ سے کسی بھی مسلمان بھائی کو پریشانی نہ ہو تو اس عزم کی برکت سے ہمارا معاشرہ خوشیوں اور راحتوں کا گہوارہ بن جائے...

② دوسروں کو تکلیف سے بچانے میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ نے کسی کے ساتھ تفصیلی گفتگو کرنی ہے تو پہلے سے معلوم کرلیں کہ آپ کے مخاطب کے پاس

Marfat.com

فرصت بھی ہے یا نہیں یا وہ فرصت کا جو وقت بتا دیں اسی وقت تفصیلی گفتگو کر لی جائے... موبائل پر گفتگو کی صورت میں شرعی آداب کا خیال نہ کر کے ہم نے اس نعمت کو اپنے اور دوسروں کے حق میں زحمت بنا لیا ہے...

3 خریداری ہر انسان کیلئے ناگزیر ہے... بعض اوقات خریداری میں دُکاندار پر اطمینان کر لیا جاتا ہے نہ بل بنوانے اور نہ کل میزان چیک کرنے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے... اپنی اس غفلت کی وجہ سے بعد میں جب پتہ چلتا ہے کہ چیزوں میں کمی ہے یا بل میں گڑ بڑ ہے تو پھر دُکاندار کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے... حالانکہ قصور اپنا ہوتا ہے... اس طرح کی پریشانی اور بدگمانی سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ آپ چاہے سو روپے کی خریداری کریں یا دس ہزار کی...

لیکن اپنی طرف سے مکمل اطمینان اور تسلی کر لیں... باقاعدہ بل بنوائیں ہر ہر چیز کی قیمت معلوم کر لیں... کل میزان اچھی طرح چیک کر لیں...

4 رقم کے لین دین میں اپنا اطمینان اور تسلی ضروری ہے... اگرچہ فریق ثانی پر سو فیصد اعتماد ہی کیوں نہ ہو... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں رقم لیتے دیتے وقت اس نیت سے گن لیتا ہوں... کہ دوسرے کی طرف سے زائد رقم نہ آ جائے اور میری طرف سے کم رقم نہ جائے...

آپ نے کسی پر اعتماد کرتے ہوئے رقم لیتے وقت گننے کی ضرورت محسوس نہیں کی... بعد میں پتہ چلا کہ رقم کم ہے تو پریشانی... اگر رقم زیادہ آ جائے تو واپس لوٹانے کیلئے جانے کی پریشانی...

اللہ تعالیٰ ہمیں دھوکہ دینے اور دھوکہ کھانے سے محفوظ رکھے آمین

Marfat.com

معاملات کی اصلاح نہایت ضروری ہے

ازافادات... حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمہ اللہ تعالیٰ

خرید وفروخت... کرایہ... رہن ودیگر معاملات تجارت.....

شرکت اور مزارعت کے متعلق ضروری گزارش

اس وقت ایک نہایت ضروری بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں... گوآپ کو ان باتوں کا خیال تو ضرور ہوگا مگر ان کی طرف زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے...

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الخ"

یعنی تمہارے لیے ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے...

لہٰذا اس نمونہ کے موافق اپنی زندگی بناؤ... سو اسی زندگی کا ایک حصہ ہمارے معاملات ہیں... یعنی خرید وفروخت... رہن... زراعت اور تجارت اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حدیں مقرر کردی ہیں... بعض تجارتیں منع کردی ہیں...

جیسے شراب... سور کی خرید وفروخت... اسی طرح اور بھی تجارتیں ہیں... پس جس طرح دُنیا کے حاکم کے قانون کے موافق ہم تجارت کرتے ہیں... مثلاً ہم میں سے ہر شخص کارتوس... بندوق کی تجارت نہیں کرسکتا... اگر بلالائسنس کریگا تو جیل خانہ بھگتنا ہوگا... اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابندی کے ساتھ یہ معاملات کرنا چاہیے...

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تجارت کرے... سچائی اور امانت کے ساتھ قیامت میں اس کا حشر عالم باعمل اور نبیوں کے ساتھ ہوگا...

سو یہ کتنی بڑی دولت ہے... اس لیے ہم جس کام میں مشغول ہوں... اس کا شرعی

Marfat.com

حکم معلوم کرنا ہم کو ضروری ہے ...وہ علماء سے معلوم کریں ...اور دین کی کتابوں سے اس کیلئے سہل طریقہ یہ ہے کہ محلہ کی مسجد میں جماعت کی نماز پڑھیں اور جس وقت دینی کتابیں سنائی جاتی ہیں ...سنیں اور علماء سے مسائل پوچھیں ...

دیکھیے عام طور پر لوگ غلطی کرتے ہیں کہ بلا بُور آئے یا بُور آنے پر فصل بیچتے ہیں ...اس میں اور جوئے میں کیا فرق ہے؟ ...جس مکان کو رہن رکھا ہے ...

اس مکان میں بلا کرایہ کے ساتھ رہتے ہیں ...اس میں اور سود میں کیا فرق ہے؟

اس قسم کی بہت سی غلطیاں کرتے ہیں ...ان غلطیوں کا علاج یہی ہے کہ جو کام کریں ...اس کے متعلق معلوم کریں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے ...حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تجارتی معاملات کے متعلق ایک رسالہ "صفائی معاملات" میں ضروری احکام جمع کر دیئے ہیں ...

ان کا تو مطالعہ ضرور ہی کریں ...تا کہ آخرت کی تباہی سے بچے رہیں ...وہ نفع دُنیا کا جس سے آخرت تباہ ہو ...کس کام کا ہے؟ ...اگر ہم نے اس میں سستی و کوتاہی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت میں کیا منہ دکھلائیں گے ...

اور یہ کہ اس کا نتیجہ بھی اچھا نہ ہوگا ...یعنی اللہ تعالیٰ کے قید خانہ میں داخلہ ہوگا ... جہاں آگ ...بچھوؤں اور سانپ کا عذاب ہے ...سو یہاں کے قید خانہ سے ڈرنا ...اور اللہ تعالیٰ کے قید خانہ سے نہ ڈرنا کتنی بڑی غلطی ہے ...اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسی باتوں سے بچا دیں ....جن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے ...

حق تلفی کا وبال

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ فرماتے ہیں

میرے بھائیو! مسلمان کا حق لے کر نہ کوئی مر جائے ...ایک بالشت زمین دبا کے مر گیا تو ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر اسکے گلے میں ڈال دیا جائیگا ...کسی کی امانت کھا کر

Marfat.com

مر گیا... وہ بیچارہ روتا پیٹتا رہ گیا اور وہ اپنی طاقت میں ہڑپ کر گیا، قیامت کا دن ہوگا... اللہ تعالیٰ کے وہ دربار میں آئیگا... یا اللہ! میری امانت اس سے لے کر دو...

اللہ کہے گا: اس کی امانت دو... وہ کہے گا: میرے پاس ہے ہی نہیں... اللہ تعالیٰ کہے گا: ہے، پڑی ہوئی ہے، میں نے رکھی ہے... وہ کہے گا: کہاں؟

اللہ تعالیٰ کہے گا: ہاویہ یعنی دوزخ کے آخری درجے میں ہے، جا کے اُٹھا کے لے آ... تو فرشتے اس کو لے جائیں گے اور اس کو دھکا دیں گے... وہ گرتا ہوا پہلے جہنم سے گزرے گا... پھر حطمہ سے... پھر لظی سے... پھر سعیر سے.... پھر سقر سے... پھر جحیم سے... پھر ہاویہ میں پہنچے گا... ہاویہ میں منافقین جلائے جائیں گے... ہاویہ کی آگ دوزخ کی آگ میں سب سے زیادہ خطرناک ہے....

سب سے ہلکی آگ جہنم ہے جہاں مسلمان جلائے جائیں گے... گناہ گار، نافرمان مسلمان... جو کبیرہ گناہ کرتے مر گئے اور توبہ نہ کی... وہ اس میں جلائے جائینگے جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہاویہ ہے... اس میں منافق ہوں گے... امانت ہڑپ کرنے والا مسلمان ہے لیکن ہاویہ میں جا رہا ہے... وہ امانت کو اُٹھائے گا... زمین ہے تو اُٹھائے گا... کپڑا ہے تو اُٹھائے گا... پیسہ ہے تو اُٹھائے گا.... جو بھی ہے اُٹھائے گا...

بکری ہے... گائے ہے اُٹھائے گا... کندھے پہ رکھے گا... پھر یہ ساری دوزخ پار کرتا... کرتا جب جہنم کے کنارے پہ آئے گا اللہ پھر اس کا قدم پھسلا کر دوبارہ گرائے گا... پھر یہ گرتا ہوا ہاویہ میں جائے گا... پھر امانت کو اُٹھائے گا اور پھر چڑھنا شروع کرے گا... پھر اوپر جائے گا... پھر اللہ اس کو نیچے گرائے گا... یہ اللہ کرتا رہے گا جب تک وہ چاہے گا... کیا چسکا آیا کسی کے چند ٹکے ہضم کرنے کا تو مسلمانوں کا حق لے کر کوئی نہ مرے...

ایک دُکاندار نے اپنی دُکان کی ترازو کو توڑ دیا... پڑوسی دُکاندار نے پوچھا: کیوں توڑا ہے؟ کہنے لگا: ہمارا آج پڑوسی مر رہا تھا... ہم نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یعنی کلمہ پڑھ لے... وہ کہنے لگا: مجھ سے نہیں پڑھا جاتا... ہم نے کہا: کیوں نہیں پڑھا جاتا؟

Marfat.com

وہ کہنے لگا: میری دُکان کا ترازو... اس کا کانٹا جو یوں ہوتا ہے... وہ میرے حلق میں چبھ گیا... مجھ سے کلمہ نہیں پڑھا جارہا... بھائیو! حقوق العباد کا معاملہ بڑا سخت ہے... اس لیے اپنے آپ کو بچاؤ کہ اپنے دامن پر کسی مسلمان کا حق نہ پڑا ہوا ہو...

اللہ اپنے حقوق کے معاملے میں بہت سخی ہے... بہت سخی ہے... اسکی انتہا ہی کوئی نہیں تو اللہ کے واسطے میرے بھائیو! اپنے آپ کو بچاؤ، لوگوں کا حق کھانے سے... پرایا مال کھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ... مظلوم کافر بھی ہوگا تو اللہ اس کو بھی آپ کے معاملے میں کھڑا کر کے آپ کو پکڑوا دے گا...

ہمارے تو چاروں طرف مسلمان ہیں... ہم تو مسلمان پر زیادتی کرتے ہیں...

اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے... آمین

خبردار! معاملات کی صفائی دین کا اہم حصہ ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات غنی ہے اور بندہ ہر وقت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے... یہی محتاجی اسے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا درس دیتی ہے... اگر دین کا خلاصہ دو لفظوں میں نکالا جائے تو وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی شکل میں سامنے آتا ہے...

اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری کسی چیز کی محتاج نہیں... یہی وجہ ہے کہ حقوق اللہ میں کمی، کوتاہی پر اللہ تعالیٰ خود معاف فرما دیں تو ان کا فضل وکرم ہے لیکن بندہ جس طرح ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اسی طرح وہ اپنے حقوق اور ضروریات کا بھی محتاج ہے... انسانوں کی یہی باہمی ایک دوسرے کی ضرورت رزق کی تقسیم کا خدائی نظام چلاتی ہے اور حقوق العباد میں کمی کوتاہی کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس وقت تک خلاصی نہیں ہوگی ...جب تک صاحب حق خود معاف نہ کردے... اس لیے حقوق العباد کا معاملہ بہت اہم اور نازک ہے اور اس میں سب سے زیادہ معاملات کی صفائی اہمیت رکھتی ہے..

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُصولی باتیں ذکر فرمائی ہیں اور زیادہ جزئیات سے بحث

Marfat.com

نہیں فرمائی... لیکن یہ معاملات کی اہمیت ہے کہ سورۃ البقرہ کے آخری سے پہلے رکوع میں باہمی معاملات کو لکھنے، ان پر گواہ بنانے، رہن رکھنے جیسے جزئیات سے بھی بحث فرمائی ہے...

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ کوئی شخص کسی سے معاملہ کرتا ہے اور لکھتا نہیں... جب دوسرا فریق اس کا حق دینے سے انکار کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی دُعاء قبول نہیں فرماتے... کیوں؟ اس لیے کہ اس نے باہمی معاملہ کی دستاویز لکھ کر اپنے پاس محفوظ نہیں رکھی تھی... اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہو لیکن معاملہ اجنبیوں کی طرح کرو....

معاملات کی درستگی نہ ہونے نے ہماری باہمی زندگی اجیرن کر رکھی ہے... آج کسی کا حق مار لینے کو چالاکی اور ہوشیاری گردانا جاتا ہے... رقم ہونے کے باوجود ٹال مٹول کر کے مسلمان بھائی کو پریشان کرنا معمولی بات ہے... جھوٹے مقدمات... جھوٹے گواہوں کی بدولت دوسروں کی جائیداد ہتھیا لینا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے...

قرآن کریم میں معاملات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکماً فرمایا... "فَلْيَكْتُبْ" کہ باہمی معاملہ کو لکھ لیا کرو... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:...

میرے نزدیک سب سے بڑی رحمت والی یہی آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایک پیسے کا بھی نقصان نہیں چاہتے...

آج کل اکثر جھگڑوں کی وجہ یہی معاملات کی خرابی ہے... اندھا اعتماد کر لیا جاتا ہے... بعد میں آدمی سر پیٹ کر رہ جاتا ہے...

حدیث شریف میں ہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بہر حال ایک انسان ہوں... ہو سکتا ہے ایک مقدمہ تم میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اس کے دلائل سن کر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں... مگر یہ سمجھ لو کہ اس طرح اپنے بھائی کے حق میں سے جو چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے حاصل کی وہ دراصل دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے..." (بخاری و مسلم)

Marfat.com

امانت کا وسیع دائرہ کار

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے، وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک شخص گندم بیچ رہا ہے، آپ اس کے قریب تشریف لے گئے... اور گندم کی ڈھیری میں اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو اوپر نیچے کیا... تو یہ نظر آیا کہ اوپر تو اچھا گندم ہے، اور نیچے بارش اور پانی کے اندر گیلا ہو کر خراب ہو جانے والا گندم ہے... اب دیکھنے والا جب اوپر سے دیکھتا ہے تو اس کو یہ نظر آتا ہے کہ گندم بہت اچھا ہے...

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تم نے یہ خراب والا گندم اوپر کیوں نہیں رکھا، تا کہ خریدار کو معلوم ہو جائے کہ یہ گندم ایسا ہے... وہ لینا چاہے تو لے لے... نہ لینا چاہے تو چھوڑ دے... اس شخص نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ، بارش کی وجہ سے کچھ گندم خراب ہو گئی تھی... اس لئے میں نے اس کو نیچے کر دیا... آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو... بلکہ اس کو اوپر کر دو اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

من غش فلیس منا... (صحیح مسلم)

جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں، یعنی جو شخص ملاوٹ کر کے دھوکہ دے کہ بظاہر تو خالص چیز بیچ رہا ہے... لیکن حقیقت میں اس میں کوئی دوسری چیز ملا دی گئی ہے یا بظاہر تو پوری چیز دے رہا ہے... لیکن حقیقت میں وہ اس سے کم دے رہا ہے...

تو یہ غش اور دھوکہ ہے... اور جو شخص یہ کام کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے... یعنی مسلمانوں میں سے نہیں ہے...

اسکی تشریح میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں دیکھئے ایسے شخص

Marfat.com

کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کتنی سخت بات فرما رہے ہیں... لہٰذا جو چیز بیچ رہے ہو... اسکی حقیقت خریدار کو بتادو کہ اسکی یہ حقیقت ہے... لیکن خریدار کو دھوکے میں اور اندھیرے میں رکھنا منافقت ہے... مسلمان اور مومن کا شیوہ نہیں ہے...

آج ہمارا حال

آج ہم لوگوں کا یہ حال ہوگیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ عیب نہیں بتاتے، بلکہ جانتے ہیں کہ یہ عیب دار سامان ہے... اس میں فلاں خرابی ہے... اس کے باوجود قسمیں کھا کھا کر یہ باور کراتے ہیں کہ یہ بہت اچھی چیز ہے... اعلیٰ درجے کی ہے، اس کو خرید لیں...

ہمارے اوپر یہ جو اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو رہا ہے کہ پورا معاشرہ عذاب میں مبتلا ہے... ہر شخص بدامنی اور بے چینی اور پریشانی میں ہے... کسی شخص کی بھی جان... مال... آبرو محفوظ نہیں ہے... یہ عذاب ہمارے انہیں گناہوں کا نتیجہ اور وبال ہے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کو چھوڑ دیا... سامان فروخت کرتے وقت اس کی حقیقت لوگوں کے سامنے واضح نہیں کرتے... ملاوٹ... دھوکہ... فریب عام ہو چکا ہے...

ملازمت کے فرائض امانت ہیں

امانت کا دوسرا مفہوم اس کے علاوہ ہے... جس کو عام طور پر لوگ امانت نہیں سمجھتے ہیں... وہ یہ ہے کہ فرض کرو کہ ایک شخص نے کہیں ملازمت اختیار کی ہے... اس ملازمت میں جو فرائض اس کے سپرد کیئے گئے ہیں وہ امانت ہیں... ان فرائض کو وہ ٹھیک ٹھیک بجالائے اور جن اوقات میں اس کو ڈیوٹی دینے کا پابند کیا گیا ہے...

ان اوقات کا ایک ایک لمحہ امانت ہے... لہٰذا جو فرائض اس کے سپرد کیئے گئے ہیں... اگر وہ ان فرائض کو ٹھیک انجام نہیں دیتا... بلکہ کام چوری کرتا ہے تو ایسا شخص اپنے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہے اور امانت میں خیانت کر رہا ہے...

Marfat.com

وہ تنخواہ حرام ہوگئی

مثلاً ایک شخص سرکاری دفتر میں ملازم ہے، اس کو اس کام پر لگایا گیا ہے کہ جب فلاں کام کیلئے لوگ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا کام کر دینا... یہ کام اسکے ذمہ ایک فریضہ ہے جس کی وہ تنخواہ لے رہا ہے... اب کوئی شخص اس کے پاس اس کام کیلئے آتا ہے... وہ اس کو ٹلا دیتا ہے، اس کو چکر کھلا رہا ہے...

تا کہ یہ تنگ آ کر مجھے کچھ رشوت دیدے... آج کے سرکاری دفتر اس بلا سے بھرے پڑے ہیں... آج سرکاری ملازم جس عہدے پر بھی ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو شخص میرے پاس آ رہا ہے... اس کی کھال اتارنا اور اس کا خون نچوڑنا میرے لئے حلال ہے... یہ امانت میں خیانت ہے اور وہ اس کام کی جو تنخواہ لے رہا ہے...

وہ تنخواہ بھی حرام ہوگئی... اگر وہ اپنے فرائض ٹھیک انجام دیتا اور پھر تنخواہ لیتا تو یہ تنخواہ اس کیلئے حلال ہوتی اور برکت کا سبب ہوتی... لہٰذا اس کام کرنے پر جو رشوت لے رہا تھا وہ تو حرام ہی تھی... لیکن اس نے حلال تنخواہ کو بھی حرام کر دیا... اس لئے کہ اس نے اپنے فریضے کو صحیح طور پر انجام نہیں دیا...

ملازمت کے اوقات امانت ہیں

اسی طرح ملازمت کے لئے یہ طے کیا تھا کہ میں آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دونگا... اب اگر اس آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی میں سے کچھ چوری کر گیا اور کچھ وقت اپنے ذاتی کام میں استعمال کر لیا تو جتنا وقت اس نے اپنے ذاتی کام مین استعمال کیا... اس وقت میں اس نے امانت میں خیانت کی... کیونکہ یہ آٹھ گھنٹے اس کے پاس امانت تھے...

اس کے لئے جائز نہیں تھا کہ اس میں اپنا کوئی ذاتی کام کرے... یہ اوقات بک چکے... اب اگر اس وقت میں دوستوں سے باتیں شروع کر دیں یہ امانت میں خیانت ہے اور جتنی دیر یہ خیانت کی اتنی دیر کی تنخواہ اس کیلئے حلال نہیں...

Marfat.com

خانقاہ تھانہ بھون کا اصول

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ کی خانقاہ میں اور مدرسہ میں یہ طریقہ تھا کہ استادوں کے لئے گھنٹے مقرر تھے... کہ فلاں وقت میں وہ استاد آئیگا اور فلاں کتاب پڑھے گا اور مدرسہ کی طرف کوئی قانون اور ضابطہ مقرر نہیں تھا... مگر ہر شخص کا مزاج بنا دیا گیا تھا... اس لئے جب کوئی استاد تاخیر سے آتا تو وہ رجسٹر پر نوٹ لکھ دیتا کہ آج میں اتنی تاخیر سے آیا اور اگر مدرسہ کے اوقات کے درمیان کوئی دوست یا کوئی عزیز رشتہ دار ملاقات کے لئے آ گیا اور اس کے ساتھ بات چیت میں مشغول ہو گئے..

تو اس وقت گھڑی دیکھ کر استاد وقت نوٹ کر لیتا کہ یہ دوست اس وقت آیا اور اس وقت واپس گیا اور آدھا گھنٹہ دوست کے ساتھ بات چیت میں صرف ہو گیا... اور جب تنخواہ وصول کرنے کا وقت آتا تو وہ پورے مہینے کا گوشوارا پیش کرتا اور ایک درخواست پیش کرتا... کہ ہم سے اس ماہ میں یہ کوتاہی ہوئی ہے اور ہم نے اتنا وقت اپنی ذاتی مصروفیات میں خرچ کر دیا تھا... لہٰذا اتنے وقت کی تنخواہ ہماری کاٹ لی جائے... اس طرح ہر استاد مہینے کے ختم پر درخواست دیکر اپنی تنخواہ کٹواتا تھا...

سہولیات سے ناجائز فائدہ

بالکل یہی صورت ملازمت سے حاصل ہونے والی سہولیات کی بھی ہے... جہاں تک نقد تنخواہ کا تعلق ہے، وہ ملازم کی ملکیت ہے... اسے وہ جس طرح چاہے استعمال کر سکتا ہے... یا جو الاؤنس کی رقمیں یکمشت محکمے کی طرف سے ادا کر دی جاتی ہیں اور ان کی وصولیابی کے لئے بل پیش کرنے نہیں پڑتے... ان کا بھی یہی حکم ہے... لیکن جو دوسری سہولیات ملازم کو فراہم کی جاتی ہیں مثلاً پیٹرول... علاج معالجے اور کرائے وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی... وہ محکمے کی طرف سے ایک اجازت ہے... لہٰذا اس کا

Marfat.com

مطالبہ اسی حد تک جائز اور درست ہے جس حد تک اس اجازت سے واقعی فائدہ اٹھایا گیا ہے... اس سے زیادہ نہیں... اس فائدے میں اپنے کسی عزیز، دوست یا پڑوسی کو شریک کرنا بھی جائز نہیں... اسی طرح اگر خود کو اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پیش نہیں آئی، یا اسکا موقع نہیں ملا... تو اس کا غلط بل پیش کر کے پیسے وصول کرنا بھی سراسر ناجائز ہے اور اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے...

کہ کوئی شخص دعوت میں شریک نہ ہو اور داعی کے پاس اس وقت کے کھانے کا بل بھیج دے کہ میں چونکہ دعوت سے فائدہ نہیں اٹھاسکا... اس لئے یہ بل تم ادا کرو... ظاہر ہے کہ کوئی گھٹیا سے گھٹیا آدمی بھی ایسی حرکت نہیں کریگا... مذکورہ سہولیات سے فائدہ اٹھائے بغیر ان کا بل محکمے کو بھیج دینا بھی ایسی ہی شرمناک حرکت ہے... لیکن افسوس ہے کہ اس کی برائی عام طور سے محسوس نہیں کی جاتی... بلکہ اسے اپنا حق سمجھا جاتا ہے... حالانکہ اس میں جھوٹ اور فریب کا گناہ بھی ہے اور دوسرے کا مال ناحق کھانے کا گناہ بھی...

روحانی اَقدار اور حُسنِ کردار کی ضرورت

اس صورت حال کا بنیادی سبب یہ ہے کہ روپیہ پیسہ اور مادی منافع کو زندگی کا واحد بنیادی مقصد قرار دے دیا گیا ہے جس کے آگے دینی... اخلاقی اور روحانی قدریں اور ملک وملت کی اجتماعی فلاح و بہبود کی فکر یا تو بے معنی ہو کر رہ گئی ہے...

یا پس منظر میں چلی گئی ہے... یہ درست ہے کہ معاشرے کا عمومی مزاج راتوں رات تبدیل نہیں ہو سکتا... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ضمیر کی پاکیزگی عطا فرمائی ہو... وہ اس ماحول سے شکست کھا کر بیٹھ جائے...

حسن کردار ایک خوشبو ہے جو بالآخر پھیل کر رہتی ہے... (ذکر وفکر)

Marfat.com

چوری کی چند مروجہ صورتیں

① آج یہ بات بڑے فخر سے بیان کی جاتی ہے کہ ہم اپنا سامان ریل یا جہاز میں کرایہ دیئے بغیر نکال لائے... حالانکہ اگر یہ کام متعلقہ افسروں سے آنکھ بچا کر کیا گیا تو اس میں اور چوری میں کوئی فرق نہیں اور اگر ان کی رضامندی سے کیا گیا... جبکہ وہ اجازت دینے کے مجاز نہ تھے... تو ان کا بھی اس گناہ میں شریک ہونا لازم آیا...

② ٹیلی فون ایکسچینج کے کسی ملازم سے دوستی گانٹھ کر دوسرے شہروں میں فون پر مفت بات چیت نہ صرف یہ کہ کوئی عیب نہیں سمجھی جاتی... بلکہ اسے اپنے وسیع تعلقات کا ثبوت قرار دیکر فخریہ بیان کیا جاتا ہے.... حالانکہ یہ بھی ایک گھٹیا درجے کی چوری ہے... اور اسکے گناہ عظیم ہونے میں کوئی شک نہیں...

③ بجلی کے سرکاری کھمبے سے کنکشن لے کر مفت بجلی کا استعمال چوری کی ایک قسم ہے جس کا رواج بھی عام ہوتا جارہا ہے.... اور یہ گناہ بھی ڈنکے کی چوٹ کیا جاتا ہے۔

④ اگر ہم کسی شخص سے اسکی کوئی چیز مانگتے ہیں جبکہ ہمیں غالب گمان یہ ہے کہ وہ زبان سے تو انکار نہیں کر سکے گا... لیکن دینے پر دل سے راضی بھی نہ ہوگا اور دیگا تو محض شرما شرمی اور بادل ناخواستہ دیگا... تو یہ بھی غصب میں داخل ہے اور ایسی چیز کا استعمال حلال نہیں... کیونکہ دینے والے نے خوش دلی کے بجائے وہ چیز دباؤ میں آکر دی ہے...

⑤ اگر کسی شخص سے کوئی چیز عارضی استعمال کے لئے مستعار لی گئی اور وعدہ کر لیا گیا... کہ فلاں وقت لوٹا دی جائیگی ... لیکن وقت پر لوٹانے کے بجائے اسے کسی عذر کے بغیر اپنے استعمال میں باقی رکھا تو اس میں وعدہ خلافی کا بھی گناہ ہے اور اگر و

Marfat.com

مقررہ وقت کے بعد اسکے استعمال پر دل سے راضی نہ ہو تو غصب کا گناہ بھی ہے... یہی حال قرض کا ہے کہ واپسی کی مقررہ تاریخ کے بعد قرض واپس نہ کرنا (جبکہ کوئی شدید عذر نہ ہو) وعدہ خلافی اور غصب دونوں گناہوں کا مجموعہ ہے...

⑥ اگر کسی شخص سے کوئی مکان، زمین یا دوکان ایک خاص وقت تک کیلئے کرائے پر لی گئی تو وقت گذر جانے کے بعد مالک کی اجازت کے بغیر اسے اپنے استعمال میں رکھنا بھی اسی وعدہ خلافی اور غصب میں داخل ہے...

⑦ اگر مستعار لی ہوئی چیز کو ایسی بے دردی سے استعمال کیا جائے... جس پر مالک راضی نہ ہو، تو یہ بھی غصب کی مذکورہ تعریف میں داخل ہے... مثلاً اگر کسی نے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دی ہے تو اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس پر طویل فاصلے کی کالیں دیر دیر تک کرتے رہنا یقیناً غصب میں داخل اور حرام ہے...

⑧ بک اسٹالوں میں کتابیں... رسالے اور اخبارات اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ ان میں سے جو پسند ہوں... لوگ انہیں خرید سکیں، پسند کے تعین کیلئے انکی معمولی ورق گردانی کی بھی عام طور سے اجازت ہوتی ہے...

لیکن اگر بک اسٹال پر کھڑے ہو کر کتابوں... اخبارات یا رسالوں کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا جائے... جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو، تو یہ بھی ان کا غاصبانہ استعمال ہے... جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے... (از ذکر و فکر)

وعدہ خلافی

اسلام کے بارہ میں یہ تصور کہ یہ بس نماز روزہ کا نام ہے... نماز پڑھ لی روزہ رکھ لیا تو بس مسلمان ہو گئے اب مزید ہم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں ہے... اس خطرناک اور غلط تصور کا نتیجہ ہے کہ جب بازار گئے تو اب وہاں جھوٹ فریب اور دھوکے سے مال فروخت ہو رہا ہے... حرام اور حلال ایک ہو رہے ہیں اس کی کوئی فکر نہیں... زبان کا

Marfat.com

بھروسہ نہیں امانت میں خیانت ہے دھوکہ فریب جھوٹ عام ہے...وعدہ کا کوئی پاس و لحاظ نہیں...ایسا شخص چاہے نماز پڑھے' روزے رکھ لے..

لیکن وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں...اس لئے کہ حدیث شریف میں منافق کی تین علامات بیان کی گئی ہیں...جھوٹ بولنا' وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا' ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ چاہے وہ نماز بھی پڑھتا اور روزے بھی رکھتا ہو چاہے وہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے...

لیکن حقیقت میں وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں...اس لئے مسلمان ہونیکی جو بنیادی صفات ہیں وہ انکو چھوڑے ہوئے ہے اور منافقانہ خصلتوں میں مبتلا ہے...

صاحب ایمان کا کام یہ ہے کہ وہ جو وعدہ کر لیتا ہے اس کا پورا لحاظ و پاس کرتا ہے اور اسکی خلاف ورزی نہیں کرتا...

اس لئے آدمی وعدہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لے کہ آیا میں اس وعدہ کو پورا کر سکوں گا یا نہیں...وعدہ کرنے میں جلدی کرنیکی ضرورت نہیں لیکن جب سوچ سمجھ کر تمام نتائج کو سامنے رکھنے کے بعد وعدہ کر لیا تو اب مسلمان کا کام یہ ہے کہ اس وعدے پر قائم رہے...

لیکن اگر کوئی حقیقی عذر پیش آجائے تو آدمی دوسرے کو بتادے کہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا لیکن مجھے کچھ عذر پیش آ گیا ہے جس کی وجہ سے میں یہ وعدہ پورا کرنے سے قاصر ہوں...

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ جو بھی عہد کرتا ہے خواہ وہ کسی شخص سے ہو' کسی ادارے سے ہو یا کسی حکومت سے ہو...

وہ ایک بنیادی عہد کا پابند ہوتا ہے اور وہ کلمہ شہادت ہے اس عہد کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود مانتا ہوں...

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا سچا رسول مانتا ہوں لہٰذا آپ کے ہر حکم کی اطاعت کروں گا... انسان نے مسلمان ہوتے ہی یہ سب سے پہلا عہد کیا ہے جو تمام عہدوں پر فوقیت رکھتا ہے...

آج ہمارے معاشرہ میں وعدہ خلافی کی مختلف صورتیں رائج ہیں اور وعدہ خلافی کر کے ہمارا ذہن بھی اس طرف نہیں جاتا کہ ہم نے کوئی غیر اسلامی فعل سرانجام دیا ہے... ہر حکومت کا ہر شہری چاہے حکومت مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو، عملاً اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس ملک کے قوانین کی پابندی کرے گا جب تک وہ قانون اسے کسی گناہ پر مجبور نہ کرے...

ویزا لیکر کسی ملک میں جانا ایک وعدہ ہے جس کے تحت اس ملک کے قانون کی پابندی بھی اس عہد کی وجہ سے لازم ہوگی...

آج قانون شکنی کو ہنر سمجھا جاتا ہے... ٹریفک کے قوانین کی پابندی بھی اسی عہد کا حصہ ہے کہ ہم اس ملک کے شہری ہیں...

لہٰذا اس کے قوانین کی پابندی بھی ہماری ذمہ داری ہے...

وعدہ خلافی اس قدر بری چیز ہے کہ جس شخص سے آپ عہد کر رہے ہیں وہ چاہے کافر ہی یوں نہ ہو، فاسق بدعنوان ہی کیوں نہ ہو...

لیکن جب آپ نے اس سے عہد کیا ہے تو اب اس عہد کی پابندی آپکے ذمے لازم ہے... اس کے ظلم اور فسق و فجور کا گناہ انکے سر ہے لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ ہم نے جو معاہدہ کیا ہے ہم اسکی پابندی کریں...

Marfat.com

معاملات کی اہمیت پر اَسلاف کے چند اہم واقعات

رزقِ حلال کی تاثیر

افغانستان کے بادشاہ امیر دوست محمد خاں صاحب جو امیر عبدالرحماں خاں صاحب کے والد اور امان اللہ خاں کے دادا تھے... بہت دین دار بادشاہ تھے ان کی دینی باتیں ضرب المثل تھیں... ایک روز وہ شاہی محل سرائے میں آئے تو چہرہ کچھ اداس سا تھا تو بیگم نے پوچھا کہ آج آپ کے چہرہ پر غمگینی اور اداسی کیوں ہے...

انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑے حادثے کی اطلاع آئی ہے جس کی بناء پر میں مغموم ہوں اور پریشان ہوں وہ یہ ہے کہ افغانستان پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو میں نے اپنے شہزادے کو فوج دیکر مقابلہ کے لئے بھیجا تھا...

شکست کی خبر ملی

آج سرحد سے یہ خبر آئی ہے کہ شہزادے کو شکست ہوگئی ہے اور وہ دوڑتا ہوا آرہا ہے اور دشمن اس کے پیچھے پیچھے ملک کو فتح کرتا ہوا آرہا ہے... تو دو غم مجھے لاحق ہیں ایک تو ملک ہاتھ سے گیا وہ دوسروں کے قبضہ میں چلا جاوے گا... دوسرے یہ کہ میرا شہزادہ شکست کھا کے آیا اور بزدلی دکھائی یہ داغ میرے اوپر مرتے دم تک باقی رہے گا کہ میرا شہزادہ کمزور اور بزدل ہے... ان دو غموں کی وجہ سے میرا چہرہ اداس ہے...

تردید شکست

بیگم نے کہا کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں اور غلط خبر ہے... میرا شہزادہ شکست کھا کر

Marfat.com

نہیں آ سکتا ہے یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ شہید ہو جائے لیکن دشمن کو پشت دکھا کر آئے یہ ممکن نہیں... یہ خبر جھوٹی ہے... بادشاہ نے کہا کہ سرکاری پرچہ نویسوں کی اطلاع ہے...

اس نے کہا کہ وہ پرچہ نویس بھی جھوٹے ہیں... انہوں نے کہا خالص بادشاہ دفتر کی اطلاع ہے اس نے کہا کہ دفتر بھی جھوٹا ہے... تو امیر نے کہا کہ اب کون اس عورت سے چھگل باول کرے... مرغ کی ایک ٹانگ ہانکے جاوے گی...

نہ اسے سرکاری حکومت کے حالات کی اطلاع' نہ دفاتر کی' نہ سرکاری کاغذات کی... اس نے سب کو جھوٹا قرار دے دیا' گھر میں بیٹھنی والی عورت ہے اسے کون سمجھاوے واپس چلے آئے...

اوراب فتح کا شادیانہ

اگلے دن گھر گئے تو چہرہ بہت ہشاش وبشاش تھا... بیگم نے کہا کہ کیا بات ہے آج تو بہت خوش ہیں... کہا کہ تم نے جو بات کہی تھی وہی صحیح نکلی... وہ تو صورت یہ ہے کہ دشمن کو بھگا دیا شہزادے نے اور فتح کے شادیانے بجاتا ہوا آ رہا ہے... فاتح بن کر آ رہا ہے... دشمن کو دور تک بھگا دیا ہے...

واقعہ کی تحقیق اور حقیقت کا انکشاف

بیوی نے کہا الحمدللہ خدا نے میری بات سچی کر دی... اس پر امیر نے پوچھا کہ آخر تم نے اتنی قوت سے کیسے دعویٰ کیا وہ شکست کھا کر نہیں آ رہا ہے... کیا تمہیں الہام ہوا تھا... اس نے کہا کہ میں عورت ذات ہوں مجھے الہام سے کیا تعلق اور پھر شاہی بیگم...

سارے عیش کے سامان میسر ہیں میں ایسی ولی کہاں سے بن گئی کہ مجھ پر الہامات خداوندی ہوں... امیر نے کہا کہ پھر آخر ایسی قوت سے تم نے کیسے دعویٰ کیا کہ ساری خبریں جھوٹی ہیں اور واقعی وہ نکلی جھوٹی... یہ کیا بات ہے؟

اخفاءِ راز پر اصرار

بیگم نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جسے میں ظاہر کرنا نہیں چاہتی... اب امیر سر ہوئے

Marfat.com

کہ ایسا کونسا راز ہے بیوی کا جو خاوند سے چھپا رہے خاوند سے زیادہ راز دار کون ہے بیوی کا... وہ پوچھنے پر مصر ہیں اور یہ چھپا رہی ہیں امیر نے کہا کہ میں بہرحال تم سے پوچھ کر رہوں گا اب وہ مجبور ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نے عمر بھر یہ بات ظاہر نہیں کی آج میں وہ راز کھولے دیتی ہوں جب آپ بے حد مصر ہیں...

افشاء راز اور شہزادے کی والدہ کا کمال تقویٰ

وہ یہ ہے کہ جب شہزادہ میرے پیٹ میں آیا تو میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں جائے گا تو میں نے سلطنت کے خزانے سے ایک پائی نہیں لی... اور جو تنخواہ آپ کو ملتی تھی نہ اس سے میں نے کوئی پائی لی... اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں بناتی تھی ان کو بکواتی تھی اس سے میں نے اپنا پیٹ پالا ہے... تو میں نے نو مہینے میں انتہائی تقویٰ سے کامل حلال غذا استعمال کی... اس کے بعد جب یہ پیدا ہوا تو میں نے بجائے دودھ پلانے والیوں کے سپرد کرنے کے کہ کسی انا کا دودھ پیئے میں نے خود ہی دودھ پلایا...

اس عہد کو قائم رکھا کہ دو برس تک کوئی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں جائے گا... اسی طرح میں نے اپنی دستکاری سے محنت سے کمایا اسے کھلایا اور اس کیساتھ ساتھ میں نے یہ طریقہ بھی اختیار کیا کہ جب یہ دودھ پینے کے لئے روتا تو میں پہلے وضو کرتی پھر دو رکعت نماز نفل پڑھتی اور دعا مانگ کر پھر دودھ پلاتی تھی...

پاک وصاف ہو کر تو اندر سے پاک کمائی تھی اوپر سے بھی پاکی تھی لقمہ بھی مشتبہ نہ تھا... تو ظاہر بات ہے کہ جب وہ ایسی پاک غذا سے پلا پیٹ میں ایسی غذا سے نشو ونما پایا تو اس میں کمینہ اخلاق کیسے پیدا ہوں گے...

بزدلی خلق ناپاک ہے

اور بزدلی کمینہ اخلاق میں سے ہے جس کی اسلام میں گنجائش نہیں... اس لئے

Marfat.com

میں نے قوت سے کہا کہ وہ کمینہ اخلاق نہیں رکھتا شجاعت رکھتا ہے دشمن کو پشت دکھلانا یہ بزدلی تھی تو میں نے یقین سے کہہ دیا کہ یہ ناممکن ہے...

اکل حلال کا لازمی نتیجہ اخلاق حسنہ کا پیدا ہونا ہے۔

جب اس کی غذا بھی پاک اس کا خون بھی پاک اس کا نشوونما بھی پاک تو کیسے ممکن ہے کہ اس میں ناپاک اخلاق پیدا ہوں اور جب اخلاق ناپاک نہیں تو افعال ناپاک کیسے سرزد ہوتے تو بزدلا پن یہ کمینہ اخلاق میں سے ہے اس کا وجود ہی نہیں...

محض اس اعتماد پر دعویٰ کیا تھا کہ خبریں جھوٹی ہیں... یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ شکست کھا کر آئے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ شہید ہو جائے خدا نے میری بات سچی کر دی... مجھے اس پر یہ بات یاد آئی کہ شاہی بیگم بادشاہی محل میں رہ کر سارے عیش کے سامان میسر اور تقویٰ اختیار کرتی ہے... محض اس لئے کہ میرے پیٹ کے اندر ناپاک خون نہ پیدا ہو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس میں ناپاک اخلاق پیدا ہوتے پھر بادشاہ کی بیگم محل میں رہ کر یہ تقویٰ اختیار کرسکتی ہے ہم لوگ تو کہیں کے بادشاہ بھی نہیں ہیں نواب بھی نہیں ہیں پھر آخر ہم اپنے لقمے اور اپنی غذا کو کیوں پاک نہیں بنا سکتے ہیں... (خطبات طیب)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی سود کے متعلق اہم نصیحت

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رحمہ اللہ لاہور تشریف لے گئے... یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت مولانا طفیل احمد صاحب رحمہ اللہ زندہ تھے جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں رجسٹرار تھے اور صحیح دیندار لوگوں میں سے تھے... بی اے بھی تھے... ان کی رائے یہ تھی کہ سودی لین دین جائز ہونا چاہیے بغیر اس کے قوم ترقی نہیں کرسکتی... یہ سب حضرات لاہور پہنچے... مولانا ظفر علی خاں صاحب (ایڈیٹر زمیندار) اور ڈاکٹر اقبال اور دوسرے بڑے بڑے لوگ ملنے کی خاطر حاضر ہوئے...

Marfat.com

اتفاق سے مولانا ظفر علی خاں صاحب بھی کچھ اسی خیال کے تھے جو خیال مولانا طفیل احمد صاحب کا تھا... انہوں نے سود کے جواز پر آدھ گھنٹہ بڑی مدلل تقریر کی اور اقتصادی دلائل وغیرہ سے ثابت کیا... مقصد یہ تھا کہ یہ حضرات ذرا کچھ مائل ہوں گے... ڈھیلے پڑیں گے سود کے سلسلے میں... حضرت شاہ صاحب نے جو جواب دیا وہ تو صرف دو لفظوں کا تھا... ان کی بات تو ایسی تھی...

فرمایا کہ ''بھائی ہم پل بننا نہیں چاہتے... جسے جہنم میں جانا ہو خود جائے، ہماری گردن پر پیر رکھ کر نہ جائے...'' یہ جواب سن کر سب چپ بیٹھے رہے... علامہ اقبال بھی اور مولانا ظفر علی خاں صاحب بھی... کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی...

پھر علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے آدھ گھنٹہ بڑی مفصل تقریر کی جس میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ سود ہر حالت میں حرام ہی ہے کسی صورت میں بھی جائز نہیں... (مجالس حکیم الاسلام)

رزقِ حلال کی بابرکت تاثیر

ہمارے یہاں دیوبند میں ایک بزرگ تھے شاہ جی عبداللہ شاہ... گزر اوقات کے لئے انہوں نے گھاس کھودنے کا مشغلہ اختیار کیا تھا' گھاس کھود کر گٹھڑی بناتے اسے بیچتے اور اس سے گزر اوقات کرتے اور گٹھڑی کی قیمت متعین تھی چھ پیسے نہ کم لیتے تھے نہ زیادہ... بارہ مہینے ایک ہی قیمت تھی... دیوبند کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو لوگ اپنے جانوروں کے لئے گھاس خریدنے آتے تھے تو ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ شاہ جی کی گٹھڑی میں خرید لوں... حالانکہ سینکڑوں گھسیارے اپنی اپنی گٹھڑیاں لئے بیٹھے رہتے تھے لیکن ان سے کوئی نہ خریدتا تھا... بلکہ شاہ جی کو ترجیح دیتے تھے کہ اس میں ہمارے جانوروں کے لئے بھی برکت ہو گی اور ہمارے گھر میں بھی...

اسی لئے پہلے سے انتظار میں کھڑے رہتے تھے جب دیکھا کہ شاہ جی سر پر

Marfat.com

گٹھڑی لئے آ رہے ہیں تو سب لوگ خریدنے کو دوڑتے تھے... جس نے گٹھڑی پر پہلے ہاتھ رکھ دیا بس گٹھڑی اسی کی ہو جاتی تھی... اور وہیں پر گٹھڑی ڈال دیتے تھے... چھ پیسے لئے اور کہہ دیا کہ لے جاؤ اپنی گٹھڑی' پھر ان چھ پیسوں میں ان کے یہاں یہ طریق تھا کہ دو پیسے تو وہیں صدقہ کر دیتے اور دو پیسے گھر کا خرچ تھا...

ایک کوڑی کی لکڑی لی' ایک پائی کا تیل لیا' ایک ادھیلہ کا آٹا لیا سستا زمانہ تھا... دو پیسے میں خاندان کا گزر ہوتا تھا' اور دو پیسے جمع کر لیا کرتے تھے... سال بھر میں جب آٹھ دس روپے جمع ہو جاتے تو ہمارے اکابر کی دعوت کیا کرتے تھے... جن میں مثلاً حضرت نانوتوی رحمہ اللہ' حضرت گنگوہی رحمہ اللہ' حضرت مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ وغیرہ وغیرہ ہوتے تھے...

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سال بھر میں انتظار رہتا کہ کب وہ وقت آئے کہ شاہ جی کے گھر کی دعوت کھائیں اور فرماتے کہ جس دن ان کے گھر کی دعوت کھاتے تو چالیس چالیس دن قلب میں ایک نور رہتا ہے اور طبیعت میں امنگ رہتی ہے کہ یہ بھی نیکی کر لوں اور یہ نفلیں بھی پڑھ لوں اور یہ تلاوت کر لوں یہ ذکر بھی کر لوں چوبیس گھنٹے یہ جذبہ ابھرتا ہے... یہ اس اکل حلال کی برکت ہے... (خطبات طیب)

میرٹھ کے ایک دیندار تاجر کا واقعہ

ہمارے یہاں میرٹھ میں ایک تاجر تھے حاجی عبدالغنی صاحب مرحوم وہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سے بیعت تھے... نہایت دین دار تاجروں میں سے تھے اور ٹوپیوں کی ان کی تجارت تھی... میرٹھ کی ٹوپیاں اس زمانہ میں مشہور تھیں اور ریشم کا زری کا کلا تبور کا کام بھی ان کے یہاں ہوتا تھا...

دارالعلوم کے ایک فاضل کو دو ٹوپیاں بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے حاجی صاحب سے فرمائش کی مگر یہ کہا کہ مغرق ہونی چاہئیں کپڑا نظر نہ آئے صرف بچی

Marfat.com

زری کا کام ہو کپڑے کے اوپر اور کپڑا اس زری کے اندر چھپ جائے... اسے مغرق کہتے ہیں... گویا کپڑا زری میں غرق ہے... حاجی صاحب نے ٹوپیاں بنوا دیں... دس پندرہ روز میں مولوی صاحب سے کہا ٹوپیاں بن گئیں اور ہر ایک ٹوپی کی قیمت پندرہ روپے ہے...

مولوی صاحب نے کہا کہ بہت اچھا ٹوپی دید یجئے قیمت کل کو آ جائے گی...

حاجی صاحب نے کہا کہ قیمت کل کے بجائے چاہے دو مہینے میں آ جائے آپ سے کوئی بے اعتباری نہیں لیکن یہ جائز بھی ہے یا نہیں اس کو سوچئے... مولوی صاحب کہنے لگے ناجائز ہونے کی کیا بات ہے حاجی صاحب نے کہا کہ مغرق کپڑا حکم میں زری کے ہوتا ہے اس میں ادھار جائز نہیں ورنہ سود ہو جائے گا...

وہ تو نقداً یداً بید مثلاً بمثل ہاتھ در ہاتھ برابر سرابر ہونا چاہئے... اس میں ادھار جائز نہیں اس لئے کہ وہ چاندی کی بیع ہے... وہ کپڑے کی بیع نہیں... کیونکہ مغرق کپڑا چاندی کے حکم میں ہوتا ہے تو اس لئے قیمت تو جب چاہے آ جائے کوئی بے اعتباری نہیں مگر یہ جائز نہیں... تو وہ نادم ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں فاضل دارالعلوم ہوں اور یہ دکان پر بیٹھنے والے ان پڑھ...

انہیں اتنے مسئلے معلوم اور مجھے اس کا پتہ بھی نہیں بہت ندامت ہوئی... کہا کہ حاجی صاحب میں شرمندہ ہوں... واقعی مجھے ذہول ہوا... مسئلے کی طرف التفات نہیں میں دو تین دن میں آؤں گا اور نقد خرید کر لے جاؤں گا...

حاجی صاحب نے کہا کہ ایسی صورت نہ تمہیں بتا دوں کہ نقد بھی ہو جائے اور ادھار بھی ہو جائے اور جائز بھی ہو جائے... کہنے لگے کہ وہ کیا صورت ہو گی... حاجی صاحب نے کہا کہ تم تیس روپے مجھ سے قرض لے لو... ٹوپیاں نقد خرید لو اور قرض چاہے دو مہینے میں ادا کر دیجئے' کہنے لگے کہ میں فاضل دارالعلوم ہو کر بھی ان مسائل کی طرف التفات نہیں اور یہ تجار دو کان پر بیٹھ کر اتنے مسائل جانتے ہیں... یہ اثر تھا اہل اللہ کی صحبت کا... خود عالم نہیں تھے مگر علماء کی صحبت میں بیٹھنے والے تھے... یہی وجہ تھی کہ

Marfat.com

ان کے اندر حرام وحلال کی تمیز کا اس قدر مادہ تھا اور حرام سے بال بال بھی بچنے کی کوشش کرتے تھے اور یہی جذبہ تھا کہ مسائل پر اتنی نظر تھی تو وہی کام اُدھار بھی ہو گیا اور جائز بھی ہو گیا صرف تھوڑے سے تغیر سے... (خطبات طیب)

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی کمال احتیاط

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہم اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سناتا ہوں، انتقال سے چند روز پہلے کی بات ہے فرمانے لگے دیکھو وہ ایک تار لٹکا ہوا ہے اس کے اندر بہت سارے کاغذ پروئے ہوئے ہیں.... وہ تار اُٹھالاؤ.... میں اٹھالایا تو اس میں بہت سارے کیش میمو تھے دارالعلوم کے مطبخ سے آٹا کھانا خریدا اتنے پیسے....اور ذاتی کال ٹیلی فون پر کی اس کا معاوضہ اتنے پیسے.... دارالعلوم کی گاڑی ذاتی کام میں استعمال ہوئی اس کے پیسے جمع کرائے گئے اس کا کیش میمو.... غرض رسیدوں اور کیش میموؤں کا ایک موٹا گڈا تھا....

فرمایا کہ اگرچہ اس کا حساب مکمل ہو چکا.... میں ادائیگی بھی کر چکا.... اب ان کو محفوظ رکھنے کی کوئی اور ضرورت نہیں.... لیکن میں اس واسطے رکھتا ہوں کہ بعض لوگ اہل مدارس پر تہمت لگایا کرتے ہیں پر کہ یہ لوگ چندہ کھاتے ہیں.... مدرسہ کا پیسہ کھاتے ہیں.... یہ میں نے اس واسطے رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کے منہ پر مار سکوں کہ لو اس کو دیکھ لو.... (رسالہ البلاغ)

حقوق العباد کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے، لیکن دیکھا کہ جس درجے کا ٹکٹ لیا ہوا ہے، اس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گاڑی روانہ ہونے والی تھی، اور اتنا وقت بھی نہ تھا کہ جا کر ٹکٹ تبدیل کروا

Marfat.com

لیں، مجبوراً اوپر کے درجے کے ایک ڈبے میں سوار ہو گئے، خیال یہ تھا کہ ٹکٹ چیک کرنے والے آئیگا تو ٹکٹ تبدیل کرالینگے، لیکن اتفاق سے پورے راستے کوئی ٹکٹ چیک کرنے والا نہ آیا، یہاں تک کہ منزل آ گئی، منزل پر اتر کر وہ سیدھے ٹکٹ گھر پہنچے، وہاں جا کر معلومات کیں کہ دونوں درجوں کے کرائے میں کتنا فرق ہے؟

پھر اتنی ہی قیمت کا ایک ٹکٹ وہاں سے خرید لیا، اور وہیں پر پھاڑ کر پھینک دیا، ریلوے کے جس ہندو افسر نے ٹکٹ دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ انہوں نے ٹکٹ پھاڑ کر پھینک دیا ہے تو اسے سخت حیرانی ہوئی، بلکہ ہو سکتا ہے کہ والد صاحب رحمہ اللہ کی دماغی حالت پر بھی شبہ ہوا ہو، اس لئے اس نے باہر آ کر ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی کہ آپ نے ٹکٹ کیوں پھاڑا؟ والد صاحب رحمہ اللہ نے اسے پورا واقعہ بتایا اور کہا کہ اوپر کے درجے میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ پیسے میرے ذمے رہ گئے تھے، ٹکٹ خرید کر میں نے یہ پیسے ریلوے کو پہنچا دیئے، اب یہ ٹکٹ بیکار تھا...

اس لئے پھاڑ دیا، وہ شخص کہنے لگا کہ ''مگر آپ تو اسٹیشن سے نکل آئے تھے، اب آپ سے کون زائد کرائے کا مطالبہ کر سکتا تھا'' والد صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ''جی ہاں، انسانوں میں تو اب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں تھا، لیکن جس حق دار کے حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو، اسکا مطالبہ اللہ تعالیٰ ضرور کرتے ہیں، مجھے ایک دن ان کو منہ دکھانا ہے، اس لئے یہ کام ضروری تھا''...

یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے اس دور کے ہیں جب برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی، اور مسلمانوں کے دل میں اس حکومت کے خلاف جو نفرت تھی وہ محتاج بیان نہیں، چنانچہ ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں، خود حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ برملا اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی الگ حکومت ہونی چاہئے جس میں وہ غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد ہو کر شریعت کے مطابق اپنا کاروبار زندگی چلا سکیں، لیکن انگریز کی حکومت سے

Marfat.com

متنفر ہونے کے باوجود اس کے قائم کیے ہوئے محکمے سے تھوڑا سا فائدہ بھی معاوضہ ادا کیے بغیر حاصل کرنا انہیں منظور نہ تھا...(اصلاحی خطبات)

محدث سہارن پوری رحمہ اللہ کی احتیاط کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں.....کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کا قیام ہمیشہ کلکتہ رہا.....

کلکتہ اور اسکے نواح کے لوگ حضرت سے واقف تھے...اس لیے ایک مرتبہ آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم کے چندہ کے لیے کلکتہ کا سفر فرمایا....اور سفر سے واپسی پر سفر خرچ میں ایک ایک پیسہ کا حساب درج تھا.....

اس حساب کو میں نے خود بھی نہایت بے غیرتی سے پڑھا کہ جن کے اکابر کی یہ احتیاط ہو انکے اصاغر کی بے التفاتیاں انتہائی موجب قلق ہیں....اس حساب کے اخیر میں ایک نوٹ یہ بھی تھا کہ کلکتہ سے فلاں جگہ میں اپنے ایک دوست سے ملنے کی غرض سے گیا تھا....اگرچہ وہاں چندہ اندازہ سے زیادہ ہوا لیکن میرے سفر کی غرض چندہ کی نیت سے جانے کی نہیں تھی اس لیے اتنی مقدار سفر کلکتہ سے وضع کر لیا جائے....

استاذ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ ایک سال قیام حجاز کے بعد جب سہارن پور تشریف لائے تو یہ کہہ کر مدرسہ کی تنخواہ بند کر دی تھی کہ میں اپنے ضعف و پیری کیوجہ سے مدرسہ کا پورا کام انجام نہیں دے سکتا...مگر اب تک چونکہ مولانا یحیٰی صاحب میری جگہ اسباق پڑھاتے تھے اور تنخواہ نہیں لیتے تھے وہ میرا ہی کام سمجھ کر کرتے تھے اور میں اور وہ دونوں مل کر ایک مدرس سے زیادہ کام کرتے تھے....اب چونکہ انکا انتقال ہو چکا ہے اور میں مدرسہ کی تعلیم کا پورا کام نہیں کر سکتا ....اس لیے قبول تنخواہ سے معذور ہوں....

حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہ جب تک سبق پڑھاتے رہتے اتنی دیر تو مدرسہ

Marfat.com

کی قالین پر تشریف فرما رہتے تھے ...لیکن جب سبق کے بعد اپنے اعزہ میں سے کسی ذی وجاہت شخص سے بھی بات شروع کی تو قالین سے نیچے اُتر جاتے اور فرماتے کہ مدرسہ نے یہ قالین ہمیں سبق پڑھانے کیلئے دیا ہے' ذاتی استعمال کیلئے نہیں دیا....

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی محتاط زندگی عطا فرمائیں آمین....(آپ بیتی)

رشوت سے توبہ کا عجیب واقعہ

ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے محکمہ میں ملازم ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ ایک دن حسب معمول میں دفتر میں کام کر رہا تھا کہ ایک بڑے میاں آئے اور نہایت خوشامدانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگے بیٹا! میرے مکان کا کلیم گم ہو گیا ہے....اور عدالت میں مجھے اس کی نقل پیش کرنی ہے....اس لئے اپنے ریکارڈ سے کاپی نکال دو تاکہ اس کی نقل کروا کے عدالت میں پیش کرسکوں....پچاس روپے لگیں گے....

میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا....جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں پچاس روپے کہاں سے لاؤں......؟ اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ جیب خالی ہے تو میں کیا کروں میں نے تو ترش روئی سے جواب دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا....کچھ دیر بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے....

دوسرے روز میں ابھی دفتر میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہی بڑے میاں آئے اور پچاس روپے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے کہو بابو جی اب تو کام ہو جائے گا.... قبل اس کے کہ میں انہیں کچھ جواب دیتا....میری نظر ان کے چہرے پر پڑی....بڑے میاں کی آنکھوں سے آنسو نکل کر داڑھی میں جذب ہو رہے تھے اور انہیں صاف کرنے کی کوشش میں مصروف تھے....میں نے رونے کی وجہ پوچھی پہلے تو وہ پس وپیش کرتے رہے....مگر میرے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ کل یہاں سے جا کر اپنی جواں سال بیٹی کے کانٹے جو میں نے چند آنے روزانہ کی بچت کر کے اس کی شادی کے لئے

Marfat.com

بنوائے تھے .... فروخت کر دیئے .... تا کہ آپ کا خرچ پورا کرسکوں اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے .... میں اٹھ کر فائل سے اس کی کاپی نکال دی اور جبراً وہ روپے ان کی جیب میں ٹھونس دیئے .... ان کے جاتے ہی میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی رشوت نہ لوں گا .... مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے میاں کے ضعیف و ناتواں بازوؤں نے مجھے دوزخ کے دہانے سے کھینچ لیا ہے .... کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ کِلاَھُمَا فِی النَّارِ

''رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں ....'' (ماخوذ از البلاغ)

حضرت حاجی ظفر احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی دیانتداری

حضرت حاجی ظفر احمد صاحب تھانہ بھون میں رہنے والے تھے حضرت تھانوی کے مجاز صحبت تھے ہجرت کے بعد کراچی میں حیدری کے علاقے میں رہتے تھے .... یہ حاجی ظفر احمد صاحب شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی کے علاوہ تھے ....

حضرت حاجی ظفر احمد صاحب پاکستان میں پہلے طالب علم تھے جو ولایت سے انجینئرنگ کا اعلیٰ کورس کر کے آئے تھے جبکہ ان سے پہلے لوگوں میں یہ تاثر تھا کہ یہاں کے لوگوں کا اتنا اونچا دماغ نہیں ہوتا کہ اتنا بڑا کورس کر سکیں مگر حاجی ظفر احمد صاحب نے یہ تاثر ختم کر دیا ایک دفعہ پاکستان نے برطانیہ سے ایک بحری جہاز خریدنا چاہا اور حاجی صاحب کو نمائندہ بنا کر بھیجا کہ جہاز بنوا کر لے آئیں اور اس کی نگرانی کریں اس میں اچھے سے اچھا میٹریل لگوایا جائے جتنا خرچہ ہوگا حکومت پاکستان ادا کرے گی ....

چنانچہ حاجی صاحب برطانیہ تشریف لے گئے اور برطانیہ کی حکومت نے بھی اپنا ایک نمائندہ مقرر کیا اور ان دونوں نے جہاز کی تیاری میں پوری کوشش کی بالآخر جہاز تیار ہو گیا .... اب صرف قیمت کا مرحلہ رہ گیا تھا ایک دن انگریز نے جو حکومت برطانیہ کا نمائندہ تھا حضرت حاجی صاحب کو خلوت میں بلایا اور کہا کہ جہاز پر ایک لاکھ روپیہ خرچ

Marfat.com

ہوا ہے لیکن ہم حکومت پاکستان کو دو لاکھ روپیہ بتائیں گے زائد جو ایک لاکھ ملے گا وہ ہم اور آپ آپس میں تقسیم کر لیں گے.... جب حضرت حاجی صاحب نے یہ سنا تو فرمایا کوئی نہ کوئی ہماری یہ بات سن رہا ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے تو انگریز اٹھ کر باہر گیا تو ایک چپڑاسی بیٹھا ہوا تھا اس کو کہا یہاں سے دور چلے جاؤ وہ دور چلا گیا....

واپس آ کر کہا کہ اب کوئی نہیں سن رہا اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے صرف چپڑاسی تھا اس کو میں نے دور کر دیا.... حاجی صاحب نے کہا صرف چپڑاسی نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ ہمارا تمہارا خالق اور مالک ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہماری باتوں کو سن رہا ہے.... یہ سن کر انگریز اپنی بے ایمانی سے باز آیا....

مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا حسن معاملہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ جب پاکستان تشریف لائے تو اس وقت حکومت نے دستور ساز اسمبلی کے ساتھ ایک ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' بنایا تھا....

حضرت کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا.... یہ بورڈ حکومت ہی کا ایک شعبہ تھا.... ایک مرتبہ حکومت نے کوئی کام گڑبڑ کر دیا تو حضرت نے اخبار میں حکومت کے خلاف بیان دے دیا کہ حکومت نے یہ کام غلط کیا ہے.... بعد میں حکومت کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت مفتی صاحب سے کہا کہ حضرت! آپ تو حکومت کا حصہ ہیں.... آپ نے حکومت کے خلاف یہ بیان دے دیا؟

حالانکہ آپ ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' کے رکن ہیں.... اور یہ بورڈ ''دستور ساز اسمبلی'' کا حصہ ہے.... حکومت کے خلاف آپ کا یہ بیان دینا مناسب بات نہیں ہے....

جواب میں حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ رکنیت کسی اور مقصد کے لئے قبول نہیں کی تھی صرف دین کی خاطر قبول کی تھی اور دین کے ایک خادم کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ جو بات میں حق سمجھوں وہ کہہ دوں.... چاہے وہ بات حکومت کے

Marfat.com

موافق پڑے یا مخالف پڑے.... میں اس کا مکلف نہیں.... بس اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو بات حق ہے وہ واضح کروں.... رہا رکنیت کا مسئلہ.... یہ رکنیت کا مسئلہ میری ملازمت نہیں ہے.... آپ حکومت کے خلاف بات کہتے ہوئے ڈریں کیونکہ آپ حکومت کے ایک ملازم افسر ہیں.... آپ کی تنخواہ دو ہزار روپے ہے....

اگر یہ ملازمت چھوٹ گئی تو پھر آپ نے زندگی گزارنے کا جو نظام بنا رکھا ہے وہ نہیں چل سکے گا میرا یہ حال ہے کہ جس دن میں نے رکنیت قبول کی تھی اسی دن استعفیٰ لکھ کر جیب میں ڈال لیا تھا کہ جب کبھی موقع آئے گا پیش کر دوں گا.... جہاں تک ملازمت کا معاملہ ہے تو مجھ میں آپ میں یہ فرق ہے کہ میرا سر سے پاؤں تک زندگی کا جو خرچہ ہے وہ دو روپے سے زیادہ نہیں ہے.... اس لئے اللہ کے فضل و کرم سے میں اس تنخواہ اور اس الاؤنس کا محتاج نہیں ہوں.... یہ دو روپے اگر یہاں سے نہیں ملیں گے تو کہیں بھی مزدوری کر کے کما لوں گا اور اپنے ان دو روپے کا خرچہ پورا کر لوں گا اور آپ نے اپنی زندگی کو ایسا بنایا ہے کہ دو سو روپے سے کم میں آپ کا سوٹ نہیں بنتا.... اس وجہ سے آپ حکومت سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ملازمت نہ چھوٹ جائے.... مجھے الحمدللہ اس کا کوئی ڈر نہیں ہے.... (اصلاحی خطبات جلد نمبر ۸)

جب مسلمان ہار گئے لیکن اسلام جیت گیا

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا.... مسلمان کہتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے.... ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے.... چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا.... انگریز کی عدالت میں پہنچا.... جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا.... ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا تو ہم اس پر مندر بنائیں گے....

اب بات دو انسانوں کی انفرادی تھی.... لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا.... حتیٰ

Marfat.com

کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا.... اب سارے شہر میں قتل و غارت ہو سکتی تھی.... خون خرابہ ہو سکتا تھا.... تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟

انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح و صفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے.... جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکالیں تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے.... آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے....

اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں.... ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے.... جب جج نے دونوں فریقین سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے.... مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہو گا تو وہ مسجد بنانے کیلئے بات کرے گا.... چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا.... اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے....

سب کو دررہے تھے.... نعرے لگا رہے تھے.... ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حکم بنالیا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہو گا.... اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے....

لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے.... چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ کا نام بتایا کہ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی سچی زندگی عطا فرمائی تھی.... مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے....

Marfat.com

چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتائیے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟

ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے.... اب جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہندو کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟

مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہے کریں گھر بنائیں یا مندر بنائیں.... یہ ان کا اختیار ہے.... چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے.... مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی.... فیصلہ کرنے کے بعد لکھا کہ ''آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا'' جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلے دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے....

تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولا کہ مسجد بنے گی مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا.... سچے پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھلا دی.... تو کئی مرتبہ نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے.... جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں ہے یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے.... جھوٹے سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں.... انسان نفرت کرتے ہیں.... انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے.... ایک جھوٹ کو بولنے کیلئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں.... لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا....

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کا ڈاکوؤں سے حسن معاملہ

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ جس زمانہ میں سفر کی سہولتیں بہت کم تھیں.... سفر عموماً پیادہ پا یا چھکڑوں.... بہلیوں میں ہوا کرتے تھے اور راستے غیر محفوظ

Marfat.com

اور پر خطر تھے.... اس وقت مولانا کسی ضرورت سے اپنے سب اہل خاندان کے ساتھ کاندھلہ سے گنگوہ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت کاندھلہ سے گنگوہ جانے کے لئے وہ راستہ زیادہ موزوں سمجھا جاتا تھا جو موضع گڑھی پختہ سے ہو کر جاتا تھا....

مولانا کا قافلہ گڑھی پختہ سے نکل کر گنگوہ کے راستہ میں تھا کہ اچانک اس قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا... مولانا نے جب دیکھا کہ ہم ڈاکوؤں کے نرغہ میں آ گئے ہیں اور ڈاکو حملہ کرنے.... مارنے لوٹنے کے لئے آ رہے ہیں تو حضرت مولانا گاڑی سے اتر کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اپنا کام کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لو.... سردار نے کہا: ''کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

مولانا نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایک معاملہ کرلوں .... ڈاکوؤں کے سردار نے اس کی تفصیل پوچھی تو مولانا نے کہا: معاملہ اس طرح کرلو کہ تم ہماری عورتوں کو مت چھیڑنا ہاتھ بھی نہ لگانا اور ہم اپنے پاس کوئی زیور.... روپیہ پیسہ اور قیمتی سامان نہیں رکھیں گے .... سب تمہیں دے دیں گے .... (ڈاکوؤں کے لئے ہدایت و اصلاح کا وقت آ چکا تھا) انہوں نے مولانا کی یہ فرمائش قبول کرلی.... اب ڈاکوؤں کا گروہ ایک طرف بیٹھ گیا....

مولانا اپنی گاڑیوں (بہلیوں یا چھکڑے) کے پاس آئے اور سب عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس کے پاس جو زیور اور قیمتی سامان ہو وہ دے دو.... عورتوں .... بچیوں نے اپنے اپنے زیورات اتارنے اور پیسے وغیرہ نکالنے شروع کر دیئے .... مولانا کھڑے ہوئے اس کی نگرانی فرماتے رہے.... جب سب زیورات وغیرہ جمع ہو گئے تو مولانا ان سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر ڈاکوؤں کے گروہ کے پاس لائے اور کہا: ''بھائی! دیکھو.... میں سب سامان لے آیا ہوں....''

یہ کہہ کر گٹھری ان کے حوالہ کر دی اور ڈاکوؤں کی اس بات کے لئے تحسین فرمائی کہ انہوں نے اپنی بات کو نبھایا اور کسی عورت کو دیکھا تک نہیں....ڈاکو وہ سامان لے کر

Marfat.com

خوش ہوگئے اور مولانا کا قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا....

مولانا کا قافلہ کچھ ہی دور چلا تھا کہ مولانا کے ساتھ جانے والی عورتوں میں کچھ کھسر پھسر شروع ہوئی.... حضرت مولانا نے اس کو محسوس کرلیا اور پوچھا کیا بات ہے؟

عورتوں نے کہا.... کچھ نہیں.... مگر جب مولانا نے سختی سے معلوم کیا تو بتایا کہ وہ فلاں یہ کہہ رہی ہے کہ میری ہنسلی (گلے میں پہنے کا ایک زیور جو خاصا بھاری اور قیمتی ہوتا ہے) بچ گئی.... میں نے کپڑوں کے نیچے چھپالی تھی....

مولانا نے یہ سنا تو فوراً سواری روکنے کی ہدایت کی.... گاڑی سے اتر کر مولانا ان خاتون کے پاس آئے اور فرمایا: ''بی بی! یہ تو وعدہ خلافی ہے.... چونکہ ہم ڈاکوؤں سے وعدہ اور معاہدہ کرچکے ہیں اس لئے یہ زیور ان کا ہو چکا ہے.... لاؤ.... مجھے دو....

میں ڈاکوؤں کو دے کر آؤں گا....'' اس خاتون نے وہ زیور اتار کر مولانا کے حوالے کردیا.... مولانا گاڑی سے اتر کر واپس گئے اور وہاں پہنچے جہاں ڈاکوؤں کا گروہ پڑا ہوا تھا.... ڈاکو مولانا کو واپس آتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید بڑے میاں (مولانا) کے معاون مددگار آگئے ہیں اور یہ مقابلہ کے لئے آئے ہیں.... اس خیال سے ڈاکو ہتھیار اٹھانے لگے.... تو مولانا نے فرمایا.... میں لڑنے کے لئے نہیں آیا میں تو ایک بات کہنے اور تمہاری ایک امانت تمہیں لوٹانے کے لئے آیا ہوں....

مولانا یہ فرمانے کے بعد ڈاکوؤں کے سردار کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہوکر فرمایا.... ''بھائی! میں تمہارے سے معافی مانگنے اور تمہاری ایک امانت واپس کرنے آیا ہوں.... تم اپنے وعدہ اور بات کے سچے نکلے ہم نہ نکلے یہ ایک زیور ہے جو ایک بچی نے اپنے کپڑوں میں چھپالیا تھا مگر کیونکہ تمہارے سے وعدہ ہو چکا تھا...

اس لئے اب یہ ہمارا نہیں رہا.... تمہارا ہے.... میں یہی دینے کے لئے آیا تھا.... یہ زیور سنبھالو اور اس بچی کی غلطی کو معاف کردو....''

ڈاکوؤں کا سردار مولانا کی بات سن کر بولا.... ''تم مولوی مظفر حسین کاندھلوی تو

Marfat.com

نہیں ہو.... اس علاقہ میں تو وہی ایک ایسے سچے آدمی ہیں .... ''مولانا نے فرمایا.... ''ہاں بھائی.... مظفر حسین میرا ہی نام ہے....

ڈاکوؤں کا سردار یہ سنتے ہی مولانا کے قدموں میں گر گیا اور ڈاکوؤں کے پورے گروہ میں گریہ و بکا اور آہ وزاری شروع ہوگئی اور اسی وقت سب ڈاکوؤں نے اپنے اس کام اور تمام گناہوں سے توبہ کی .... مولانا سے بیعت ہوگئے اور مولانا کے قافلہ سے لیا ہوا ایک ایک سامان واپس کر دیا اور عہد کیا کہ ہم نے آج تک جن لوگوں کا سامان لوٹا ہے یا کسی قسم کی تکلیف پہنچائی ہے ان کو تلاش کر کے ان کا سب سامان واپس کریں گے یا ان سے معافی مانگیں گے...... کسی نے سچا کہا ہے:

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(جواہر پارے)

اپنی خواہش پر دوسروں کی راحت مقدم ہے

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں .... حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی قدس اللہ سرہ...... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے .... آمین ...... میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے بہت گہرے دوستوں میں سے تھے .... لاہور میں قیام تھا .... ایک مرتبہ کراچی تشریف لائے تو دارالعلوم کورنگی میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ سے ملنے کے لئے بھی تشریف لائے .... چونکہ اللہ والے بزرگ تھے .... اور والد صاحب کے بہت مخلص دوست تھے .... اس لئے ان کی ملاقات سے والد صاحب بہت خوش ہوئے .... صبح دس بجے کے قریب دارالعلوم پہنچے تھے .... والد صاحب نے ان سے پوچھا کہ کہاں قیام ہے؟

فرمایا کہ آگرہ کالونی میں ایک صاحب کے یہاں قیام ہے....

کب واپس تشریف لے جائیں گے؟

Marfat.com

فرمایا کل ان شاء اللہ واپس لاہور روانہ ہو جاؤں گا.... بہر حال.... کچھ دیر بات چیت اور ملاقات کے بعد جب واپس جانے لگے تو والد صاحب نے ان سے فرمایا کہ: بھائی مولوی ادریس.... تم اتنے دنوں کے بعد یہاں آئے ہو....

میرا دل چاہتا ہے کہ تمہاری دعوت کروں.... لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہارا قیام آگرہ تاج کالونی میں ہے.... اور میں یہاں کورنگی میں رہتا ہوں.... اب اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ فلاں وقت میرے یہاں آ کر کھانا کھائیں...

تب تو آپ کو میں مصیبت میں ڈال دوں گا.... اس لئے کل آپ کو واپس جانا ہے.... کام بہت سے ہوں گے.... اس لئے دل اس بات کو گوارہ نہیں کرتا کہ آپ کو دوبارہ یہاں آنے کی تکلیف دوں.... لیکن یہ بھی مجھے گوارہ نہیں کہ آپ تشریف لائیں.... اور بغیر دعوت کے آپ کو روانہ کردوں...... اس لئے میری طرف سے دعوت کے بدلے یہ سو روپے ہدیہ رکھ لیں.... مولانا محمد ادریس صاحب رحمہ اللہ نے وہ سو روپے کا نوٹ اپنے سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ تو آپ نے مجھے بہت بڑی نعمت عطا فرمادی.... آپ کی دعوت کا شرف بھی حاصل ہو گیا.... اور کوئی تکلیف بھی اٹھانی نہیں پڑی.... اور پھر اجازت لے کر روانہ ہو گئے.... (اصلاحی خطبات ج ۵)

خدمت لینے کا انداز

ہمارے حضرت عارف باللہ حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ ارشد: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کا یہ خاص ذوق تھا کہ آپ اپنے ذاتی کاموں کے لئے حتی الامکان دوسروں کو کہنے یا مدد لینے سے گریز فرماتے اور اس چیز کا اہتمام ہوتا کہ اپنے کام کیلئے دوسروں کو تکلیف نہ دی جائے یقیناً یہ بات حضرت کی عجیب شان عبدیت تھی... گویا حضرت کو مخدوم بننے کی بجائے خادم بن کے رہنا پسند تھا... اور دوسروں کے اصرار پر بھی ہر ایک سے خدمت قبول نہ فرماتے...

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت کے گھر فریج میں گوشت رکھا تھا بندہ نے باصرار قصائی سے کٹوا کرلانے کی درخواست کی' جسے حضرت نے قبول فرمالیا... بندہ گوشت لے کر قصائی کی دکان پر آیا' اس کی دکان بند تھی کچھ دیر انتظار کیا تو قصائی آ گیا...

اس نے فریج کے یخ بستہ گوشت کو کاٹنے کے لئے کافی دیر پانی میں بھگو کے رکھا تاکہ وہ کاٹنے کے قابل ہو جائے' اس دوران کافی دیر گزر گئی بندہ نے بارہا سوچا کہ جا کر حضرت کو تاخیر کی وجہ بتلا دوں تاکہ آپ کو تشویش نہ ہو... پھر سوچا کہ گوشت کٹوا کر ہی جاؤں تاکہ گرمی میں بابار نہ آنا جانا پڑے... ادھر حضرت رحمہ اللہ کو میری تاخیر پر کافی پریشانی اور تشویش ہوئی میں اسی فکر میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں حضرت سخت گرمی اور دھوپ کے موسم میں چھتری تانے تشریف لا رہے ہیں...

بندہ نے صورتحال عرض کی تو حضرت نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ''تم صبح سے اب تک میرے کام میں لگے ہوئے ہو تو تم میرے زرخرید غلام تو نہیں''... بندہ نے عرض کیا کہ حضرت بندہ کو تو آپ کی خدمت سے راحت ہوتی ہے... تو فرمایا ''تمہیں اس تکلیف کا احساس نہ ہو لیکن میں بھی تو بے حس نہیں''... اللہ اکبر کیا شان عبدیت تھی کہ اپنے اس خادم کی معمولی تکلیف بھی گوارا نہ تھی...

جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت کو مخدوم بن کے رہنا بالکل گوارا نہ تھا اس لئے ذاتی بالخصوص خدمت پاؤں وغیرہ دبوانا بالکل پسند نہ تھا ایک مرتبہ ایک صاحب نے بڑے اصرار و لجاجت سے پاؤں دبانے کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا! ''یہ خدمت میں صرف اپنی اہلیہ سے لیتا ہوں''...

حضرت کو بطور خاص اس بات کا اہتمام رہتا کہ کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی کہ فلاں نے کسی کو تکلیف پہنچائی تو حضرت یہ اشعار پڑھتے اور اسے نصیحت فرماتے

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نکردند تنگ

Marfat.com

ترا کے میسر شود ایں مقام کہ بادوستانت خلاف است و جنگ

یعنی میں نے سنا کہ اللہ والوں نے تو کسی دشمن کے دل کو بھی ناراض نہیں کیا' تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوگا کہ تو تو اپنے دوستوں سے بھی لڑتا پھرتا ہے...

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خانقاہ کا اس حوالہ سے تذکرہ فرماتے کہ وہاں کسی کو کسی سے تکلیف نہ ہوتی تھی ہر کوئی اپنے کام میں لگا رہتا تھا اور یہ شعر ایسے موقع پر ضرور پڑھتے

بہشت آں جا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

یعنی بہشت ایسی جگہ ہے کہ وہاں کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہ ہوگی اور کسی کو کسی سے کوئی کام بھی نہ ہوگا...

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اور ملکیت کی وضاحت

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی مدظلہ فرماتے ہیں

میں نے اپنے والد قدس اللہ سرہ کو بھی اسی طرح دیکھا کہ ہر چیز میں ملکیت واضح کر دینے کا معمول تھا... آخری عمر میں حضرت والد صاحب نے اپنے کمرے میں ایک چارپائی ڈال لی تھی' دن رات وہیں رہتے تھے' ہم لوگ ہر وقت حاضر رہتے تھے' میں نے دیکھا کہ جب میں ضرورت کی کوئی چیز دوسرے کمرے سے ان کے کمرے میں لاتا تو ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً فرماتے کہ اس چیز کو واپس لے جاؤ' اگر کبھی واپس لے جانے میں دیر ہو جاتی تو ناراض ہوتے کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ واپس پہنچا دو ابھی تک واپس کیوں نہیں پہنچائی؟

کبھی کبھی ہمارے دل میں خیال آتا کہ ایسی جلدی واپس لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی واپس پہنچا دیں گے.... ایک دن خود والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے اپنے وصیت نامہ میں لکھ دیا ہے کہ میرے کمرے

Marfat.com

میں جو چیزیں ہیں وہ سب میری ملکیت ہیں اور اہلیہ کے کمرے میں جو چیزیں ہیں وہ ان کی ملکیت ہیں.... لہٰذا جب میرے کمرے میں کسی دوسرے کی چیز آ جاتی ہے تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا انتقال اس حالت میں ہو جائے کہ وہ چیز میرے کمرے کے اندر ہو اس لیے کہ وصیت نامہ کے مطابق وہ چیز میری ملکیت تصور کی جائے گی حالانکہ حقیقت میں وہ چیز میری ملکیت نہیں ہے اس لیے میں اس بات کا اہتمام کرتا ہوں اور تمہیں کہتا ہوں کہ یہ چیز جلدی واپس لے جاؤ...

یہ سب باتیں دین کا حصہ ہیں.... آج ہم نے ان کو دین سے خارج کر دیا ہے اور یہی باتیں بڑوں سے سیکھنے کی ہیں...

میرے والد ماجد قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ گھر میں بعض اشیاء مشترک استعمال کی ہوتی ہیں جس کو گھر کا ہر فرد استعمال کرتا ہے اور ان کی ایک جگہ مقرر ہوتی ہے کہ فلاں چیز فلاں جگہ رکھی جائے گی مثلاً گلاس فلاں جگہ رکھا جائے گا...

پیالہ فلاں جگہ رکھا جائے گا' صابن فلاں جگہ رکھا جائے گا' ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ ان چیزوں کو استعمال کر کے بے جگہ رکھ دیتے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا یہ عمل گناہ کبیرہ ہے اس لیے کہ وہ چیز مشترک استعمال کی ہے جب دوسرے شخص کو اس کے استعمال کی ضرورت ہوگی تو وہ اس کو اس کی جگہ پر تلاش کرے گا اور جب جگہ پر اس کو وہ چیز نہیں ملے گی تو اس کو تکلیف اور ایذاء ہوگی اور کسی بھی مسلمان کو تکلیف پہنچانا گناہ کبیرہ ہے' ہمارا ذہن کبھی اس طرف گیا بھی نہیں تھا کہ یہ بھی گناہ کی بات ہے ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ تو دنیاداری کا کام ہے' گھر کا انتظامی معاملہ ہے....

یاد رکھو! زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں دین کی کوئی ہدایت موجود نہ ہو ہم سب اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہم لوگ اس بات کا اہتمام کرتے ہیں کہ مشترک استعمال کی اشیاء استعمال کے بعد ان کی متعین جگہ پر

Marfat.com

رکھیں تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو؟ اب یہ چھوٹی سی بات ہے جس میں ہم صرف بے دھیانی اور بے توجہی کی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لیے کہ ہمیں دین کی فکر نہیں، دین کا خیال نہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا احساس نہیں، دوسرے اس لیے کہ ان مسائل سے جہالت اور ناواقفیت بھی آج کل بہت ہے... (جلد۵ص۱۸۰)

حضرت شیخ الہند کا تقویٰ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہ جو دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں.... جن کے ذریعہ دارالعلوم دیوبند کا آغاز ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کو علم میں تقوی میں، معرفت میں بہت اونچا مقام بخشا تھا.... جس زمانے میں آپ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث تھے اس وقت آپ کی تنخواہ ماہانہ دس روپے تھی....

پھر جب آپ کی عمر زیادہ ہوگئی اور تجربہ بھی زیادہ ہوگیا تو.... اس وقت دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے یہ طے کیا کہ حضرت والا کی تنخواہ بہت کم ہے.... جبکہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی ہے ضروریات بھی زیادہ ہیں، مشاغل بھی زیادہ ہیں.... اس لئے تنخواہ بڑھانی چاہئے چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ طے کیا کہ اب آپ کی تنخواہ دس روپے کی بجائے پندرہ روپے ماہانہ کردی جائے.... جب تنخواہ تقسیم ہوئی تو حضرت والا نے دیکھا کہ اب دس روپے کے بجائے پندرہ روپے ملے ہیں....

حضرت والا نے پوچھا کہ یہ پندرہ روپے مجھے کیوں دیئے گئے.... لوگوں نے بتایا کہ مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی تنخواہ دس روپے کی بجائے پندرہ روپے کردی جائے.... آپ نے وہ تنخواہ لینے سے انکار کر دیا اور.... دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کے نام ایک درخواست لکھی کہ حضرت! آپ نے میری تنخواہ دس روپے کے بجائے پندرہ روپے کردی ہے....

حالانکہ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں.... پہلے تو میں نشاط کے ساتھ دو تین گھنٹے سبق

Marfat.com

پڑھا لیتا تھا اور اب تو میں کم پڑھاتا ہوں وقت کم دیتا ہوں.... لہٰذا میری تنخواہ میں اضافے کا کوئی جواز نہیں لہٰذا جو اضافہ آپ حضرات نے کیا ہے.... یہ واپس لیا جائے اور میری تنخواہ اسی طرح دس روپے کر دی جائے....

لوگوں نے آ کر حضرت والا سے منت سماجت شروع کر دی کہ.... حضرت! آپ تو اپنے تقویٰ اور ورع کی وجہ سے اضافہ واپس کر رہے ہیں....

لیکن دوسرے لوگوں کیلئے یہ مشکل ہو جائے گی کہ آپ کی وجہ سے ان کی ترقیاں رک جائیں گی.... لہٰذا آپ اس کو منظور کر لیں.... مگر انہوں نے اپنے لئے اس کو گوارہ نہ کیا کیوں؟ اس لئے کہ ہر وقت یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ یہ دنیا تو چند روز کی ہے خدا جانے آج ختم ہو جائے.... یا کل ختم ہو جائے لیکن یہ پیسہ جو میرے پاس آ رہا ہے.... کہیں یہ پیسہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر وہاں شرمندگی کا سبب نہ بن جائے....

دارالعلوم دیوبند عام یونیورسٹی کی طرح نہیں تھا کہ.... استاد نے سبق پڑھا دیا اور طالب علم نے سبق پڑھ لیا بلکہ وہ ان اداؤں سے دارالعلوم دیوبند بنا ہے.... اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی فکر سے بنا ہے اس ورع اور تقویٰ سے بنا ہے.... لہٰذا یہ اوقات جو ہم نے بیچ دیئے ہیں.... یہ امانت ہیں اس میں خیانت نہ ہونی چاہئے.... (جلد ۳ ص ۱۸۵)

اپنے مرید کے نام خط
جس کے حرف حرف سے عاجزی اور
معاملات کی صفائی واضح ہے

پروفیسر مولانا عبدالباری صاحب ندوی مرحوم (سابق صدر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن) مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی ہی کے ساتھ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے....

آپ کے نام ایک خط ہماری خصوصی توجہ کا مستحق ہے.... خط کا پس منظر خود خط سے

Marfat.com

یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا عبدالباری سے کچھ قرض اپنا مکان بنوانے کے سلسلے میں لیا تھا اس قرض کو واپسی میں دیر ہوئی اور قسط وار ادائیگی ہو سکی

کسی درمیانی خط کے ساتھ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے غالباً کچھ زیادہ معذرت فرمائی کہ ادائیگی میں بہت تاخیر ہو رہی ہے مولانا عبدالباری صاحب نے اس ادائیگی (ڈرافٹ) وصول کر کے جو خط لکھا اس میں رقم کے اس بیمے کو اپنی ''نالائقی کا بیمہ'' قرار دیا.... یعنی حضرت کی معذرت سے شرمندگی محسوس کی.... حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ اسکے جواب میں لکھتے ہیں....

''میرے محترم! آپ ان نقود کے ارسال پر خفگی کا اظہار فرماتے ہیں اور اس بیمے کو اپنی نالائقی کا بیمہ قرار دیتے ہیں کیا تعجب کی بات نہیں ہے کیا آپ نے یہ دستگیری اس وقت نہیں فرمائی تھی جبکہ مجھ کو شدید حاجت تھی.... دیواریں مکان کی چھت تک بلند ہوگئی تھیں اور برسات کا زمانہ آ گیا تھا.... روپیہ ختم ہو چکا تھا....

خوف تھا کہ اگر چھت نہ ڈالی گئی تو دیواریں گر جائیں گی.... آپ نے ایسی ضرورت کے وقت میں دست اعانت دراز فرمایا.... فجزاکم اللہ خیر الجزاء ....پھر جبکہ میں نے کچھ عرصے کے بعد قرضہ کی ادائیگی کے ارادہ کو ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک تو مردانہ مکان سے فارغ نہ ہو جائے تب تک اسکی فکر نہ کرنا چنانچہ سال گزشتہ میں مردانہ حصہ سے بھی فارغ ہو گیا.... اس مدت کو کئی سال گزر گئے.... آپ نے اس تمام مدت میں کبھی اشارۃً یا کنایۃً بھی تقاضا نہیں فرمایا....

کیا یہ دوسرا احسان عظیم الشان احسان نہیں ہے آپ کے معاملات میں کسی قسم کا ادنیٰ درجے کا تغیر نہیں پایا گیا.... حالانکہ القرض مقراض المحبۃ (قرض محبت کے لئے قینچی ہے) مشہور مقولہ ہے.... کیا مجھ کو کسی طرح درست تھا یا ہے کہ ایسے عظیم الشان انعامات کو فراموش کر سکوں.... کیا میرے لئے نہایت شرمندگی کی بات نہیں ہے کہ میں نے اس قرض کے ادا کرنے میں سالہا سال کی مدت لگا دی....

Marfat.com

بیشک میں اپنی ناداری اور مصاریف تعمیر کی بناء پر عاجز تھا.... مگر مجھ کو فی النفس محجوبیت (تنگدلی) ضرور تھی اور ہے.... مہینہ دو مہینہ نہیں سال نہیں.... سالہا سال یعنی تقریباً دس سال یا زیادہ گزر چکے ہیں پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ اس وقت جبکہ میں حجاز جا رہا تھا اور جبکہ بتقاضائے وقت و حال لازم تھا کہ میں پوری رقم ادا کرتا کیونکہ موت و حیات کا معاملہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا....

چاہئے یہ تھا کہ میں بالکل بری الذمہ ہو کر جاتا اور پوری رقم آپ کی خدمت میں بھیجتا مگر میں نے خواہ بمجبوری یا بغیر مجبوری تین سو کی رقم بھیجی اور باقی کے متعلق توکل الی اللہ کیا.... کہ وہ کریم کارساز اس کی کوئی صورت کر دے گا.... مگر تعجب ہے کہ آپ اس پر بھی ایسے الفاظ تحریر فرماتے ہیں آپ کو چاہئے تھا کہ سرزنش فرماتے کہ ایک تو اتنی مدت کے بعد قرضہ ادا کرتا ہے اور پھر وہ بھی پورا نہیں.... تجھ کو شرم آنی چاہئے مگر بجائے میری سرزنش کے آپ خود اپنے کو ملامت کرتے ہیں....

بہر حال میں آپ کے ان عظیم الشان احسانات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور محجوب (نادم) ہوں کہ اس قدر دیر کیوں ہوئی اور ان شاء اللہ باقی ماندہ رقم بھی جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا اور امیدوار ہوں کہ گزشتہ تاخیرات کو بنظر عفو دیکھیں گے اور اگر آئندہ بھی تاخیر ہو تو اس پر بھی وسعت قلب اور عفو کو کام میں لائیں گے...." (ماہنامہ الفرقان)

ایمان افروز عجیب واقعہ

ذیل میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خلیفہ ارشد حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کا ایک واقعہ دیا جاتا ہے جو ہمارے پیر بھائی محترم الحاج ظفر اللہ صاحب (پشاور) نے تحریر فرمایا ہے.... اللہ کے فضل سے بندہ کو حضرت کی خدمت میں تقریباً 10 سال قریب رہنے کا موقع ملا.... ایسے ایمان افروز بیسیوں واقعات دیکھنے میں آئے جن میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے....

Marfat.com

لکھتے ہیں کہ: عرصہ دراز تک (بندہ ظفر اللہ) کہتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے لیے ایئر کنڈیشن لگادوں.... ناظرین میرے الفاظ ذہن نشین رکھئے گا کہ ایئر کنڈیشن (لگادوں) عرصہ پانچ سال تک میں حضرت کو کہتا رہا حضرت نے ہمیشہ یہ تحریر فرمایا.... ظفر اللہ!.. الحمدللہ میرا گزارہ بہترین ہورہا ہے اطمینان رکھیں....

ایک بار شدید گرمیوں میں میں نے اپنا اے سی بند کردیا اور بغرض ناز حضرت والا کو تحریر کیا کہ اگر حضرت والا اے سی نہیں لگوائیں گے تو میں بھی آج سے اے سی میں لیٹنا چھوڑ رہا ہوں اور میں نے اے سی بند کردیا حضرت والا کا سرفراز نامہ آیا، تو یہ تھا....

ظفر اللہ! ایسا نہ کریں، اپنا اے سی کھول دیں اور اطمینان رکھیں میں بڑی راحت وآرام میں ہوں، میں نے اے سی پھر چلادیا... سال بعد گرمیوں میں میں نے پھر کہنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت کا والا نامہ آیا جو کہ خود تحریر فرمایا تھا والا نامہ بڑی بے صبری سے کھولا تو یہ لکھا تھا ظفر اللہ! مجھے ایئر کنڈیشن بھجوادیں اور گھر کا مکمل پتہ مکان نمبر 709 نواں شہر ملتان تحریر تھا چونکہ ہمارا کاروبار ہی الیکٹرانک فریج اے سی کا تھا فوراً کراچی کمپنی کو فون کیا کہ اس پتے پر 1-1/2 ٹن شارپ جاپان اسمبل اے سی بک کردیں ۳ دن بعد اے سی ملتان پہنچ گیا حضرت والا کے ہاں لگادیا گیا....

اے سی لگنے کے تین چار ماہ بعد ملتان قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا.... حضرت والا کے ایک خادم سے میں نے پوچھا کہ ایئر کنڈیشن کیسے لگا.... فرمانے لگے چلو فراغت ہوگی تو پھر تفصیل عرض کروں گا..... مجھے تو دراصل تشویش یہ تھی کہ عرصہ پانچ سال سے بار بار خصوصاً گرمیوں میں لکھتا رہا کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوادوں اور حضرت والا نے ہمیشہ یہی لکھا کہ ظفر اللہ!... الحمدللہ خوب گزارہ ہورہا ہے اطمینان رکھیں مجھے ہر طرح راحت وسکون ہے یا یہ تحریر فرماتے مجھے آپ کی محبت پر ناز ہے جان دیکر بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہوسکتا....

اور پھر حضرت والا نے علیحدہ سے خود تحریر فرمایا کہ اے سی بھیج دیں جب کھانا

Marfat.com

وغیرہ کھا کر فرصت ہوئی تو حضرت والا کے خادم نے تفصیلاً پورا واقعہ سنایا کہ فلاں فلاں صاحب جن میں زیادہ تر عمر میں حضرت سے زیادہ تھے جمع ہوئے.... گرمی شدید تھی حضرت پیرانی صاحبہ کی آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا سب نے مشورہ کیا کہ ہم سب مل کر حضرت کے کمرے میں اے سی لگواتے ہیں...

حضرت والا کے پاس گئے اور بطور ناز عرض کیا کہ بس حضرت .... آپ نے ہمیں کچھ نہیں کہنا ہم نے فیصلہ کرلیا ہے ہم کل اے سی لے کر لگوادیں گے ان سب حضرات کا تعلق اصلاحی بھی حضرت والا سے تھا... حضرت پر عجیب حالت طاری ہوگئی اور فرمایا میں آپ لوگوں کی محبت سے مغلوب ہوگیا مگر ایک بات ہے کہ سب سے پہلے ظفر اللہ نے مجھے کہا تھا کہ میں اے سی لگوادوں گا لہٰذا اسے پتہ چلے گا تو اس کی دل شکنی ہوگی بس پہلے اس کا حق بنتا ہے اس طرح آپ کا اے سی لگ گیا....

اب اصل بات سنئے جو سنانا چاہتا ہوں میرے سابقہ جملوں پر (کہ میں ہمیشہ یہی لکھتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں اے سی لگوادوں) اے سی لگنے کے دو سال بعد میرے حضرت والا اللہ کو پیارے ہوگئے میں بھی ملتان حاضر ہوا حضرت والا کے برخوردار محترم ظریف بھائی نے فرمایا بھائی ظفر اللہ! امی جان آپ کو بلا رہی ہیں میں فوراً حاضر ہوا پردے میں دروازے کے پیچھے تھیں میں نے سلام پیش کیا گھر والوں کی خیریت معلوم کی پھر فرمانے لگیں آپ کے لیے حضرت کی ایک وصیت ہے وہ آپ کو دینا چاہتی ہوں اور کاغذ کا لفافہ دروازے سے باہر کیا اور فرمانے لگیں یہ پڑھ لیں...

میں نے خوشی خوشی کھولا کہ شاید وہ خطوط مبارک ہوں گے جو حضرت والا نے مجھے فرمایا تھا کہ دس عدد خطوط مبارک حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے میری وفات کے بعد آپ کو دے دیئے جائیں گے لفافہ کھولتے اور پڑھتے ہی میرے ہوش ٹھکانے نہ رہے میری چیخیں نکل گئیں حضرت نے یہ لکھا تھا:

Marfat.com

چونکہ ظفر اللہ نے ہمیشہ مجھے یہ لکھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوادوں اس نے مجھے ہبہ یا وقف نہیں کیا لہٰذا یہ اس کی امانت لگی ہے میرے مرنے کے بعد گھر والوں کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کو استعمال کریں ظفر اللہ کو واپس کر دیا جائے.... میرے خط کی فوٹو کاپی وصیت نامے کیساتھ لگا رکھی تھی....

آخر لے لیا اور دوبارہ حضرت پیرانی صاحبہ کی خدمت میں انتہائی لجاجت کر کے ہدیہ کے طور پر دیدیا.... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا تقویٰ نصیب فرمائے آمین

اکابر کا مشتبہ چندے سے احتراز

دار العلوم دیوبند میں ممبئی کے ایک سیٹھ آئے تھے، لکھ پتی لوگوں میں سے تھے، دار العلوم کو دیکھا، بہت خوش ہوئے، پسند کیا، اور اعلان کیا کہ پچیس ہزار روپیہ (۲۵۰۰۰/...) بھیجوں گا تو ہمارے بزرگوں نے اس کے اوپر کوئی زیادہ خوشی کا اظہار نہیں کیا جیسے مثلاً یہ ہوتا کہ انہوں نے اعلان کیا تھا تو اس پر کوئی شکریہ ادا کیا جاتا، یا کوئی دُعائیہ کلمات کہے جاتے، جس سے ان کا دل بڑھتا، بس چپ ہو کر بیٹھ گئے تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اس بے چارے نے تو کتنی جی داری کا ثبوت دیا...

پچیس ہزار...... یہ آج سے پینتالیس برس پہلے کی بات ہے... پینتالیس برس پہلے پچیس ہزار کی قیمت ایسی ہی ہے جیسے اسّی ہزار...... پھر دینی مدارس میں پچیس ہزار کی رقم آئے تو ان کے مصارف تھوڑے ہوتے ہیں...اس لیے بلحاظِ مصارف وہ رقم بہت تھی...تو بظاہر ان کا کوئی شکریہ یا دُعاء وغیرہ کے کلمات یا خوشی کا کچھ غیر معمولی اظہار ہوتا، سارے ہی چپ بیٹھ گئے...

مجھے بڑی حیرت ہوئی...خیر وہ سیٹھ صاحب اعلان کر کے چلے گئے...ایک مہینہ گزرا، دو مہینے گزرے، میں نے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ نے یاددہانی نہیں فرمائی...دار العلوم کو اگر اتنی رقم مل جاتی تو دار العلوم کے

Marfat.com

بہت سے کام چلتے... ایک شخص نے وعدہ کیا، اعلان کیا کم سے کم وعدہ کی یاددہانی فرمادیں، میری بات سن کر وہ خاموش ہوگئے...

پھر مجھے حیرت ہوئی کہ اس شخص کو نہ شکریہ نہ دُعا دی اور اب بھی یاددہانی کے لیے کہہ رہا ہوں تو بھی چپ...... پھر میں نے کسی دوسرے وقت یاددہانی کرائی کہ کم سے کم ایک خط تو لکھ دیں کہ بھائی یہ رقم بھیج دے... اس وقت کچھ منہ بنا کر فرمایا کہ "یہ رقم دارالعلوم میں آ نہیں سکتی..."...... میں نے کہا آخر کیوں؟ فرمایا:

ان کا سارا کام سود بٹے پر چلتا ہے... آبکاری کے محکمے میں ان کی ملازمت ہے اور اسی قسم کی ان کی ساری کمائی ہے... وہ کمائی یہاں نہیں آئے گی، نہ یہاں چلے گی اور نہ انہیں بھیجنے کی توفیق ہوگی، ہم کیوں یاددہانی کرائیں؟

اس وقت میرے ذہن میں آیا کہ ان حضرات کو ہمیشہ ایسی کمائی کا چندہ قبول کرنے سے انکار رہتا تھا جس کو یہ مشتبہ سمجھتے تھے اور وہ اس بنا پر کہ اگر وہ چندہ صرف کیا گیا تو طلباء پر بھی وہی اثر پڑے گا، ان کے علم میں برکت نہیں رہے گی، ان کی معرفت ختم ہوجائے گی، اس واسطے گریز کرتے تھے... (وعظ علمی معجزہ جلد 6)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا معمول

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ہمیشہ محنت سے حاصل ہونے والی آمدنی کا بیسواں حصہ اور بغیر محنت کے حاصل ہونے والی آمدنی کا دسواں حصہ علیحدہ لفافے میں رکھ دیا کرتے تھے اور آپ کا یہ ساری زندگی کا معمول تھا....

اگر ایک روپیہ بھی کہیں سے آیا تو اسی وقت اس کا دسواں حصہ نکال کر اس کی ریزگاری کرا کر اس لفافے میں ڈال دیتے.... اور اگر سو روپے آئے ہیں تو دس روپے ڈال دیتے.... وقتی طور پر اگرچہ اس عمل میں تھوڑی سی دشواری ہوتی تھی کہ فی الحال ٹوٹے ہوئے پیسے موجود نہیں ہیں.... اب کیا کریں....

Marfat.com

اس کے لیے مستقل انتظام کرنا پڑتا تھا.... لیکن ساری عمر کبھی اس عمل سے تخلف نہیں دیکھا اور میں نے وہ تھیلا کبھی ساری عمر بھی خالی نہیں دیکھا.... الحمدللہ.... اس عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب آدمی اس طرح نکال نکال کر الگ کرتا رہتا ہے تو وہ تھیلا خود یاد دلاتا رہتا ہے کہ مجھے خرچ کرو اور کسی صحیح مصرف پر لگاؤ.... اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے انفاق کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں (اصلاحی خطبات جلد ا ص ۸۳)

حُسنِ معاشرت

حضرت پیر ذوالفقار علی نقشبندی مدظلہ فرماتے ہیں

میرے پیر و مرشد کا واقعہ ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز میں وضو کر رہا تھا (عمر رسیدہ تھے) اہلیہ محترمہ وضو کرواتے وقت پانی ٹھیک طرح سے نہیں ڈال رہی تھی جس پر میں نے انہیں ذرا سختی سے بات کہہ دی کہ تم کیوں ٹھیک طرح سے وضو نہیں کروا رہی.... مگر میرے اس طرح غصہ کرنے پر وہ خاموش رہیں اور جس طرح میں چاہتا تھا ویسے کر دیا.... خیر میں وضو کر کے گھر سے چلا راستے میں خیال آیا....

ابھی تو میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا تھا اور ابھی مصلے پر جا کر نماز پڑھاؤں گا میری نماز کیسے قبول ہوگی....

کہنے لگے میں آدھے راستے سے واپس آیا اور بیوی سے معذرت کی اس نے مجھے معاف کر دیا، پھر میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھائی.... (جواہرات فقیر 1 ص 39)

شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی احتیاط

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے دار جدید کی مسجد میں حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث کے مہمانوں کا قیام ماہ رمضان المبارک میں اعتکاف کے سلسلہ میں ہونے لگا تو بجلی کے بلب زیادہ لگانا پڑتے تھے اس کی وجہ سے حضرت

Marfat.com

نے مسجد اور باقی سارے دار جدید کے حجروں وغیرہ کے بجلی کا پورے مہینے کا کل بل اپنے ذمہ لے لیا مگر جب معلوم ہوا کہ بل انگریزی مہینوں کے حساب سے آتا ہے اور رمضان میں انگریزی دو مہینوں کی تاریخیں شامل ہوتی ہیں تو حضرت نے پورے دو ماہ کام اپنے ذمہ لے لیا یہ کل حساب حضرت شیخ الحدیث کے روزنامچہ میں مفصل درج ہے.....ایک دفعہ مدرسہ کے ایک ذمہ دار جو بجلی کے فن سے ناواقف ہیں انہوں نے شبہ ظاہر کیا کہ زیادہ بجلی خرچ ہونے سے بجلی کے تاروں کو بھی نقصان پہنچتا ہے حالانکہ فنی لحاظ سے یہ بات اس طرح نہیں ہے لیکن حضرت نے ان کے شبہ کی بناء پر ڈیڑھ سو روپے کے نئے تار منگوا کر پورے تار بدلوا دیئے.....(اکابر کا تقویٰ)

برکات الزکوٰۃ

''حافظ فضل حق صاحب خزانچی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مرحوم کا تکیہ کلام ''اللہ کے فضل سے'' تھا ہر بات میں یہی جملہ ارشاد فرماتے اور اسی عادت کا اثر ان کے صاحبزادے حافظ زندہ حسن صاحب مرحوم میں بھی تھا وہ بھی ہر بات میں ''اللہ کا فضل'' فرمایا کرتے تھے بہر حال ایک مرتبہ حافظ صاحب نے حضرت مولانا محمد مظہر صاحب سے عرض کیا.....

حضرت جی رات تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہی ہو گیا تھا حضرت نے ہنس کر فرمایا بھائی حافظ جی رات اللہ کے فضل سے کیا غضب ہو گئے تھے؟ عرض کیا کہ حضرت! میں سو رہا تھا گھر میں چور گھس گئے اور تالہ توڑنے لگے میری آنکھ کھل گئی میں نے پوچھا تم چور ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! میں نے کہا کہ میرا سارا روپیہ اسی کوٹھڑی میں ہے اور بہت سارا ہے (کیونکہ مشہور رئیس ہونے کے ساتھ ساتھ مدرسہ مظاہر علوم کے خزانچی بھی تھے) مگر اللہ کے فضل سے تم اس کو لے نہیں سکتے اور دیکھو یہ تالہ جو اس کو لگ رہا ہے چھ پیسے کا ہے مگر تمہارے باوا سے بھی نہ ٹوٹے گا.....

Marfat.com

اس واسطے کہ مولوی جی (یعنی حضرت مولانا محمد مظہر صاحب) نے بتلایا تھا کہ جس مال کی زکوٰۃ دے دیجائے وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور میں اس کی خوب زکوٰۃ دے چکا حضرت جی! یہ کہہ کر میں تو سو گیا....

جب تہجد کے واسطے اٹھا تو وہ سب تالہ جھنجھوڑ رہے تھے مگر وہ ذرا بھی نہ ٹوٹا .....اور اللہ کے فضل سے صبح ہوتے ہی بھاگ گئے..... (تاریخ مظاہر)

عظیم باپ کا عظیم بیٹا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے والد غلام تھے، اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے تھے، ایک مرتبہ مالک باغ میں آیا اور کہا ''میٹھا انار لایئے'' مبارک ایک درخت سے انار کا دانہ توڑ کر لائے، مالک نے چکھا تو کھٹا تھا، اسکی تیوری پر بل آئے، کہا ''میں میٹھا انار مانگ رہا ہوں، تم کھٹا لائے ہو'' مبارک نے جا کر دوسرے درخت سے انار لایا، مالک نے کھا کر دیکھا تو وہ بھی کھٹا تھا، غصہ ہوئے، کہنے لگے

''میں نے تم سے میٹھا انار مانگا ہے اور تم جا کر کھٹا لے آئے ہو'' مبارک گئے اور ایک تیسرے درخت سے انار لے کر آئے، اتفاقاً وہ بھی کھٹا تھا، مالک کو غصہ بھی آیا اور تعجب بھی ہوا، پوچھا ''تمہیں ابھی تک میٹھے کھٹے کی تمیز اور پہچان نہیں''

مبارک نے جواب میں فرمایا ''میٹھے کھٹے کی پہچان کھا کر ہی ہو سکتی ہے اور میں نے اس باغ کے کسی درخت سے کبھی کوئی انار نہیں کھایا''......

مالک نے پوچھا ''کیوں''......اس لئے کہ آپ نے باغ سے کھانے کی اجازت نہیں دی ہے اور آپ کی اجازت کے بغیر میرے لئے کسی انار کا کھانا کیسے جائز ہو سکتا ہے''......یہ بات مالک کے دل میں گھر کر گئی اور تھی بھی یہ گھر کرنے والی بات! تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعتاً مبارک نے کبھی کسی درخت سے کوئی انار نہیں کھایا، مالک اپنے غلام مبارک کی اس عظیم دیانت داری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بیٹی کا

Marfat.com

نکاح ان سے کرایا، اسی بیٹی سے حضرت عبداللہ بن مبارک پیدا ہوئے، حضرت عبداللہ بن مبارک کو اللہ جل شانہ نے علمائے اسلام میں جو مقام عطا فرمایا ہے، وہ محتاج تعارف نہیں..... (وفیات الاعیان، ج:۳، ص:۳۲، کتابوں کی درس گاہ میں)

قابل رشک ازدواجی زندگی

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس سرہ کبھی کبھی نصیحت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ "آج میرے نکاح کو ۵۵ سال ہوگئے.... لیکن الحمدللہ کبھی اس عرصہ میں لہجہ بدل کر بات نہیں کی" میں کہتا ہوں کہ لوگ پانی پر تیرنے اور ہوا میں اڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں...

اصل کرامت تو یہ ہے کہ پچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گزاری اور یہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس میں یقیناً ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں.... یہ بات ناممکن ہے کہ ناگواری نہ ہوتی ہو لیکن فرماتے ہیں کہ "میں نے لہجہ بدل کر بات نہ کی" اور اس سے آگے بڑھ کر ان کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ساری عمر مجھ سے یہ نہیں کہا "مجھے پانی پلادو" یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کردو...... میں خود اپنے شوق اور جذبے سے سعادت سمجھ کر ان کا خیال رکھتی اور ان کا کام کرتی تھی لیکن ساری عمر زبان سے انہوں نے مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیا.... (اصلاحی خطبات)

تواضع اور جذبہ خدمت کا عجیب واقعہ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کی ایک رات میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ بذریعہ ریل گاڑی تھانہ بھون کے اسٹیشن پر اترے ..... قصبہ اسٹیشن سے کافی دور تھا...... درمیان میں کھیت اور غیر آباد زمینیں تھیں..... بجلی بھی نہیں تھی رات کے وقت قلی یا سواری ملنا ناممکن تھا..... چند مسافر ہوتے جو اپنی

Marfat.com

منزل کی طرف روانہ ہو جاتے گاڑی حسب معمول رکی اور روانہ ہوگئی..... اسٹیشن پر ہو کا عالم تھا جنگل اور اندھیری رات..... اسٹیشن سے قیام گاہ تک آمدورفت عموماً پیدل ہوتی تھی..... حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تنہا تھے سامان بھی ساتھ نہ تھا.....

اچانک آواز آئی ''قلی''، ''قلی'' یہ آواز بار بار آرہی تھی..... اب اس میں گھبراہٹ بھی شامل ہوگئی تھی کوئی صاحب مع اہل وعیال اسی گاڑی سے اترے..... قلی ہو تو ملے وہاں ایسا قلی نہ تھا جو آبادی تک سامان پہنچادے..... یہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے ایک واقف کار تھے اور عقیدت مندانہ ملتے تھے..... مفتی صاحب رحمہ اللہ سے اپنا بوجھ اٹھوانہ پر ہرگز راضی نہ ہوتے یا عمر بھر ندامت کے بوجھ میں دبے رہتے.....

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جلدی سے سر پر رومال لپیٹ کر اوپر سے چادر ڈالی اور مزدورانہ ہیت تیزی سے پہنچ کر کہا:..... ''سامان رکھواؤ کہاں جانا ہے''؟ انہوں نے مختصر پتہ بتا کر سر پر سامان لادنا شروع کردیا..... پہلا بکس ہی اتنا بھاری تھا کہ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے کبھی نہ اٹھایا تھا..... اس پر دوسرا بکس رکھا..... تیسرا عدد اور مفتی صاحب رحمہ اللہ کی بغل میں تھمانا چاہتے تھے..... مفتی صاحب رحمہ اللہ نے دونوں ہاتھوں سے بمشکل ان بکسوں کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ:..... ''حضور میں کمزور آدمی ہوں زیادہ نہیں اُٹھا سکتا..... یہ (تیسرا عدد) آپ سنبھال لیں''

یہ مختصر قافلہ روانہ ہوا بوجھ سے پاؤں ڈگمگا رہے تھے مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی اس کمزوری کو ٹارچ (بیٹری) نے چھپالیا تھا جو انہوں نے راستہ دکھا رہی تھی اور مفتی صاحب کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیتی تھی ان کی قیام گاہ پر سامان اتارا وہ یہ کہہ کر ذرا اندر گئے کہ ''ابھی آکر پیسے دیتے ہیں''..... حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ وہاں سے غائب ہوگئے.....

اگلے دن وہ صاحب خانقاہ میں حسب سابق بڑی تعظیم سے ملے..... مگر انہیں کیا معلوم وہ ایک ''قلی'' سے مل رہے ہیں..... (البلاغ فقیہ اعظم)

Marfat.com

اخلاق کی بلندی

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مہاجر مکی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک بار آپ بازار میں کچھ خریدنے تشریف لے گئے کوئی چیز خریدی اور تھیلی میں سے دام نکال کر دوکاندار کو دیئے ایک بدوی نے دیکھا اور جب آپ چلے آپ کے پیچھے ہولیا جب آپ اپنے مکان کے قریب گلی میں پہنچے وہ بدوی آپ کے ہاتھ سے تھیلی اچک اور وہ جا یہ جا آپ نے اس کا کوئی تعاقب نہیں کیا اپنے گھر میں داخل ہو کر زنجیر لگالی اب بدوی جو گلی سے نکلنا چاہتا ہے تو رستہ نہیں ملتا لوٹ پھر کر پھر وہاں ہی پہنچ جاتا ہے...

جہاں سے چلا تھا بہت پریشان ہوا آخر سمجھا کہ یہ شیخ کا مال لینے کے سبب سے ہے دروازہ پر آ کر پکارا یا شیخ! یا شیخ! اب شیخ بولتے نہیں پھر اس نے گلی سے نکلنا چاہا مگر راستہ بند پھر شیخ کو پکارا جواب ندارد آخر اس نے غل مچانا شروع کیا کہ لوگو دوڑو مجھ کو ماردیا محلہ کے لوگ آئے اور پوچھا بدوی نے کہا...

اس گھر میں کون رہتا ہے اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے لوگوں نے اس کو ڈانٹا کہ اس میں تو ایک بڑے بزرگ رہتے ہیں اس نے کہا کہ انہیں باہر بلاؤ تب میں بتلاؤں گا لوگوں نے منت سماجت کر کے حضرت کو بلایا حضرت تشریف لائے بدوی نے کہا انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے کہ:.....

''میں نے ان کی تھیلی چھینی تھی اب مجھ کو راستہ نہیں ملتا اب میں تھیلی واپس کرنا چاہتا ہوں تو یہ بولتے نہیں ان سے کہو کہ اپنی تھیلی لے لیں اور میری جان چھوڑیں''

لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ تھیلی لے لیجئے آپ نے فرمایا:.....

''میں تھیلی لے نہیں سکتا جب اس نے تھیلی چھینی تھی اسی وقت مجھ کو یہ خیال ہوا کہ افسوس یہ شخص اس غضب سے دوزخ میں جاویگا میری طبیعت نے اس کو گوارہ

Marfat.com

نہ کیا کہ میرے سبب سے میرا ایک بھائی مسلمان دوزخ میں جاوے ... اس لئے میں نے یہ اس کو ہبہ کر دیا تھا اب ہبہ سے رجوع نہیں کرتا"...

جھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ کی پوری زندگی میں اس حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے میں اس کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں"....

اس حدیث پر عمل کرنے کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے جھگڑا ختم کرنے کی خاطر بڑے سے بڑا حق چھوڑ کر الگ ہو گئے ان کا ایک واقعہ سناتا ہوں جس پر آج لوگوں کو یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے یہ دارالعلوم جو اس وقت کورنگی میں قائم ہے....

پہلے نانک واڑہ میں ایک چھوٹی سی عمارت میں قائم تھا جب کام زیادہ ہوا تو اس کے لئے وہ جگہ تنگ پڑ گئی وسیع اور کشادہ جگہ کی ضرورت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد ہوئی کہ بالکل شہر کے وسط میں حکومت کی طرف سے ایک بہت بڑی اور کشادہ جگہ مل گئی اور دارالعلوم کراچی کے نام الاٹ ہو گئی اس زمین کے کاغذات مل گئے قبضہ مل گیا اور ایک کمرہ بھی بنا دیا گیا ٹیلیفون بھی لگ گیا اس کے بعد دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ایک جلسہ تاسیس منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے علماء حضرات تشریف لائے اس جلسہ کے موقع پر کچھ حضرات نے جھگڑا کھڑا کر دیا کہ یہ جگہ دارالعلوم کو نہیں ملنی چاہئے تھی بلکہ فلاں کو ملنی چاہئے تھی اتفاق سے جھگڑے میں ان لوگوں نے ایسے بعض بزرگ ہستیوں کو بھی شامل کر لیا....

جو حضرت والد صاحب کے لئے باعث احترام تھیں والد صاحب نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ یہ جھگڑا کسی طرح ختم ہو جائے لیکن وہ ختم نہیں ہوا والد صاحب نے یہ

Marfat.com

سوچا کہ جس مدرسے کا آغاز ہی جھگڑے سے ہو رہا ہے تو اس مدرسے میں کیا برکت ہو گی؟ چنانچہ والد صاحب نے اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں اس زمین کو چھوڑتا ہوں....

دارالعلوم کی مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ سنا تو انہوں نے حضرت والد صاحب سے کہا کہ حضرت! یہ آپ کیسا فیصلہ کر رہے ہیں؟ اتنی بڑی زمین وہ بھی شہر کے وسط میں ایسی زمین ملنا بھی مشکل ہے اب جبکہ یہ زمین آپ کو مل چکی ہے آپ کا اس پر قبضہ ہے آپ ایسی زمین کو چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں؟

حضرت والد صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں مجلس منتظمہ کو اس زمین کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا اسلئے کہ مجلس منتظمہ درحقیقت اس زمین کی مالک ہو چکی ہے.... آپ حضرات اگر چاہیں تو مدرسہ بنا لیں میں اس میں شمولیت اختیار نہیں کروں گا اس لئے کہ جس مدرسے کی بنیاد جھگڑے پر رکھی جا رہی ہو اس مدرسے میں مجھے برکت نظر نہیں آتی پھر حدیث سنائی جو شروع میں گذری ہے اور جھگڑے سے بچنے کیلئے (انمول موتی)

آپ نے فرمایا دارالعلوم بنانا فرض نہیں ہے مسلمانوں کو پھوٹ سے بچانا فرض عین ہے....اور فرمایا کہ آپ حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ شہر کے بیچوں بیچ ایسی زمین کہاں ملے گی لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں اس کو جنت کے بیچ میں گھر دلواؤں گا.... یہ کہہ کر اس زمین کو چھوڑ دیا.... آج کے دور میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے کہ کوئی شخص اس طرح جھگڑے سے بچنے کیلئے اتنی بڑی زمین چھوڑ دے لیکن جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل یقین ہے وہی یہ کام کر سکتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ چند ہی مہینوں کے بعد اس زمین سے کئی گنا بڑی زمین عطا فرما دی جہاں آج دارالعلوم قائم ہے....

یہ تو میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک مثال بیان کی ورنہ حضرت والد صاحب کو ہم نے ساری زندگی حتی الامکان اس حدیث پر عمل کرتے دیکھا.... ہاں البتہ جس جگہ دوسرا شخص جھگڑے کے اندر پھانس ہی لے اور دفاع کے سوا کوئی چارہ نہ

Marfat.com

رہے تو وہ الگ بات ہے.... ہم لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ فلاں موقع پر فلاں شخص نے یہ بات کہی تھی....

فلاں نے ایسا کیا تھا اب ہمیشہ کے لئے اس کو دل میں بٹھالیا اور جھگڑا کھڑا ہو گیا آج ہمارے پورے معاشرے کو اس چیز نے تباہ کر دیا ہے....

یہ جھگڑا انسان کے دین کو مونڈ دیتا ہے اور انسان کے باطن کو تباہ کر دیتا ہے اس لئے خدا کے لئے آپس کے جھگڑوں کو ختم کر دو اور اگر دو مسلمان بھائیوں میں جھگڑا دیکھو تو ان کے درمیان صلح کرانے کی پوری کوشش کرو....

حسن اخلاق کی قیمت

بغداد میں ایک شخص ابوحمزہ رہتے تھے جو سکری کے لقب سے مشہور تھے... انہیں ''سکری'' کہنے کی وجہ کیا تھی..

عربی میں ''سکر'' چینی کو کہتے ہیں... دراصل ان کے اخلاق اتنے میٹھے تھے کہ ان کی ہر بات چینی کی طرح مزے دار لگتی تھی... لہٰذا ان کے اخلاق کی بدولت لوگوں نے انہیں ''سکری'' مشہور کر دیا تھا... ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک بار سخت مقروض ہو گئے... چنانچہ اپنا عظیم الشان گھر بیچ کر اپنا قرض ادا کرنا چاہا... جب محلے والوں کو علم ہوا تو انہوں نے وجہ پوچھی؟

کہنے لگے... مجھ پر مشکل وقت آ گیا ہے... اور معاشی طور پر کمزور ہو گیا ہوں ... لوگوں نے مشورہ کیا... اور اس بات پر متفق ہوئے کہ اگر ہم سب محلے والوں نے مل کر ان کا قرض ادا نہ کیا... اور سکری ہم میں سے چلے گئے تو ہمیں ان جیسا کبھی نہیں ملے گا... تمام لوگوں نے مل کر قرض کی رقم ادا کی... اور سکری کو اپنے محلے سے نہ جانے دیا... اور نہ ہی ان کو مکان بیچنے دیا... (کتاب البطن صفحہ نمبر ۵۵)

Marfat.com

ایک عبرت ناک واقعہ

اگر کوئی شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے پھر بھی وہ زکوٰۃ لے لے یہ حرام تو ہے ہی لیکن یاد رکھئے! اس کا وبال بھی ایسا سخت ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی سزا ملتی ہے...

میں نے کسی ایسے شخص کو خوش نہیں دیکھا جو مستحق زکوٰۃ تو نہیں تھا...

لیکن زکوٰۃ لیتا ہو... ایسا شخص کبھی نہیں پنپتا' ایسی ایسی مصیبتیں اس پر اور اس کے خاندان پر آتی ہیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتوں نے اس کا گھر دیکھ لیا ہے...

ہمارے ایک رشتہ دار ہندوستان (دیوبند) میں رہتے تھے ان کی اولاد اور پھر ان کی اولاد کی اولاد کو ہم نے دیکھا... ان کی تین پشتیں تو ہم نے دیکھ لی ہیں ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی خطرناک مصیبت میں مبتلا نہ ہو... مرد بھی مبتلا ہیں اور عورتیں بھی... ایسی ایسی عجیب وغریب مصیبتیں ان پر آتی ہیں' بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتوں نے اس خاندان کو اپنا نشانہ بنا رکھا ہے... ایک مصیبت ہٹتی ہے دوسری شروع' دوسری ہٹتی ہے تیسری شروع' تیسری ہٹتی ہے' چوتھی شروع' کسی کا دماغ خراب ہو گیا ہے' کوئی عورت بیوہ ہو گئی ہے کسی کو طلاق ہو گئی' کوئی تین تین مرتبہ بیوہ ہو گئی ہے اور کوئی ایسا بچہ ہے جس کی نہ ماں زندہ رہی نہ باپ اور کوئی بیمار ہے اور اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے کسی کو دق ہو گئی ہے کسی کو کینسر ہو گیا ہے کوئی فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہا ہے کسی کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے اور بچارے کی موت واقع ہو گئی اور پھر بچے یتیم ہو گئے... کوئی ایک فرد بھی مصیبتوں سے بچا ہوا نہیں ہے...

حضرت والد مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو ان کی تیسری پشت نہیں دیکھی تھی دوسری پشت دیکھی تھی... حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے کہ اس خاندان میں جو مصیبتیں اتنی کثرت سے نظر آتی ہیں مجھے اس

Marfat.com

کی صرف ایک وجہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ فلاں صاحب جوان کے دادا تھے وہ زکوٰۃ کے تو مستحق نہیں تھے لیکن زکوٰۃ لے لیا کرتے تھے...

مستحق کو بھی زکوٰۃ مانگنا جائز نہیں

بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جن کے پاس اتنا مال بھی نہیں جس سے صدقۃ الفطر یا قربانی واجب ہو تو ان کو زکوٰۃ لینا بالکل جائز ہے لیکن مانگنا پھر بھی جائز نہیں ہے... بغیر مانگے کوئی دیدے تو لے لیں... کیونکہ سوال کرنا حرام ہے... کسی مسلمان کو حالت اضطرار (شدید مجبوری) کے علاوہ سوال کرنا جائز نہیں ہے...

کیونکہ کسی مسلمان کو سوال کرنا اس وقت حلال ہوتا ہے جس حالت میں خنزیر کا گوشت اور شراب حلال ہو جاتی ہے کہ اگر سوال نہیں کریگا تو مر جائیگا' فاقوں پر فاقے ہو جائینگے' ایسی صورت میں سوال کی گنجائش ہے اسکے علاوہ سوال کرنا جائز نہیں...

غیر مستحق کو زکوٰۃ لینے کی نحوست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا مال جس مال میں مل جاتا ہے اس مال کو برباد کر کے چھوڑتا ہے...

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مستحق زکوٰۃ نہیں تھا لیکن اتنا مال اسکے پاس تھا کہ اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں تھا... اب پھر اگر زکوٰۃ لے لے گا تو جو کچھ مال اسکے پاس پہلے سے تھا یہ زکوٰۃ اس مال کو بھی برباد کر کے چھوڑے گی... یعنی جو مال بچا ہوا تھا وہ بھی اور جو زکوٰۃ کا لیا تھا وہ بھی بیماریوں میں' علاج معالجہ میں ضائع ہو جائیگا ...اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت ہر چیز کیلئے صرف اور صرف اپنا محتاج بنائے اور غیر کی محتاجگی سے محفوظ رکھے آمین... از افادات: (مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ)

Marfat.com

معاملات اور اس کے حقوق وحدود

ازافادات حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ

ادائیگی حقوق العباد میں ترتیب

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اپنے بزرگوں کی دعاء اور توجہ کی برکت سے میرے یہاں ہر چیز اپنی حد پر ہے میں نے اصلاح انقلاب میں مربیوں میں دلائل سے یہ ترتیب ثابت کی ہے کہ اول ماں باپ کا حق ہے...

دوسرے درجہ میں استاد کا تیسرے درجہ میں پیر کا...

ماں باپ کی مثال اینٹ مٹی جمع کرنے والے کی ہے اور استاد کی مثال مکان بنانے والے کی ہے اور پیر کی مثال نقش نگار کرنے والے کی...ایک مولوی صاحب کا مقولہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے تھے کہ وہ تعجب سے کہتے تھے کہ استاد شاگرد کے ساتھ کس قدر محنت کرتا ہے...

بعض دفعہ کتابیں بھی دیتا ہے' کبھی کھانا بھی دیتا ہے مگر طلبہ کو اس سے اتنی گرویدگی نہیں ہوتی اور پیر لوگ چھٹے چھ مہینہ کوئی بات بتلا دی اور کہہ دیا جاؤ مگر حالت یہ ہے کہ مریدین ان کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اسی طرح استادوں کی اتنی خدمت بھی نہیں کرتے جس قدر فقیروں اور پیروں کی کرتے ہیں...

واقعی ٹھیک بات کہی اسی سے اندازہ کرلیا جاوے اس طریق کے محبوب ہونے کا جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ طریق الی المحبوب کی علت کا جزو اخیر ہے...

Marfat.com

والد مرحوم کی ادائیگی حقوق کے لئے کاوش

فرمایا کہ اہل حقوق کا حق پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں یہ وقت تھا کہ اپنے والد صاحب مرحوم کی چار بیبیوں کا حصہ مہر ان کے ورثہ کو پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا تھا کسی ملفوظ میں اس کی تفصیل بھی ہو چکی ہے جی چاہتا ہے کہ جلد سے جلد پہنچ جائے...

جتنی جلد حق پہنچ جائیں اتنی ہی جلد طبیعت ہلکی پھلکی ہو جائے گی حق تعالیٰ کی طرف سے غیب سے امداد اس میں ہو رہی ہے ذرائع ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ مجھ پر کوئی ذرہ برابر گرانی نہیں اور برابر اہل حقوق کو ان کے حق پہنچ رہے ہیں...

والد مرحوم کے اہل حقوق کی ادائیگی

فرمایا کہ اہل حقوق کے حقوق کی تقسیم کا سلسلہ جاری ہے (اس کا واقعہ یہ ہے کہ صاحب ملفوظات نے اپنے والد صاحب مرحوم کی چار بیبیوں کا جن میں ایک حقیقی ماں اور تین سوتیلی مائیں ہیں مہر جتنا حصہ رسد اپنے ذمہ تھا ادا کرنا چاہا اور مناسخہ سے جس جس کا جتنا حق تھا تلاش کر کر کے پہنچایا اس کے متعلق مخاطبین سے فرمایا کہ) دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سب اہل حقوق کا حق جلد ادا کریں... اہل حقوق خود کہتے ہیں بیچارے کہ صاحب اُس وقت مہر کی معافی عام تھی دینے کی ضرورت نہیں...

میں نے کہا کہ مجھ کو بھی یہ معمول معلوم ہو گیا مگر جی گوارا نہیں کرتا کہ اس معمول کو حجت سمجھا جاوے اور کسی کا حق محتمل بھی رکھا جائے ایک سال سے اہل حقوق کی تلاش ہو رہی ہے اب تک بھی بعض کا پتہ نہیں چلا کوئی مکہ میں ہے کوئی مدینہ میں کوئی بمبئی میں کوئی کلکتہ میں کوئی لاہور میں کوئی حیدر آباد میں کوئی بھوپال میں غرضکہ ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں الحمد للہ اکثر کا پتہ چل گیا ہے...

بعض باقی ہیں ان میں باوجود سعی اور کوشش کے جن کا پتہ نہ چلے گا اُن کا حصہ اللہ کے واسطے خرچ کر کے اُس کا ثواب پہنچا دیا جائے گا، ان شاء اللہ ایسے

Marfat.com

موقع پر یہ ہی حکم ہے شریعت کا، مگر پھر سب کا پتہ چل گیا... بعض کے حصہ میں ایک ایک پیسہ آیا بحمد اللہ وہ بھی ادا کیا گیا... ۱۲ جامع)

حضرت حکیم الامت کا بجز حقوق مالیہ کے جملہ حقوق معاف فرمانا

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں بجز حقوق مالیہ کے اور سب حقوق بندگان خدا کو معاف کر دیتا ہوں جیسے سب وشتم وشکایت وغیبت وغیرہ اور حقوق مالیہ اس لئے معاف نہیں کرتا ممکن ہے کہ میرا کوئی قلمدان ہی اٹھا کرلے جائے کہ یہ تو حقوق مالیہ بھی معاف کر چکا...

دیندار ہی حقوق ادا کرتا ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ادائے حقوق کا آج کل بہت ہی کم خیال ہے اگر خیال ہو سکتا ہے تو دینداروں ہی کو ہو سکتا ہے... دینداری بھی عجیب چیز ہے ایک ایک پائی کا اہتمام کرتا ہے اور بد دین تو سینکڑوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا...

اہتمام حق العبد اتباع شریعت

فرمایا کہ ہمارے یہاں تو بس اپنی نیند سوؤ... اپنی بھوک کھاؤ چین کی زندگی بسر کرو... ہاں حدود کے اندر رہو... یہاں بحمد اللہ نہ کسی کی لگائی نہ کسی کی بجھائی...

آزادی بڑی ہے ذاکرین شاغلین کی بابت اس کی بھی نگرانی نہیں کرتا کہ کون شخص جماعت میں شریک ہے کون نہیں ہاں اس بات کا خیال رکھتا ہوں کہ کوئی ایسا فعل نہ کیا جاوے جس سے دوسروں کو تکلیف یا ایذا پہنچے یا دوسروں کے ضلال کا اس میں اندیشہ ہو یا صریح خلاف شریعت ہو...

باقی اگر ایک آدھ وقت کی جماعت فوت بھی ہوگئی تو کون سا ایسا بڑا جرم ہو گیا بعض ذاکرین کو میں دیکھتا ہوں کہ آج کل رمضان میں صبح کو سو جاتے ہیں بعد سورج نکلنے کے بعد نماز پڑھتے ہیں کوئی تنبیہ نہیں کرتا نہ یہ دیکھتا ہوں کہ کون کام کر رہا ہے کون تہجد کو اٹھتا ہے کون نہیں کیونکہ ان باتوں کا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ ہے

Marfat.com

باقی جن باتوں کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے ان کی بابت مجھے خاص طور سے اہتمام ہے کہ مخلوق کو دوسرے سے کیوں ایذا پہنچے...

مباش درپئے آزارو ہرچہ خواہی کن — کہ درشریعت ماغیرازیں گناہے نیست

ف:...اس ملفوظ سے حضرت والا کا کس قدر اہتمام حق العبد کے متعلق ہونا ثابت ہے

اصول وحدود کی پابندی میں خیر و برکت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ جو کام اصول اور حدود کے ماتحت ہوگا وہ کام چاہے دین ہو یا دنیا کا ہمیشہ اس میں خیر اور برکت ہوگی...

یہ اور جو کام اصول اور حدود سے خارج کئے جاتے ہیں ان میں ہمیشہ بے برکتی ہوتی ہے...آج کل اکثر مسلمانوں میں اسی چیز کی کمی ہے...

اُصول صحیحہ عجیب چیز ہے

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا! کہ اصول صحیحہ عجیب چیز ہے اس کو جو بھی اختیار کرے گا راحت پائے گا اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی قید نہیں جیسے ایک سڑک اعظم ہے جو پختہ ہے دونوں طرف سایہ دار درخت کھڑے ہیں اب اس پر جو بھی چلے گا راحت اور آرام پائے گا...

اس میں شیخ، سید مسلم غیر مسلم کی کوئی قید نہیں...ان اصول میں سے ایک یہ ہے جو میں کہا کرتا ہوں کہ جوش کے ماتحت کوئی کام نہیں کرنا چاہیے...ہوش کے ماتحت کام کرنا چاہیے ہاں جوش سے اعانت تو ضرور ہوتی ہے لیکن کافی نہیں...اس جوش کی بالکل ایسی مثال ہے کہ جیسے انجن کو خوب گرم کر دیا جائے کھڑا ہوا پھوں پھاں کرتا رہے گا اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا...اب ضرورت ہے ہوش کی کہ کل کو گھمایا جائے اب راستہ قطع کر سکتا ہے اسی طرح جوش اعانت تو کر سکتا ہے مگر کافی نہیں...

اسی سلسلہ میں ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض نے تمنا تو کی

Marfat.com

ہے جوش کی... فرمایا! کہ جی ہاں تمنا تو کی ہے مگر اہتمام نہیں... عرض کیا کہ کیا جوش کی دعا بھی کر سکتے ہیں... فرمایا! کہ کر سکتے ہیں جائز ہے کیونکہ اس میں بھی ایک بات ہے وہ یہ کہ بدون جوش کے کام میں دشواری ضرور ہوتی ہے لیکن یہ بھی کوئی ضرر نہیں اول تو انسان مشقت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے اور مشقت پر اجر کا بھی وعدہ ہے...

ہر چیز کو اپنی حد پر رکھنا واجب ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ یہ میرے مذاق کے خلاف ہے کہ کسی سے اتنی محبت کی جائے کہ جس کی وجہ سے حقائق پر پردہ پڑ جائے' ہر چیز کو اپنی حد پر رکھنا واجب ہے اگر غلبہ حال سے کوئی بات ہو جاوے وہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے مگر آج کل حدود کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی جاتی سو یہ بہت ہی بڑی کوتاہی ہے...

حقوق کو فوراً لکھ لینا چاہیے

ادائے حقوق مہتم بالشان چیز ہے حقوق کو لکھ کر رکھنا چاہیے... جس کا ایک پیسہ بھی واجب ہو فوراً لکھ لینا چاہیے میں نے تو اپنے یہاں بہت سی تھیلیاں بنا رکھی ہیں... ہر مد کی تھیلی علیحدہ ہے جو کچھ دیا لیا فوراً لکھ لیا... کسی نے عرض کیا کہ اس زمانہ میں حساب کا چرچا بہت ہے... پہلے شاید ایسا نہ تھا...

حقوق العباد کا اہتمام ازبس ضروری ہے

فرمایا میرے گھر میں کوئی چیز نہیں جس کے متعلق یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میری ہے اور یہ میرے گھر کے لوگوں کی... اس میں بڑی مصلحت ہے... اگر ایک مر جائے تو پیچھے شبہ تو نہ ہو کہ کس کی چیز تھی، کیونکر میراث تقسیم کی جائے... حدیث میں آیا ہے کہ تین پیسے کے عوض میں سات سو مقبول نمازیں صاحب حق کو دلائی جائیں گی... لوگوں کے حقوق زیادہ قابل اہتمام ہیں نماز روزہ سے، کیونکہ سات سو مقبول نمازوں کی ۳ پیسے قیمت تجویز کی گئی... لوگ جو نماز روزہ کا بھی اہتمام کرتے ہیں حقوق العباد کا وہ بھی نہیں کرتے...

Marfat.com

عقد ثانی کرنے کی صورت میں ادائے حقوق کی ضرورت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ دو دو نکاح کرنے کو لوگوں کا جی تو چاہتا ہے مگر ادائے حقوق اور عدل کی طرف التفات نہیں کرتے تو ایسا مزا کس کام کا جس میں سزا کا اندیشہ ہو میرے عقد ثانی کرنے پر میرے بڑے گھر میں سے کہا کہ تم نے نکاح ثانی کا راستہ کھول دیا میں نے کہا کہ کھولا نہیں بلکہ بند کر دیا..لوگوں کو اس سے روکنے کے لئے پہلے تو مسئلہ ہی بیان کرتا اب تجربہ بھی بیان کروں گا کہ نکاح کر لینا تو آسان ہے مگر عدل لوہے کے چنے ہیں اس لئے جس کو آخرت کا خوف ہو گا اس کو نکاح ثانی کی ہمت کرنا ہی مشکل ہو گی جو شخص جامع بین الاضداد ہو نکاح ثانی وہ کرے...

حقوق العباد کی ادائیگی ضروری ہے

فرمایا حقوق العباد کا ادا کرنا اور وظائف سے بدرجہا زیادہ ضروری ہے...اس کے ترک سے مواخذہ ہو گا اور ترک وظائف سے کچھ مواخذہ نہیں...

یہ تو مستحب ہے...لوگ ضروری کام چھوڑ کر غیر ضروری اختیار کرتے ہیں...

درخواست بیعت پر ادائیگی حقوق العباد کی تاکید

فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب بیعت ہونا چاہتے ہیں ان کا خط آیا تھا اس میں درخواست بیعت کی کی تھی میں نے لکھا کہ حقوق العباد تمہارے ذمہ کس قدر ہیں' آج اس کا جواب آیا ہے فہرست لکھی ہے...اس پر فرمایا کہ دوسری جگہ وظیفہ بتلا کر قطب غوث بنا کر الگ کرتے... یہاں بال کی کھال نکالی جا رہی ہے...عام طور سے لوگوں کو ان چیزوں کی فکر نہیں...الا ماشاء اللہ مشائخ خود بے چارے ان امراض میں مبتلا ہیں وہ دوسروں کی کیا اصلاح کریں گے جس کو خود راہ نہ معلوم ہو دوسرے کو کیا بتلائے گا...

دو بیویوں میں مساوات

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں دو نکاحوں میں

Marfat.com

بڑا لطف ہے مگر وہ لطف ایسا ہے جیسے جنت تو ہے مگر بیچ میں پل صراط بھی ہے جو طے کرنا ہوگا... جب میں نے یہ عقد ثانی کیا تو بڑے گھر میں سے کہنے لگیں کہ تم نے مردوں کے لیے دوسرا نکاح کرنے کا رستہ کھول دیا' میں نے کہا کہ کھولا نہیں بند کر دیا اب جو کوئی دیکھے گا نام بھی نہ لے گا بلکہ یہ کہے گا: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ دیکھئے یہاں پر یہ ترازو کھڑی ہے جس سے چیزیں برابر تقسیم کی جاتی ہیں اس کا نام میں نے میزان عدل رکھا ہے خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے...

بعض دفعہ مشقت بھی ہوتی ہے مگر اس سے تسلی ہے کہ ہر مصیبت پر ثواب ہو رہا ہے... گو دونوں گھروں سے میں نے ایک روپیہ کا تفاوت معاف کرا رکھا ہے لیکن پھر بھی مساوات کا اہتمام رکھتا ہوں مگر یہ تکلیف سب خیالی ہے باقی جب آدمی کسی کام یا بات کا ارادہ کرتا ہے پھولوں سے ہلکا رہ کر گزرتا ہے...

حقوق واجبہ کا ترک، اور نوافل کا اہتمام

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ کسی فن کا مدون کرنا تھوڑا ہی مقصود ہے مقصود تو اس کے اصول پر کام کرنا ہے اور کام ہی کیلئے مدون کیا جاتا ہے مگر آج کل خود تحقیقات کو مقصود بالذات بنا رکھا ہے ان ہی تحقیقات کی تکمیل کیلئے احکام کی حکمتیں تلاش کی جاتی ہیں... بعض کی تو ساری عمران ہی زوائد میں ختم ہو جاتی ہے عمل کرنے کی ایک حکم پر بھی نوبت نہیں آتی... حالانکہ اصل مقصود کام ہے یعنی نفس کی اصلاح اور اعمال کی خبر گیری... مگر مقصود کو چھوڑ کر غیر مقصود کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں...

محققین کا مذہب یہ ہے کہ آم کھانے سے غرض نہ کہ پیڑ گننے سے... اس کی ایسی مثال ہے دیکھئے سکہ ہمارے کام کا ہے مگر یہ بات کہ اس کا مادہ کیا ہے اور کس کارخانہ میں بنتا ہے اگر نہ بھی معلوم ہو تب بھی وہی کام اس سے نکلیں گے جو معلوم ہونے پر نکل سکتے تھے... پس عمل کا اہتمام نہ کرنا بڑی کوتاہی ہے اور عمل کو مہتم بالشان سمجھنے کے

Marfat.com

بعد ایک کوتاہی اور ہے جس میں عوام تو کیا خواص بھی مبتلا ہیں کہ اعمال واجبہ کی وہ عظمت اور وقعت قلوب میں نہیں جو غیر واجبہ کی ہے مثلاً (حقوق العباد وغیرہ کی فکر نہیں اور) نوافل وظائف وغیرہ کی کثرت کو زیادہ موجب قرب حق سمجھتے ہیں اور جو اصل مقصود تھا اسی کو حقیر سمجھا جاتا ہے کتنا بڑا ظلم عظیم ہے اور اعمال واجبہ کے حقیر سمجھنے کا سبب ان اعمال کا عموم ہے کہ اس کو تو سب ہی کرتے ہیں...

اس میں خصوصیت ہی کیا ہوئی لیکن اگر یہ وجہ حقارت کی ہے تو گنی اور روپیہ بھی تو سب ہی کے پاس ہے تو عموم کی وجہ سے انکو بھی حقیر سمجھنا چاہئے ...اور جیب سے نکال کر پھینک دینا چاہیے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اس عموم کے سبب اوروں سے زیادہ ان کو جمع کیا جاتا ہے اور ہوا سب سے زیادہ عام ہے...

عام اور سستا ہونا اگر اس کی دلیل ہے کہ وہ چیز حقیر اور ذلیل ہوتی ہے تو اس کو بھی حقیر اور ذلیل سمجھئے ناک اور منہ بند کر لیجئے حقیقت معلوم ہو جائیگی اور کیا نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام ایسے کاموں کے اہتمام کیلئے مبعوث فرمائے گئے تھے جن کو تم حقیر اور فضول سمجھتے ہو توبہ کرنا چاہیے ان فاسد عقائد سے...

پس اصل چیز اور اصل مقصود اعمال واجبہ ہی ہیں اور عموم ہونا ہی دلیل ہے افضلیت کی جیسے میں نے مثال عرض کی سکہ کی اور ہوا کی...کہ انکا عموم مستلزم نہیں حقیر اور فضول ہونے کو...بلکہ زیادہ نافعیت کی دلیل ہے...

حقوق العباد کی ادائیگی کے اہتمام کی ضرورت

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سہارن پور گئے تو وہاں سے کچھ گنے' کماد خریدا تو غالباً ٹکٹ کے تحت جس قدر مال کی اجازت ہوتی ہے تو اس سے سیر یا ڈیڑھ سیر وزن زیادہ بڑھ گیا تو کلرک نے کہا کہ بس لے جاؤ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ملازم کو فرمایا یہ تو درست نہیں...آپ خود تشریف لے گئے فرمایا...میاں تم جو گارڈ کو کہہ دو گے...

Marfat.com

گاڑی نہ تیری نہ گارڈ کی... گاڑی تو پوری قوم کی ہے... کانپور تو گارڈ آجائے گا... آگے قبر میں کون سا گارڈ ہوگا... کہا اچھا مولانا وزن کر کے پیسے دے دو... کچھ ہندو آفیسر کھڑے تھے کہنے لگے ایسے بزرگوں سے دنیا قائم ہے...

ایک آدمی آیا کہا کہ میں نے گاڑی پر بلا ٹکٹ سفر کیا ہے اب کیا کروں آپ نے فرمایا اتنے سفر کا ٹکٹ خرید کر پھاڑ ڈالو... (دروس القرآن الکریم ج۵ ص۱۶۲)

حقوق العباد کا اہتمام حقوق اللہ سے زیادہ ہے

حدیث شریف میں آیا ہے

ودیوان لا یترکه اللّٰه ظلم العباد فیما بینهم حتی یقتص بعضهم من بعض ودیوان لا یعبأ اللّٰه بظلم العباد فیما بینهم وبین اللّٰه فذاک الی اللّٰه ان شاء عذبه وان شاء تجاوز عنه

یعنی حق اللہ معاف ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بدوں ادا کئے چارہ نہیں اور اس سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ حق اللہ کا اہتمام نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان شاء ارشاد ہے یعنی اگر اللہ چاہے تو معاف کر دے گا معافی کا حتمی وعدہ نہیں ہے جس کی بنا پر حقوق خداوندی سے بے پرواہی کا فتویٰ دیا جا سکے اور حقوق مالیہ زیادہ قابل اہتمام ہیں کیونکہ حرام مال سے خیرات قبول نہیں اور کھانے پینے یا کپڑے میں حرام صرف کر کے نماز قبول نہیں ہوتی نہ حج قبول ہوتا ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں امید ہے کہ اس مختصر معروض کو قبول کر کے اس ظلم عام کی رفع کی طرف توجہ منعطف فرمائیں گے تفصیل کا یہ محل نہیں ۱۲ (جامع) (شفاء العی ج۲۱)

حقوق العباد حقوق اللہ کی قسم ہے

حقوق الناس کے لفظ پر کوئی صاحب یہ شبہ نہ کریں کہ حق العبد اور چیز ہے اور حق اللہ اور چیز... وہ بندوں کی طرف منسوب ہے وہ اللہ کی طرف اور دونوں کے احکام میں

Marfat.com

فرق ہے...حق اللہ توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا...(اگر ایسا ہوتا تو پھر کیا تھا بڑی سہولت ہوتی کسی کا مال چھین لیا اور ہضم کر لیا پھر توبہ کر لی) حق العبد میں صاحب حق کے معاف کرنے کی ضرورت ہے حتیٰ کہ حج اور شہادت سے بھی اس سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا...

پس جب حقوق العباد قسیم ہیں حقوق اللہ کی تو تم نے اس کو قسم کیسے بنا دیا...حل اس شبہ کا یہ ہے کہ پوچھا جاتا ہے کہ بندوں کے حقوق کہاں سے پیدا ہوئے بندہ خود مخلوق اور مملوک ہے تو اس کے حقوق اس کے پیدا کردہ تو ہو نہیں سکتے دوسرے کے عطا کردہ ہوں گے...یعنی حق تعالیٰ کے حقوق العباد وہ حقوق ہوئے جن کو حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر کر دیا...نظیر اس کی یہ ہے کہ کہتے ہیں یہ گھر فلاں شخص کا ہے ظاہر ہے کہ کہنے والے کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس کی ذاتی ملک ہے بلکہ ملک حقیقی حق تعالیٰ کی ہے ہاں حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کو مالک بنا دیا ہے اس سے حق تعالیٰ کی ملک سے گھر نکل نہیں گیا حالانکہ تمام حقوق مالکانہ دنیا میں اسی شخص کی طرف منسوب ہوتے ہیں...اسی طرح حقوق العباد حق تعالیٰ کی طرف سے بندوں کیلئے مقرر ہوئے ہیں...(ایضاً)

بہنوں کا حق

اہل علم نے تاویل کر لی ہے کہ بہن نے تو اپنا حق معاف کر دیا میں پوچھتا ہوں کہ ذرا انصاف سے کہنا کیا بہنوں نے خوشی سے اپنا حق چھوڑا ہے ہرگز نہیں...

بلکہ محض بدنامی کے خوف سے کیونکہ بہنوں کے لئے یہ بات عیب شمار کی جاتی ہے کہ وہ باپ کی جائیداد سے حصہ لیں...نیز وہ اس خیال سے بھی نہیں لیتیں کہ اگر ہم حصہ لے لیں گے تو پھر شادی بیاہ کے موقعہ پر بھائی ہمیں پوچھیں گے نہیں اور چھوٹ چھٹاؤ ہو جائے گا تو یہ دینا کچھ خوشی کا دینا نہ ہوا...

دوسرے دینا...اس شخص کا معتبر ہوتا ہے....جسے شئے موہوب کی حقیقت

Marfat.com

بھی معلوم ہو... یعنی جس چیز کو دے رہا ہے وہ اس کی حقیقت بھی سمجھتا ہو اور جسے اپنے فعل کی حقیقت بھی معلوم نہ ہو...

پھر تمہاری ان سب باتوں کے مان لینے کے بعد بھی یہ بات ہے کہ بہن جو بھی کہہ دیتی ہے میں نے اپنا حق معاف کر دیا اس سے تو کسی طرح بھی بھائی کے لئے بہن کا حق حلال نہیں ہو سکتا چاہے وہ خوشی ہی سے معاف کرتی ہو...

کیونکہ معافی کی حقیقت ابراء ہے اور ابراء دیون سے ہوتا ہے نہ کہ اعیان سے اور اگر اس کو ہبہ کہا جائے تو اول تو اس لفظ کے یہ معنی نہیں اور اگر ہوں بھی تو ہبہ کے لئے موہوب کا مقسوم و مفرز ہونا شرط ہے مشاع کا ہبہ درست نہیں اور عموماً بہنوں کی یہ معافی تقسیم و قبضہ سے پہلے ہوتی ہے...

اس لئے کسی حال میں اس لفظ سے بہن کا حق ساقط نہیں ہوتا... اگر کسی بہن کو اپنا حق خوشی سے دینا ہی منظور ہو تو اس کی بے خلجان صورت یہ ہے کہ معافی کا لفظ نہ کہے بلکہ بھائی سے یوں کہے کہ میں نے اپنا حصہ تمہارے ہاتھ اتنے روپیہ میں بیچ کیا اور وہ کہے میں نے قبول کیا اب زمین بہن کی ملک سے نکل گئی اور بھائی کے ذمہ زرِ ثمن واجب ہو گیا... اس زرِ ثمن کو یہ بہن اگر چاہے معاف کر دے...

اب بتلایئے اس طرح کون کرتا ہے اور افسوس یہ ہے کہ طریقہ معلوم ہونے کے بعد بھی کسی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ بہن کی گذشتہ معافی معتبر نہ تھی لاؤ اب اس سے دو بول پھر کہہ لیں ذرا سی سستی اور غفلت میں عمر بھر حرام کھاتے ہیں... بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ زبان ہلانے میں کیا خرچ ہوتا ہے...

مجھے نہایت افسوس ہوتا ہے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ معاملات میں قانونی رعایات تو بہت جلدی کر لیتے ہیں مگر شرعی رعایات نہیں کرتے... اس کی پرواہ نہیں کہ اس معاملہ میں شرعاً سقم ہے لاؤ اس کی اصلاح کر لیں اگر کوئی یہ عذر کرے کہ بہن سے زبانی کہتے ہوئے شرم آتی ہے تو خط میں لکھ بھیجو... (اسباب الفتنہ ج ۲۸)

Marfat.com

اہمیت حقوق العباد

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس کو قاضی ثناء اللہ نے رسالہ حقیقت الاسلام میں نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا بڑے بڑے عالی شان محل لوگوں کونظر پڑیں گے اور ندا ہوگی کہ ہے کوئی ان محلوں کا خریدار وہ حیران ہوں گے عرض کریں گے کہ اس کو کون خرید سکتا ہے ارشاد ہوگا کہ قیمت تو پوچھی ہوتی (پھر مایوسی ظاہر کی جاتی) وہ قیمت دریافت کریں گے جواب ملے گا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ جس کے ذمہ کسی دوسرے کا حق آتا ہو وہ معاف کردے اس کے عوض یہ محل مل سکتے ہیں...

ہزاروں آدمی محل خریدنے کو حقوق معاف کردیں گے اور یہ انہی لوگوں کے ساتھ برتاؤ ہوگا جن کو بخشنا حق تعالیٰ کو منظور ہوگا لیکن خود معاف نہ فرمائیں گے...

معافی جب ہی ہوگی جب کہ بندے باہم خود معاف کریں شہادت اتنی بڑی چیز ہے مگر حقوق العباد اس سے بھی نہیں معاف ہوتے... (شعبان ج ۷)

اہل وعیال کے حقوق

ایک بار میں اپنی گھر والی کو علاج کے لیے میرٹھ لے گیا وہاں ایک مسماۃ (خاتون) نے بیعت کی درخواست کی تو دوسری بعض مستورات نے اس کو منع کیا کہ ان سے مرید نہ ہو یہ تو بیوی کو ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہیں...

ہمارے پیر سے بیعت ہونا انھوں نے پچاس برس سے بیوی سے بات تک نہیں کی... مگر اس اللہ کی بندی نے التفات بھی نہ کیا گویا زبان حال یہ جواب دیا کہ تم مجھے ایسے شخص سے بیعت ہونے کی ترغیب دیتی ہو جس نے پچاس برس سے خدا تعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہے... میں اس سے ہرگز بیعت نہ ہوں گی... صاحبو! یہ جو مشہور ہے کہ

آں کس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند　　فرزند و عزیز و خانماں راچہ کند

Marfat.com

اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اہل وعیال کے حقوق ضائع کر دو... بلکہ معنی یہ ہیں کہ اس کو اہل وعیال کی محبت خدا تعالیٰ سے غافل نہ کر سکے ورنہ جو شخص خدا کو پہچانے گا وہ خدا کے احکام کو ضرور پہچانے گا اور خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اہل وعیال کے حقوق ادا کرو مگر نہ اس حیثیت سے کہ وہ چیزیں تمہاری ہیں... بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ اللہ کی چیزیں ہیں چنانچہ وارد ہے... الخلق عیال اللہ اور جس کے متعلق خدا تعالیٰ حکم یہ ہے

احبکم الی اللہ احسنکم الی عیالہ او کما قال

یعنی خدا تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے... جو اس کی عیال سے اچھا برتاؤ کرے یعنی مخلوق سے... (اکبر الاعمال ج ۲)

عہد کی پاسداری

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا... اور وہ لوگ عہد کو پورا کرنے والے ہیں جب عہد کر لیتے ہیں ہر چند کہ حقوق العباد میں بعض حقوق ایسے ہیں جو ایفائے عہد سے مقدم ہیں مثلاً قرض کا ادا کر دینا امانت میں خیانت نہ کرنا... لیکن اس جگہ حق تعالیٰ نے صرف ایفائے عہد کو بیان فرمایا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب وہ لوگ ایسے حقوق العباد کو ادا کرتے ہیں جن کا مطالبہ کرنے والا ان سے کوئی بھی نہیں (کیونکہ ایفائے عہد قضا لازم نہیں گو دیانۃً بعض کے نزدیک واجب ہے) تو اس سے خود بخود یہ بات معلوم ہو گئی کہ جن حقوق کا مطالبہ کرنے والا موجود ہو ان کو تو ضرور ادا کریں گے اور اسی نکتہ کی وجہ سے مواریث میں وصیت کو دَین (قرضہ) پر مقدم فرمایا ہے...

اس سے حقوق العباد کا درجہ معلوم ہو گیا کہ جب حق تعالیٰ کو ان حقوق کا بھی اہتمام ہے جس کا مطالب کوئی نہ ہو تو جن حقوق کا مطالب بھی موجود ہو تو وہ کس قدر قابل اہتمام ہوں گے اور یہاں بطور مثال کے بعض حقوق کا ذکر فرمایا گیا ہے...

ورنہ حقوق العباد اور بھی ہیں... اگرچہ لوگ فقط مال کو حق العباد سمجھتے ہیں...

Marfat.com

حق العبد کی اقسام

بعض لوگوں میں غلطی یہ ہے کہ وہ حق العبد کو صرف مال میں منحصر کرتے ہیں کہ چوری کرنا، غضب کرنا، قرض لے کر انکار کر دینا کسی کی امانت رکھ کر مکر جانا بس یہی جرم ہے ان کے علاوہ حق العباد میں اور کوئی جرم نہیں....

حالانکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حق العبد مال ہی میں منحصر نہیں بلکہ اور بھی حقوق ہیں اور وہ حقوق مالیہ کے برابر بلکہ ان سے بھی معظم ہیں....

چنانچہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادب کی وجہ سے عرض کیا "اللہ و رسوله اعلم" فرمایا "الیس یوم عرفه" کیا یہ عرفہ کا دن نہیں ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا "بلیٰ" بیشک یہ عرفہ کا دن ہے پھر پوچھا یہ کونسا مہینہ ہے... صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادب سے وہی جواب دیا "اللہ و رسوله اعلم" آپ نے فرمایا "الیس ذی الحجه" کیا یہ حج کا مہینہ نہیں ہے...

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا بیشک یہ حج کا مہینہ ہے پھر دریافت کیا فرمایا یہ کونسا شہر ہے اس پر بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادب سے "اللہ و رسوله اعلم" ہی کہا آپ نے فرمایا "الیس بالبلد الحرام" کیا یہ بلد حرام نہیں ہے...

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا بیشک یہ بلد حرام ہے اس تمہید کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ان اموالکم ودمائکم واعراضکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا من یومکم الی یوم القیامة (او کمال قال)

(الصحیح للبخاری فی کتاب الحج باب الخطبة ایام منی رقم: ۱۷۴۱، ۳:۵۷۳)

Marfat.com

"سن لو! تمہارے اموال اور جانیں اور آبروئیں آج سے قیامت تک ویسی ہی حرام ہیں... جیسے اس یوم معظم، شہر معظم اور بلد معظم میں حرام ہیں، ہمیشہ کیلئے ان کی حرمت ویسی ہے جیسی آج ہے..."

اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کی تین قسمیں ہیں:

ایک حقوق نفس، دوسرے حقوق مال، تیسرے حقوق عرض...

جب شریعت سے حقوق معلوم ہوتے ہیں تو آپ کو صرف مال میں حق العبد کو منحصر کرنے کا کیا حق ہے... صاحبو! جان کا بھی حق ہے آبرو کا بھی حق ہے، مال کا بھی حق ہے، جان کا حق تو یہ ہے کہ کسی کو ناحق قتل نہ کرو، خیر تو اس بادشاہت میں بکثرت کون کرسکتا ہے اس کی طاقت تو یہاں کسی کو نہیں، گو شاذ و نادر کبھی ایسا ہو جاتا ہے مگر وہ چھپ نہیں سکتا، فوراً مقدمہ قائم ہو کر پھانسی ہو جاتی ہے...

اس لئے اس سے سب ڈرتے ہیں ہاں یہ حق البتہ باقی ہے کہ کسی غریب کے دو چار ڈنڈے لگا دیئے گو ہمارے قصبہ میں یہ حق بھی باقی نہیں رہا وہاں کسی کی مجال نہیں کہ جو کسی بھنگی کو بھی مار سکے یا بیگار میں کام لے سکے... (خیر الارشاد لحقوق العباد ج ۴)

حقوق العباد کی تلافی کا طریقہ

ایک سوال ہے وہ یہ کہ ایک شخص نے کسی پر ظلم کیا ہو اور کسی سے رشوت لی ہو کسی کی غیبت کی ہو اور اب وہ مر چکے ہیں یا لاپتہ ہیں تو انکے حقوق کیونکر ادا کر سکتے ہیں...

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں کوئی صورت لاعلاج نہیں ہے، کرنے والا ہونا چاہیے... اس کی تدبیر یہ ہے کہ اول تو پوری کوشش کرے، ان لوگوں کے پتہ لگانے میں اگر ان کا پتہ لگ جائے تب تو ان کو حق پہنچائے...

اگر معلوم ہوا کہ وہ مر گئے ہیں تو مالی حقوق ان کے ورثاء کو پہنچائے... اگر ورثاء کا بھی پتہ نہ لگے تو جتنی رقم تم نے ظلم ورشوت سے لی ہے اتنی رقم خیرات کر دو اور نیت کر

Marfat.com

لو کہ یہ ہم ان کی طرف سے دے رہے ہیں... یہ حقوق مالیہ کا حکم ہے...

غیبت، شکایت اور جانی ظلم کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ مظلوم مر گیا ہو یا لا پتہ ہو گیا ہو تو اس کے حق میں دعا کرو، نماز اور قرآن پڑھ کر اس کو ثواب بخشو اور عمر بھر اس کے لئے دعا کرتے رہو... ان شاء اللہ حق تعالیٰ ان کو تم سے راضی کر دیں گے...

جس کی صورت قاضی ثناء اللہ صاحب نے یہ لکھی ہے کہ قیامت میں مسلمانوں کو بڑے بڑے خوبصورت عالی شان محل دکھلائیں جائیں گے اور حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان محلات کا خریدار کوئی ہے اور ارشاد ہوگا کہ ان کی قیمت یہ ہے کہ جس کا جو حق کسی کے ذمہ ہو اسے معاف کر دے، اس وقت کثرت سے اہل حقوق اپنے حق معاف کر دیں گے، پھر سرکار کی طرف سے مثل داخل دفتر ہو جائے گی...

قاضی صاحب اپنے زمانے کے محدث اور محقق تھے... انہوں نے تحقیق کر کے یہ روایت کہیں سے لکھی ہوگی، ہم کو ان پر اعتماد ہے...

غرض معذرت کرنے والوں کی وہاں بڑی قدر ہے... ان کے حقوق اللہ تعالیٰ خود ادا کر دیں گے، وہاں تو اینٹھ مروڑ پر گرفت ہوتی ہے کہ باوجود ظلم و تعدی کے پھر بھی فکر نہ ہو اور ادائے حقوق کا اہتمام نہ ہو...

اب ایک سوال اور رہ گیا وہ یہ کہ کسی نے مثلاً دس ہزار روپے سود یا رشوت میں لیے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ کس کس سے لیے ہیں... اب وہ چاہتا ہے کہ اس کا حق ادا کرے تو کیونکر کرے اس لئے کہ اس وقت اس کے پاس دس ہزار روپے نہیں ہیں، ساری عمر میں جو حرام مال کھایا تھا آج ایک دن میں سب کیسے ادا کر دے...

اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کام کا شروع کر دینا اور ادا کا عزم کر لینا بھی مقبول ہے... تم اول تو صاحب حق سے معافی کی درخواست کرو، اگر وہ خوشی سے معاف کر دے تب تو جلدی ہلکے ہوئے اور اگر معاف نہ کرے تو اب تھوڑا تھوڑا جتنا ہو سکے اس کا حق ادا کرتے رہو مگر یہ ضروری ہے کہ اپنے فضول اخراجات کو موقوف

Marfat.com

کردو... بس ضروری خرچوں میں اپنی آمدنی خرچ کرو اور اس سے جتنا بھی بچے وہ حقدار کو ادا کرو اور اگر وہ مر گئے ہوں تو ان کے ورثاء کو دو اور اگر ورثاء بھی نہ معلوم ہوں تو ان کی نیت سے خیرات کرتے رہو...

ان شاء اللہ اول تو امید ہے کہ حق تعالیٰ ادا کر دیں گے... حق تعالیٰ کے یہاں نیت کو زیادہ دیکھا جاتا ہے جس کی نیت پختہ ہو کہ میں حق ادا کروں گا پھر اس پر عمل بھی شروع کر دے، حق تعالیٰ اس کو بالکل بری کر دیتے ہیں... (خیر الارشاد لحقوق العباد ج۴)

من سلم المسلمون من لسانه ویده (انظر تخریج الحدیث الرقم: ۴۳)

(کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سالم رہیں) (کف الاذی ج۴)

حقوق المال

ہمارے ایک دوست کا، جو کہ بی اے ہیں، واقعہ ہے کہ وہ ایک بار ریل کا سفر کر رہے تھے، ان کے پاس اسباب پندرہ سیر سے زیادہ تھا، اسٹیشن پر تنگی وقت کی وجہ سے وہ اس کو وزن نہ کرا سکے... اس وقت تو جلدی میں سوار ہو گئے لیکن جب منزل مقصود پر اترے تو وہاں کے بابو سے جا کر اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں جلدی میں اسباب کو وزن نہ کرا سکا... اب آپ اس کو وزن کر لیں اور جو محصول میرے ذمہ ہو اس کو وصول کر لیجئے... بابو نے انکار کیا کہ مجھ کو فرصت نہیں تم ویسے ہی لے جاؤ ہم تم سے محصول نہیں لیتے... انہوں نے کہا کہ صاحب آپ کو اس معافی کا کوئی حق نہیں...

کیونکہ آپ ریلوے کے مالک نہیں بلکہ ملازم ہیں آپ کو محصول مجھ سے لینا چاہیے مگر اس نے پھر بھی انکار کیا تو یہ اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے... اس نے بھی کہا کہ آپ بلا تکلف سامان لے جائیں ہم آپ سے محصول نہیں لیتے... انہوں نے اس سے بھی کہا کہ آپ کو معافی کا کوئی حق نہیں...

اس کے بعد اسٹیشن ماسٹر اور اس بابو میں انگریزی میں گفتگو ہونے لگی... وہ یہ

Marfat.com

سمجھے کہ یہ مسافر انگریزی نہیں سمجھتا ہوگا (کیونکہ ان کی صورت ملانوں کی سی تھی)...
غرض ان دونوں کی اس گفتگو میں یہ رائے قرار دی کہ یہ شخص شراب پئے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود ہمارے انکار کے یہ محصول دینے پر اصرار کرتا ہے...

انہوں نے جواب دیا کہ صاحب! میں نے شراب نہیں پی... بلکہ ہمارا مذہبی حکم ہے کہ کسی کا حق اپنے ذمہ نہ رکھو... اس پر وہ دونوں بولے کہ صاحب! ہم تو اس وقت اسباب وزن نہیں کر سکتے آخر یہ اسباب اٹھا کر پلیٹ فارم سے باہر لائے، اور سوچنے لگے کہ یا اللہ! اب میں ریلوے کے اس حق سے کس طرح سبکدوشی حاصل کروں... آخر خدا نے امداد کی، اور یہ بات دل میں ڈالی کہ جتنا اسباب زیادہ ہے اس کے محصول کے برابر ایک ٹکٹ اسی ریلوے کے کسی اسٹیشن کا لیکر چاک کر دیا جاوے... اس طرح ریلوے کا حق اس کو پہنچ جائے گا... چنانچہ ایسا ہی کیا...

میرے ایک دوست کا جو کہ ڈپٹی کلکٹر بھی تھے... واقعہ ہے کہ ان کا ایک بچہ ریل کے سفر میں ان کے ہمراہ تھا، جس کا قد بہت کم تھا کہ دیکھنے میں دس سال کا معلوم ہوتا تھا... مگر اس کی عمر تقریباً تیرہ سال کی تھی اور ریلوے کے قاعدہ سے اس عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لینا ضروری ہے... انہوں نے اس کا ٹکٹ لینا چاہا تو ساتھیوں نے بہت منع کیا کہ اس کو تیرہ سال کا کون کہہ سکتا ہے آپ آدھا ٹکٹ لے لیجئے... کوئی کچھ نہ کہے گا انہوں نے کہا کہ بندے کچھ نہ کہیں گے تو کیا حق تعالیٰ بھی باز پرس نہ فرمائیں گے کہ تم نے دوسرے کی چیز میں تھوڑی اجرت پر بدوں اس کی اجازت کے کیوں تصرف کیا...
غرض انہوں نے پورا ٹکٹ لیا اور ان کے ساتھی ان کو بیوقوف بناتے رہے مگر

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد جو دیوانہ نہیں ہوا وہی دیوانہ ہے

معاملات اور حقوق العباد

حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب رحمہ اللہ ایک بار وطن سے ملازمت پر بذریعہ

Marfat.com

ریل جانے لگے اسٹیشن پر اس وقت پہنچے جب ریل آچکی تھی اور چھوٹنے ہی والی تھی .....آپ کے پاس سامان مقررہ وزن سے زیادہ تھا وزن کرا کر محصول دینے کا موقع نہ تھا گھبراہٹ میں ٹکٹ لیکر ریل میں تو بیٹھ گئے مگر خلاف شریعت زیادہ سامان بے محصول لے جانے پر دل بے چین تھا خدا سے دعا کی کہ اس معصیت سے بچنے کی کوئی سبیل نکال دیجئے کہ اچانک ذہن میں آیا کہ جہاں ریل سے اترنا وہاں سامان کا وزن کروا کر محصول ادا کر دینا آپ نے یہی کیا...مگر رات کا وقت تھا ٹکٹ کلکٹر نے سامان تولنے سے انکار کر دیا اور کہا جایئے لے جایئے آپ نے فرمایا آپ کے خلاف قانون اس کی اجازت دینے کا کیا حق ہے وہ پھر بھی تیار نہیں ہوا آپ نے خود سامان تولا اور جتنا وزن زیادہ تھا اتنی رقم کا ریل کا ٹکٹ خرید کر پھاڑ کر پھینک دیا اور اس طرح حقوق العباد اور صفائی معاملات کا بہترین نمونہ اپنے عمل سے دکھایا...(ماہنامہ البلاغ ص ۵۶)

یہ برتن امانت ہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ نے بے شمار مواعظ میں اس بات پر تنبیہ فرمائی ہے کہ لوگ بکثرت ایسا کرتے ہیں کہ جب ان کے گھر کسی نے کھانا بھیج دیا...اس بے چارے کھانے والے سے یہ غلطی ہوگئی کہ اس نے آپ کے گھر کھانا بھیج دیا ....اب صحیح طریقہ تو یہ تھا کہ وہ کھانا تم دوسرے برتن میں نکال لو اور وہ برتن فوراً اس کو واپس کر دو....مگر ہوتا یہ ہے کہ وہ بیچارہ کھانا بھیجنے والا برتن سے بھی محروم ہوگیا.... چنانچہ وہ برتن گھر میں پڑے ہوئے ہیں ....واپس پہنچانے کی فکر نہیں بلکہ بعض اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ ان برتنوں کو خود اپنے استعمال میں لانا شروع کر دیا ..... یہ امانت میں خیانت ہے ....اس لیے کہ وہ برتن آپ کے پاس بطور عاریت کے آئے تھے ....آپ کو ان کا مالک نہیں بنایا گیا تھا ....لہٰذا ان برتنوں کو استعمال کرنا اور ان کو واپس پہنچانے کی فکر نہ کرنا امانت میں خیانت ہے....(اصلاحی خطبات جلد ۳ ص ۱۸۳)

Marfat.com

حقوق العباد کی عدالت

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ نے فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز تین عدالتیں ہوں گی... ایک تو کفر و شرک کی عدالت اس میں بالکل بخشش نہیں ہوگی... دوسرے اللہ تعالیٰ کے اپنے حقوق کی عدالت... اس میں اللہ کی مرضی چاہے تو بخش دیں یا پھر سزا دیں.... تیسری عدالت بندوں کے حقوق کی ہوگی اس میں حق والے سے حق دلوایا جائے گا... اس بنا پر حقوق کا معاملہ بہت اہم اور سخت ہے...

اہل حقوق کے حق کی اہمیت

اہل حقوق کے حق کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا وہ مقام ومرتبہ ہے کہ روئے زمین کے تمام اولیاء مل کر بھی وہ مقام نہیں پا سکتے لیکن حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے اس عظیم مقام کو صرف والدہ کی خدمت کی وجہ سے قربان کر دیا تھا... ہم اپنی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے حقوق کی اہمیت اور اس کی شرعی درجہ بندی سے ناواقف ہیں ... جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک کام ہم اچھا کر رہے ہوتے ہیں... لیکن اہل حقوق کی حق تلفی کی وجہ سے وہ کام بجائے ثواب کے اُلٹا گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے... ہم سمجھتے ہیں کہ قربانی کر رہے ہیں حالانکہ وہ نافرمانی ہو جاتی ہے... لہٰذا اہل حقوق کے حقوق کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے... اس سلسلے میں تبلیغ یا جو بھی دین کا کام جس شعبے میں کر رہا ہو... ان سے کچھ ہمدردانہ گذارشات ہیں...

① دروازہ کھول کر آنا

گھر سے باہر نکلنے کے لیے ایک صورت تو دروازہ کھولنے کی ہے ...دوسری

Marfat.com

صورت دروازہ توڑنے کی ہے تو پرانے ساتھیوں سے سنا ہے کہ دین کی محنت کے لیے جب بھی گھروں سے نکلو تو دروازہ کھول کر آؤ دروازہ توڑ کر نہ آؤ... مقصود یہ ہے کہ گھر والوں کو راضی کر کے ان کی اجازت سے آنا چاہیے... بیوی بچوں کا مناسب انتظام خرچ اخراجات کا بندوبست کر کے آنا چاہیئے تا کہ وہ کسی قسم کی تنگی کا شکار نہ ہوں اور نکلتے وقت فضائل سنا کر اور ترغیب دے کر گھر والوں کی دلجوئی اور تسلی بھی ضروری ہے... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھر والوں کا ایمان... تحمل اور قوت برداشت جوان حضرات کو حاصل تھی... وہ آج کل کے کمزور ایمان والوں میں کہاں میسر......؟

② اکابر سے مشورہ

بعض احباب دینی جذبات کے تحت کسی بھی تقاضے کے لیے ماشاء اللہ مستعد ہو جاتے ہیں... لیکن اپنی اور اپنے گھر کی نوعیت کو اکابر حضرات کے سامنے نہیں رکھتے... حالانکہ اپنے بڑوں کو نوعیت بتا کر قدم اٹھایا جائے جو بغیر مشورہ کے نکل کھڑے ہوتے ہیں... اس سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس سے اہل حقوق کی حق تلفی سے کی گئی محنت ضائع نہ ہو جائے... لہٰذا اپنے بڑوں سے مشورہ ضروری ہے...

③ گھر والوں کے لیے وقت

بعض احباب دینی تقاضوں میں ایسے مگن ہو جاتے ہیں کہ انکے پاس گھر والوں کیلئے وقت بھی نہیں بچتا یہ بھی کوتاہی ہے... حالانکہ ہماری تبلیغ واصلاح کا اہم اور مقدم طبقہ تو ہمارے اہل خانہ ہیں... ہر جگہ تو دین کی محنت اور اپنے گھر والے اس سے محروم... اپنے گھر والوں کو وقت دینے کیلئے ایک اہم تقاضا گھر کی تعلیم بھی ہے... کیونکہ گھر والوں کی تربیت بھی ہماری ذمہ داری ہے... اس تقاضے پر عمل کر کے ہمیں اپنے گھر والوں کے ساتھ نشست ضرور رکھنی چاہیے... گھر والے اس سے مانوس ہونگے...

گھر والوں کو وقت دینے سے نہ صرف گھر والے دیندار بنیں گے... بلکہ ہماری بقیہ اوقات میں باہر کی تبلیغی نقل وحرکت میں وہ ہمارے معاون ثابت ہوں گے...

Marfat.com

④ خوش اخلاقی

دین کی محنت کی نسبت سے لوگوں کو مانوس کرنے کیلئے انسان گھر سے باہر بڑی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتا ہے...دوستوں کا اکرام...ان سے نرم برتاؤ اور شیریں کلام مگر کچھ احباب جب گھر میں آتے ہیں تو روکھا مزاج...ماتھے پر بل...

بات بات پر غصہ اور بداخلاقی کا مظاہرہ...تو کیا یہ دہرا معیار اخلاص کے خلاف نہیں... یا یہ مصنوعی اخلاق لوگوں میں ہر دلعزیز بننے کے لیے تو نہیں...؟ اگر یہ رویہ اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے تو اپنے گھر والے اس بہتر اخلاق سے محروم کیوں...؟

حضرت جی مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ہماری قولی تبلیغ سے جتنے مجمع نے آنا تھا...وہ آچکا اب ہماری عملی تبلیغ ہوگی تو لوگوں کا رجوع ہوگا...ہماری خوش اخلاقی و خوش معاملگی بھی لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے

⑤ معاملات کی صفائی

دینی طبقے سے اکثر لوگوں کو اچھی توقعات ہوتی ہیں اور اس بناپر ان پر اعتماد بھی کیا جاتا ہے تو دینی طبقے کو بھی چاہیے...کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے...اکثر احباب معاملات...مالی امور...لین دین...قرضہ کی ادائیگی وغیرہ میں کئی قسم کی کوتاہیوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں...جس کی وجہ سے لوگ دین اور اہل دین سے بدظن ہو جاتے ہیں...ہم اپنی ایمانی طاقت سے عبادات میں تو مستعد ہیں...لیکن معاملات کی صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتے...جس سے لوگ اہل دین سے متنفر ہو جاتے ہیں...

⑥ معاشرتی حقوق

معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے تبلیغی معمولات سے کچھ وقت نکال کر اپنے عزیز واقارب اور دیگر متعلقین کی خوشی غمی اور جائز حدود کے تحت ان کی تقریبات میں شرکت اور ان سے ملنے جلنے کیلئے بھی وقت نکالنا ضروری ہے...

Marfat.com

اس میل ملاپ سے جہاں ان کی دلجوئی مقصود ہے... وہاں وہ جن گناہوں اور کوتاہیوں میں مبتلا ہوں.... انہیں متنبہ کرنا بھی ضروری ہے... تاکہ قرآنی حکم...

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

(اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے) پر بھی عمل ہو جائے...

مذکورہ بالا کوتاہیوں کی نشاندہی سے صرف اور صرف مقصود یہ ہے کہ ہم ان کوتاہیوں سے بچ کر دینی محنت میں مستعدی سے جڑے رہیں...

ان امور سے بچنے پر ہماری محنت زیادہ موثر اور خلق خدا کے دین کی طرف متوجہ ہونے کا بہترین ذریعہ بن جائے گی... اللہ تعالیٰ ہمیں اکابر کے مشورہ کے تحت دین کی محنت کیساتھ اہل حقوق کے حق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے... آمین

اللہ کے بندوں کے حقوق کا خیال رکھیں

عہدیدار کیلئے آزمائش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہوں گی یہاں تک کہ یا تو اس کا انصاف (جو دنیا میں کیا ہوگا) اسکی مشکیں کھلوا دے گا اور یا بے انصافی (جو اس نے دنیا میں کی ہوگی) اسکو ہلاکت میں ڈال دیگی... (دارمی)

فرائض کو سمجھئے اور فکر کیجئے

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے جو مدرسہ قائم کیا تھا... اس میں ہر استاد کا معمول تھا کہ اگر اسے مدرسے کے اوقات میں اپنا کوئی ضروری ذاتی کام پیش آجاتا... یا ملازمت کے اوقات میں ان کے پاس کوئی ذاتی مہمان ملنے کے لئے آجاتا تو وہ گھڑی دیکھ کر اپنے پاس نوٹ کر لیا

Marfat.com

کرتے تھے کہ اتنا وقت اپنے ذاتی کام میں صرف ہوا اور مہینے کے ختم پر ان اوقات کا مجموعہ بنا کر انتظامیہ کو از خود درخواست پیش کرتے تھے...کہ اس ماہ ہماری تنخواہ سے اتنے روپے کاٹ لئے جائیں...کیونکہ اتنا وقت ہم نے دوسرے کام میں خرچ کیا ہے...

حقوق کی صدائیں

آج ہمارے معاشرے میں ہر طرف ''حقوق'' حاصل کرنے کی صدائیں گونج رہی ہیں...اسی مقصد کے تحت بیشمار ادارے...

انجمنیں اور جماعتیں قائم ہیں...اور ہر شخص اپنے حقوق کے نام پر زیادہ سے زیادہ مفادات حاصل کرنے کی فکر میں منہمک ہے...

لیکن اس پہلو کی طرف توجہ بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے کہ حقوق (Rights) ہمیشہ فرائض (Obligations) سے وابستہ ہوتے ہیں...

بلکہ درحقیقت انہی سے پیدا ہوتے ہیں اور جو شخص اپنے فرائض کما حقہ...ادا نہ کرے...اس کیلئے اپنے متعلقہ حقوق کے مطالبے کا کوئی جواز نہیں ہے...

اسلامی مزاج

اسلامی تعلیمات کا مزاج یہ ہے کہ وہ نہ صرف ہر فرد کو اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرتی ہیں...بلکہ دل میں اصل فکر ہی یہ پیدا کرتی ہیں کہ کہیں مجھ سے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی؟ اس لئے کہ ہو سکتا ہے...میں اپنی ترکیبوں سے اس کوتاہی کو دنیا میں چھپا لوں...اور اس کے دنیوی نتائج سے محفوظ ہو جاؤں...لیکن ظاہر ہے کہ کوئی کوتاہی، خواہ وہ کتنی معمولی کیوں نہ ہو...

اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتا...جب یہ فکر کسی شخص میں پیدا ہو جاتی ہے...تو اس کا اصل مسئلہ حقوق کے حصول کے بجائے فرائض کی ادائیگی بن جاتا ہے...

Marfat.com

پھر وہ اپنے جائز حقوق بھی پھونک پھونک کر وصول کرتا ہے... کہ کہیں وصول شدہ حق کا وزن ادا کردہ فریضے سے زیادہ نہ ہو جائے...

اگر یہ فکر معاشرے میں عام ہو جائے تو سب کے حقوق خود بخود ادا ہونے شروع ہو جائیں... اور حق تلفیوں کی شرح گھٹتی چلی جائے...

اس لئے کہ ایک شخص کا فریضہ دوسرے کا حق ہے اور جب پہلا شخص اپنا فریضہ ادا کرے گا... تو دوسرے کا حق خود بخود ادا ہو جائے گا.... شوہر اپنے فرائض ادا کرے تو بیوی کے حقوق ادا ہوں گے.... بیوی اپنے فرائض ادا کرے تو شوہر کے حقوق ادا ہوں گے...

افسر اپنے فرائض بجالائے تو ماتحت کو اس کے حقوق ملیں گے... اور ماتحت اپنے فرائض بجالائے تو افسر کو اس کے حقوق ملیں گے...

غرض دو طرفہ تعلقات کی خوشگواری کا اصل راز یہی ہے کہ ہر فریق اپنی ذمہ داری محسوس کر کے اس سے ٹھیک عہدہ برآ ہو... تو دونوں میں سے کسی کو حق تلفی کی کوئی جائز شکایت پیدا نہیں ہو سکتی...

لیکن یہ فکر... معاشرے میں اس وقت تک عام نہیں ہو سکتی... جب تک اس میں فکر آخرت کی آبیاری نہ کی جائے... آج ہم عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے کا زبان سے خواہ کتنا اعلان کرتے ہوں... لیکن ہماری عملی زندگی میں اس عقیدے کا کوئی پرتو عموماً نظر نہیں آتا.... ہماری ساری دوڑ دھوپ کا محور یہ ہے کہ روپے پیسے ...اور مال واسباب کی گنتی میں اضافہ کس طرح ہو؟

یہی بات زندگی کا اصل مقصد بن چکی ہے اور یہی ہماری ساری معاشی سرگرمیوں کا آخری مطمح نظر ہے... ہم اپنے حقوق کے معاملے میں تو بہت حساس ہیں لیکن فرائض کے معاملے میں حساس نہیں اور جب کسی بھی فریق کو اپنے فرائض کی فکر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ سب کے حقوق پامال ہوتے ہیں...

معاشرے میں جھگڑوں.. تنازعات اور مطالبوں کی چیخ و پکار کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا

Marfat.com

لوگوں کی زبانیں کھل جاتی ہیں ...اور کان بند ہو جاتے ہیں ...اور جب ضمیر کو موت کی نیند سلانے کے بعد کوئی کسی کی نہیں سنتا تو لوگ آخری چارۂ کار اسی کو سمجھتے ہیں.... کہ جس کے جو چیز ہاتھ لگ جائے لے بھاگے... چنانچہ نوبت چھینا جھپٹی ...اور لوٹ کھسوٹ تک پہنچ کر رہتی ہے...

اپنے گردوپیش میں نظر دوڑا کر دیکھیں تو یہی منظر دکھائی دیتا ہے ...اس سے پریشان ہر شخص ہے ...لیکن افراتفری کے اس عالم میں یہ سوچنے سمجھنے کی فرصت بہت کم لوگوں کو ہے کہ یہ صورت حال اس وقت تک تبدیل نہیں ہوگی

...جب تک ہم میں سے ہر شخص فرائض کے احساس کو مقدم نہ رکھے یا کم از کم فرائض کو اتنی اہمیت تو دے... جتنی اپنے حقوق کو دیتا ہے...لہٰذا ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ دلوں میں فرائض کا احساس کس طرح پیدا کیا جائے؟

یہ درست ہے کہ کوئی ایک شخص تن تنہا معاشرے کے مزاج کو ایک دم نہیں بدل سکتا لیکن وہ خود اپنے مزاج کو ضرور تبدیل کر سکتا ہے اور اپنے حلقۂ اثر میں اس مزاج کو فروغ دینے کی ممکنہ تدابیر بھی اختیار کر سکتا ہے ...کم از کم اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں میں فرض شناسی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش بھی کر سکتا ہے...اور اگر وہ ایسا کرے تو کم از کم ایک گھرانے کو بھٹکنے سے بچا کر سیدھے راستے پر لانے کا کارنامہ اس کے نامہ اعمال کو جگمگانے کیلئے کافی ہو سکتا ہے.... پھر تجربہ یہ ہے کہ نیک نیتی سے انجام دیا ہوا... یہ کارنامہ دوسروں پر بھی اپنے اثرات لازماً چھوڑتا ہے ...اور اگر یہ سلسلہ جاری رہے تو اسی طرح رفتہ رفتہ فرد سے گھرانہ... گھرانے سے خاندان...

خاندان سے برادری اور برادری سے پوری قوم تعمیر و ترقی کی راہ پر لگ جاتی ہے... قومیں ہمیشہ اسی طرح بنی ہیں... اور آج بھی ان کے بننے کا یہی طریقہ ہے ؎

میں تو تنہا ہی چلا تھا جانب منزل مگر لوگ کچھ ملتے گئے، اور کاروان بنتا گیا

(ذکر و فکر)

Marfat.com

اِسلام کی نظر میں..... قرض

سودا ادھار لینے سے دنیا کا خسارہ

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا! کہ سودا ادھار لینے میں معصیت کا درجہ تو نہیں جبکہ اس میں سود نہ ہو مگر دنیا کا خسارہ تو ہے...

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ادھار میں آٹھ آنہ کی چیز بارہ آنہ میں لیتے ہیں حتی الامکان اس سے بھی ہر مسلمان کو بچنا چاہیے... بعض لوگوں میں یہ مرض بھی ہوتا ہے کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے خانگی اشیاء ادھار خریدتے ہیں...

ادائیگی قرض کا صحیح طریقہ

کسی نے ادائیگی قرض کے لئے کوئی موثر وظیفہ پوچھا تھا...
اس پر فرمایا کہ دُعا سے زیادہ کوئی وظیفہ موثر نہیں...

قرض کے معاف کرنے کا طریقہ شرعی

فرمایا کہ مقرض (قرض دینے والا) اگر یہ کہہ دے کہ قرض کو ہم نہ دنیا میں لیں گے نہ آخرت میں یہ شرعاً لغو ہے (جب تک یہ نہ کہہ دے کہ ہم نے معاف کیا) دنیا میں بھی اس کو مطالبہ کا حق ہے اور اگر مطالبہ نہ بھی کیا اور مر گیا تو اضطراراً وہ قرض ان کے ورثہ کی ملک ہو جاوے گا اور ان کو مطالبہ کا حق ہوگا، مورث کا وہ کہنا کہ ہم نہ لیں گے ورثہ پر حجت نہ ہوگا... اسی طرح اس وعدہ کا اثر آخرت میں کچھ نہیں ہوسکتا

Marfat.com

وہاں کیا حال ہو اور کیا خیال ہو... ممکن ہے کہ جب مدیون کی نیکیاں ملتی ہوئی یا اپنے گناہ مدیون پر پڑتے ہوئے دیکھے تو معاف نہ کرے...

قرض چکانے کا نیا طریقہ

فرمایا کہ ایک صاحب نے کسی بنیے سے قرض لے کر مکان بنوایا جب عرصہ ہو گیا تو مہاجن نے اپنا روپیہ طلب کیا' بہت دنوں تک تو وہ وعدے کرتے رہے...

آخر کار اس نے ایک دن سخت تقاضا کیا اس پر انہوں نے مزدوروں سے بلا کر کہا کہ اس مکان ہی کو گرا دو جب مکان گر گیا تو مہاجن سے کہا کہ لو تم بہت روپیہ مانگا کرتے تھے ہم نے تمہارے روپیہ کا مکان ہی نہیں رکھا' تمہارے روپیہ سے جو مکان بنا تھا وہ ہم نے گروا دیا ہے بس قصہ ہی ختم ہوا...

قرض کی یادداشت کیلئے ایک کاپی

فرمایا! کہ منجملہ اور معمولات کے میرا ایک یہ بھی معمول ہے کہ قرض کی یادداشت کے لئے ایک کاپی الگ بنا رکھی ہے جس کو قرض دیتا ہوں اس میں لکھ لیتا ہوں اور جو پرچہ کے ذریعہ سے لیتا ہے وہ پرچہ بھی محفوظ رکھتا ہوں اور وصول ہونے پر پرچہ واپس کر دیتا ہوں اور اس رقم کو باقساط ادا کرنے والے کے سامنے اس میں وصول لکھ لیتا ہوں اور اس کو دکھا دیتا ہوں کہ دیکھو یہ وصول لکھ لیا ہے اس میں بڑی مصلحت ہے ہر دو طرف اطمینان ہو جاتا ہے جو کام اصول کے ماتحت ہو گا ...اس میں کبھی الجھن یا پریشانی نہ ہو گی آجکل بدانتظامی کا نام بزرگی رکھ رکھا ہے...

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے قرض کے کچھ واقعات

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ میں جس وقت کانپور سے آیا کچھ مقروض تھا... میں نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے دعاء کے لئے عرض کیا....

Marfat.com

حضرت نے دعاء کے علاوہ شفقت کی راہ سے استفسار فرمایا! کہ مدرسہ دیوبند میں ایک تدریس کی ملازمت ہے اگر کہو تحریک کروں...

مجھ کو حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ اگر کبھی کانپور سے دل برداشتہ ہو تو اور کہیں تعلق مت کرنا تھانہ بھون میں قیام کرنا تاکہ اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچے میں نے حضرت مولانا گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت کا یہ ارشاد ہے لیکن اگر آپ حکم دیں تو میں اس کو بھی حضرت ہی کا حکم سمجھوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ حضرت کے دو حکم ہیں ایک مقدم ایک موخر تو میں پہلے کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ سمجھوں گا باقی اس وقت تو مقصود دعاء کرانا تھا...

یہ سن کر حضرت پر ایک حالت طاری ہوگئی اور فرمایا! کہ نہیں نہیں اگر حضرت کا حکم ہے تو خلاف نہ کرنا چاہئے اور میں دعاء کروں گا چنانچہ بحمد اللہ قرض ادا ہو گیا...

اسی سلسلہ میں ترک ملازمت مدرسہ کانپور کے واقعہ کا ذکر فرمایا! کہ میں کانپور میں نہایت دل چسپی سے رہتا تھا جب حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا! کہ اگر کبھی کانپور سے دل برداشتہ ہو تو اور کہیں تعلق مت کرنا وطن ہی میں رہنا... بہت خوش ہوا کہ حضرت نے حکم جازم نہیں دیا دل برداشتگی پر معلق فرمایا! سو میں کیوں دل برداشتہ ہوں گا مگر مجھ کو معلوم نہ تھا کہ جب حضرت کا دل وطن کی اقامت کو چاہتا ہے تو حسب قول مولانا ؎

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ۔۔۔ می دہد یزدان مراد متقیں

ضرور دل برداشتہ ہوگا چنانچہ چند ہی روز میں بلا کسی سبب ظاہری کے قیام کانپور سے وحشت ہوئی اور وطن کا عزم کیا لیکن یہ اندیشہ تھا کہ مدرسہ نہ ٹوٹ جاوے اس لئے میں نے اس کے بقاء واستحکام کا خاص انتظام کیا وہ یہ کہ اول قلت آمدنی مدرسہ کے بہانہ سے تنخواہ چھوڑی پھر اپنا لقب مدرس اول سے سرپرست مدرسہ رکھا اور مدرس دوم کو مدرس اول بنایا اور میں مدرسہ کا جو انتظامی کام مدرس اول ہونے کی حالت میں کرتا تھا وہ جدید مدرس اول کے سپرد کیا اور میں نے کہا کہ دستخط میرے نام

Marfat.com

کے ہوا کریں... انتظامی کام اس طرح چلتا رہا پھر خیال ہوا کہ میرے جانے سے میرے اسباق متعلقہ میں خلل نہ پڑے... مدرسہ میں طلبہ کی ایک جماعت ایسی تھی کہ جن کی کتابیں ختم ہونے والی تھیں ان کے اسباق اپنے متعلق کر لئے...

کیونکہ ان کی کتابیں ختم ہونے کے بعد ان اسباق کا سلسلہ ہی بند ہو جاوے گا جب کتابیں ختم ہو گئیں میں نے مدرسہ والوں سے کہا کہ میں رخصت پر وطن جا کر چندے آرام کروں گا... اور یہ سب انتظام سب سے مخفی کر کے اور کام کے سب شعبوں کو بدون اپنے دخل کے چلتا ہوا دیکھ کر مطمئن ہو کر وطن روانہ ہو گیا وطن کا اتنا اشتیاق تھا کہ جس وقت گاڑی چھٹی تو اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جیل خانہ سے چھٹی ملی... پھر وطن پہنچ کر مدرسہ کی خبریں منگاتا رہا جب ہر پہلو سے مطمئن ہو گیا تب مدرسہ میں لکھ بھیجا کہ اب نہ آؤں گا اور حافظ کا یہ شعر لکھ دیا...

از قال و قیل مدرسہ حالے دلم گرفت یک چند نیز خدمت معشوق می کنم

اس کے بعد میں نے حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سب واقعہ لکھ دیا حضرت نے مجھ کو لکھا کہ کانپور والوں کا بھی حق ہے... وہاں آتے جاتے رہنا... چنانچہ مدت تک آنا جانا بھی رہا پھر سفر ہی منقطع ہو گیا...

جس کو قرض سے نفرت نہ ہو بڑا بے حمیت ہے

فرمایا قرض بڑی تکلیف کی چیز ہے... اگر مر جائے تو روح جنت میں جانے سے معلق رہتی ہے... جس کو قرض سے نفرت نہ ہو بڑا بے حمیت ہے... اپنا بار دوسرے پر ڈال کر خود ہلکا رہنا بے حمیتی نہیں تو اور کیا ہے؟

ادائیگی قرض کی آسان صورت

ایک بڑی پریشانی انسان کو قرضہ کی وجہ سے ہوتی ہے... مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ حصہ قرضہ کا فضولیات کے سبب ہوتا ہے کہ بلا ضرورت لوگ قرض

Marfat.com

لیتے ہیں... سو اگر شریعت کے موافق عمل ہو تو فضولیات ہی کیوں کرے... جو قرض لینے کی نوبت آئے اور جو قرض ضرورت سے کیا جاتا ہے... اس کیلئے وعدہ ہے ادا کا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ادا کریں گے... خواہ دنیا میں یا آخرت میں جب یہ ہے تو پھر پریشانی کیسی...

ایک رئیس تھے ان کے ذمہ قرضہ ہوا... بیلوں کی بدولت آج سو روپے کے بیل آرہے ہیں... کل دو سو کے آرہے ہیں... یہی شغل رہتا تھا آخر کثیر مقدار میں قرض ہو گیا...

عرب خوب ہیں... حاجت میں قرض لیتے ہیں اور جب کچھ نہ رہا... قالین بھی بیچ دیا اور قرض ادا کر دیا... پھر کہیں سے آیا دوبارہ سامان جمع کر لیا... ان کو عادت ہے اسکی... جو آدمی آبرو بھی رکھنا چاہے اور قرض کو ادا بھی کرنا چاہے یہ نہیں ہو سکتا...

عرب کو فکر نہیں اور یہاں تو بڑا حجاب یہ ہے کہ سبکی ہو گی... اگر چیزیں بیچیں گے اور سبکی تو واقعات کے معلوم ہونے سے بھی ہو جاتی ہے اور واقعہ معلوم ہو ہی جاتا ہے حال کھل ہی جاتا ہے خواہ بیچیں خواہ نہ بیچیں... میرے گھر میں عادت ہے کہ قرض ہوا زیور بیچ دیا پھر سامان ہوا پھر بنوا لیا...

حالانکہ ہمارے یہاں (وطن کے لوگوں میں) کانوں کی بالیاں بیچنا بہت عیب ہے... مگر وہ (میرے گھر میں) اگر کسی تقریب میں جاتی ہیں... تب بھی یہ نہیں کہ کسی سے مانگ کر پہنیں خدا نے جتنی عزت دی ہے اس حال میں بھی ہو گی...

ہمارے یہاں ایک رئیس کی بی بی تھی تباہ ہو گئیں تھی... پھر بعد میں وسعت بھی ہو گئی اس بندی خدا نے پھر زیور نہ پہنا... مگر باوجود اس کے بڑی عزت تھی... ان کے ہاتھ میں نہ کان میں کہیں بھی زیور نہ ہوتا تھا... مگر جہاں جاتی تھیں سراہنے بٹھائی جاتی تھیں... کپڑے زیور سے عزت تھوڑا ہی ہے... دیکھئے کیمیا گر لنگوٹ باندھے ہوتا ہے مگر نواب اس کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں... اصل میں کمال کی عزت ہے خواہ دنیا کا کمال ہو یا دینی کمال ہو... پھر فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے سخت عذاب ہے قرض کا...

حدیث میں ہے کہ قرض سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے...

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب آدمی پر قرض ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے بدعہدی کرتا ہے...

بہنوں کو وراثت سے محروم نہ کیجئے

اللہ تعالیٰ نے بہن کو ایسا روپ دیا ہے کہ وہ بھائیوں پر صدقے واری جاتی ہے ...اپنے والدین کے گھر ہوتی ہے تو بھائیوں کے ساتھ اس کا سلوک بہت انوکھا اور نرالا ہوتا ہے... پُرخلوص ....بے ریا... آئینے کی طرح شفاف اور جب یہ اگلے گھر سدھار جاتی ہے تب بھی اس کا دل بھائیوں میں اٹکا رہتا ہے... اپنے بچوں کو شاید نانا نانی کے بارے میں اتنا نہیں بتاتی جتنا ماموؤں کے بارے میں بات بے بات بتاتی رہتی ہے... اور بچے بھی خیالوں میں کھوئے رہتے ہیں کہ کب اسکول کی چھٹیاں ہوں اور وہ اپنے ماموؤں سے ملنے جائیں...

اللہ تعالیٰ نے بہن کو بنایا ہی ایسا ہے... مگر ہمارے معاشرے کا چلن کچھ اور ہی ہے... جونہی والدین اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو یہی مخلص و بے ریا بہنیں بوجھ محسوس ہونے لگتی ہیں... پچھلے دنوں ایک صاحب نے بتایا کہ ان کا اسٹیٹ ایجنسی کا کام ہے... ہر طرح کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں...

بہت سے ایسے لوگ بھی آتے ہیں جو والدین کی وفات کے بعد جائیداد کا بٹوارہ نہیں چاہتے اور ان کے ترکے کو صرف اپنے پاس رکھنے کیلئے بہنوں کو حق میراث سے محروم کر دیتے ہیں... اس کام کے لئے وہ طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں ...کبھی بہنوں کو اخلاقی دباؤ میں لا کر، کبھی منت سماجت کر کے اور کبھی دھونس جما کر...

غرض ہر طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ میراث میں سے بہنوں کو حصہ نہ دینا پڑے... تقسیم میراث کے وقت وہی بہن بری لگنے لگتی ہے جو پہلے ان کی بے ریا خدمت کرتی تھی... ایسی پُرخلوص اور بے ریا خدمت کہ شاید بیوی بھی نہ

Marfat.com

کرتی ہو... بلکہ آج کل بیوی خدمت کرتی کہاں ہے؟ ہاں جسے کچھ خوف خدا ہو!

میراث میں سے بہنوں کو حصہ نہ دینا اس میں عام لوگ ہی نہیں بڑے بڑے پڑھے لکھے اور دین دار کہلانے والے لوگ بھی شامل ہیں... وڈیروں جاگیرداروں اور بڑے بڑے کاروبار کرنے والوں کے ہاں تو یہ وبا عام ہے...

جاگیردار اس لئے حصہ نہیں دیتے کہ ان کی جاگیر کم ہو جائے گی، زمین تقسیم ہو کر غیروں کے ہاتھ چلی جائے گی... کاروبار والے اس لئے حصہ نہیں دیتے کہ اکٹھا اتنا سارا مال نکالنے سے تجارت خسارے میں چلی جائے گی...

حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''یہ جرم اکثر دیندار گھرانوں اور اہل علم گھرانوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ بہنوں سے میراث معاف کرا لیتے ہیں... مگر خوب سمجھ لیں اور یاد رکھیں کہ بہنوں کے معاف کرنے سے آپ ہرگز بری الذمہ نہیں ہو سکتے...

اولاً اس لئے کہ بہنیں جاہلیت کے رواج کے مطابق حصہ میراث طلب کرنے کو بہت معیوب سمجھتی ہیں... اور بھائیوں کی ناراضی اور لوگوں کے طعن و تشنیع سے ڈرتی ہیں... کافرانہ رواج نے ظلم عظیم کے ساتھ مظلوم عورتوں کی زبان بندی بھی کر رکھی ہے اور وہ بے چارگی کے عالم میں بہ زبان حال پکار رہی ہیں...

یہ دستورِ زباں بندی عجب ہے تیری محفل میں ۔۔۔ یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری

اللہ کیلئے ان مظلوم عورتوں کی فلک شگاف آہ سے ڈریئے ... اور اپنے حال پر رحم کھائیے... کہیں ان کے دردناک دل کا شعلہ آپ کے خرمن عیش و عشرت کو خاکستر نہ کر دے

سید ذو عالم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے... ''مظلوم کی بددعا سے ڈر کیوں کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کسی قسم کا حجاب نہیں'' میراث کی تقسیم کے بارے میں قرآن و حدیث میں زوردار تاکید اور وعید آئی ہے... وہ لوگ جو اپنی بہنوں کا حق میراث ڈکار جاتے ہیں یا یتیم کا مال کھا جاتے ہیں... ان کے لئے قرآن مجید

Marfat.com

میں شدید اور دردناک عذاب کی وعید آئی ہے... ہمارے ہاں ایک طریقہ یہ بھی رائج ہے کہ بہنوں کو مختلف لالچ دے کر یا کسی اور طریقے سے حق میراث معاف کرالیا جاتا ہے... حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ ''احسن الفتاویٰ'' میں لکھتے ہیں کہ ''اولاً'' تو ان کا بادل نخواستہ محض زبان سے معاف کرنا ہی معتبر نہیں...

ثانیاً اگر شاذ و نادر کوئی عورت شرح صدر (دلی خوشی) سے معاف بھی کر دے تو بھی یہ معاف کرنا کرانا گناہ سے خالی نہیں... کیونکہ اس میں خلاف شرع ہندوؤں کی ظالمانہ رسم کی ترویج اور تائید ہوتی ہے جو گناہ کبیرہ ہے...

تیسرا یہ معاف کرنا شرعی اصول کے خلاف ہے... اس لئے کہ حق معاف کرنا یا چھوڑنا یا ساقط کرنا یا بری کرنا یا بخش دینا وغیرہ الفاظ سے صرف قرض معاف ہوتا ہے... بعض لوگ کہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً عید کے موقع پر بہنوں کو جو ہدیے وغیرہ دینے کا دستور ہے... وہ اس کے عوض میں اپنا حصہ میراث بھائیوں کو دیتی ہیں...

یہ خیال بھی غلط ہے... اس لئے کہ اس بیع پر بہنوں کی رضامندی نہیں پائی جاتی... بلکہ وہ رواج کے مطابق مجبور ہیں نیز مختلف مواقع پر دیئے جانے والے ہدایا کی مقدار اور جنس مالیت مجہول (نامعلوم) ہے... لہٰذا یہ بیع کا طریقہ صحیح نہیں...

غرض کہ حرام کو حلال بنانے اور بے زبان مظلوم بہنوں کا حصہ میراث ہضم کرنے کیلئے جو چالیں بھی چلی جاتی ہیں... وہ سب شرعاً مردود اور باطل ہیں...

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے اپنے وارث کا حق مارا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے اس کے حصے سے محروم کر دیں گے...

ایک اور حدیث میں ہے... جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ اس سے آج ہی معاف کرالے... اس روز سے قبل کہ جب نہ کوئی دینار ہوگا اور نہ درہم... اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائینگے... (بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے:... جس شخص نے کسی کی زمین سے ظلم کے طور پر ایک

Marfat.com

بالشت زمین بھی لی...اس کو قیامت کے روز سات زمینوں سے اس کا طوق پہنایا جائیگا

ایک دوسری حدیث میں یہی مضمون یوں بیان ہوا ہے:...

جس شخص نے زمین سے ایک بالشت ظلم کے طور پر لی...اللہ تعالیٰ اس کو اس کی تکلیف دیں گے کہ وہ اس کو سات زمینوں کے آخر تک کھودے...پھر قیامت کے آخر تک یعنی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے تک اس کا طوق پہنائیں گے...

یوں تو قرآن مجید کی بہت سی آیات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث تقسیم میراث کی اہمیت بتاتی ہیں...عقل والوں کے لئے تھوڑا بھی زیادہ ہوتا ہے تقسیم میراث میں جتنی خرابیاں آج پائی جاتی ہیں...ان کا شمار نہیں...

گھر گھر یہ شکایت ہے خصوصاً مظلوم خواتین جن کے اپنے بھائی بند ہی طوطا چشمی کرتے ہیں اور ان کا حق دبا لیتے ہیں...پھر ایسا بھی کم ہوتا ہے کہ بہنیں کورٹ میں جا کر دعویٰ دائر کرلیں...اور ان کے حق میں جلد فیصلہ ہو جائے...اس قسم کے سدباب کیلئے تو شرعی نظام عدل کا نفاذ ضروری ہے...تاکہ حق والوں کو ان کا حق مل سکے...

اللہ تعالیٰ ہمیں ادائے حقوق کی توفیق سے نوازیں..آمین

قرض چھوڑ کر مرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...کبائر (بڑے گناہوں) کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجائے اور اس پر قرض (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کیلئے وہ کچھ نہ چھوڑ جائے...(احمد وابوداؤد)

وعدہ پورا کرنے کی سچی نیت رکھو

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے وعدہ کرے اور اپنے دل میں یہ نیت رکھتا ہو کہ اس کو پورا کرے گا...پھر وقت پر اس کو پورا نہ کر سکے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے...(سنن ابی داؤد)

Marfat.com

مومن کیسا ہوتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا... مسلمان اپنی ذات سے سراپا فائدہ ہوتا ہے... جب تم اس کیساتھ چلوتو وہ تم کو نفع پہنچاتا ہے...
اگر تم اس سے مشورہ کروتو اس حالت میں بھی وہ تم کو نفع پہنچاتا ہے... اگر کسی معاملہ میں تم اس کے ساتھ شرکت کروتو بھی وہ تم کو نفع پہنچاتا ہے... غرض کہ اس کی ہر ایک بات فائدہ رسانی کی ہوتی ہے... (حلیۃ الاولیاء)

مال غصب کرنا حرام ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا مال مار لے... کیونکہ خدا نے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال غصب کرنا حرام کر دیا ہے... (رواہ الامام احمد فی المسند)

زمین غصب کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی کی زمین میں سے ایک بالشت ٹکڑا بھی ظلم سے غصب کر لے گا وہ خدا کے سامنے اس حالت میں جائے گا کہ خدا اس پر غضب ناک ہوگا... (طبرانی کبیر)

قرض کی ادائیگی میں تاخیر

جب انسان کسی سے قرض لینا چاہتا ہے تو اس وقت اس کو پیسوں کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور چاہتا ہے کہ میری ضرورت فوراً پوری ہو جائے اور مجھے قرضہ مل جائے تو اب اس کو جو شخص قرضہ دیتا ہے وہ بعض دفعہ اپنی ضرورت کو روک کر اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہے...

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ قرضہ دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے تو قرض خواہ کا بھی دل چاہتا ہے کہ میرا قرضہ مجھے جلدی واپس مل جائے...

لہٰذا جلدی قرضہ واپس کرنا چاہیے...

پس جو شخص قرض کی ادائیگی میں بلاوجہ تاخیر کرے اور باوجود مالی وسعت کے حیلے بہانے بنا کرتا خیر کرے...اس کے لیے احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مال دار شخص کا ٹال مٹول کرنا یعنی بلاوجہ تاخیر کرنا ظلم ہے...(مشکوٰۃ المصابیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جس نے لوگوں سے مال لیا اس ارادے سے کہ اس کو واپس کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں اور جس نے مال لیا اس ارادے سے کہ وہ واپس نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ادائیگی میں اس کی مدد نہیں فرماتے...(مشکوٰۃ المصابیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مؤمن کی جان لٹکی رہتی ہے اپنے قرضہ کی وجہ سے یعنی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا...حتیٰ کہ اس کی طرف سے قرضہ ادا کیا جائے (مشکوٰۃ المصابیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں مگر قرض معاف نہیں ہوتا (مشکوٰۃ)

قرضہ کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ایک بہترین نمونہ دیا ہے...ابوداؤد شریف میں اسی سلسلے کی ایک حدیث میں صحابہ فرماتے ہیں کہ میرا کچھ قرضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروقت قرض ادا کیا اور قرض کی رقم سے زائد رقم بھی اس کے ساتھ دے دی...

مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور سخت کلامی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے جو اس وقت آپ کے پاس حاضر خدمت تھے اس کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو چھوڑ دو...

اس کو کچھ نہ کہو کیونکہ صاحبِ حق کو کچھ کہنے کا حق ہوتا ہے اور اس کا قرضہ ادا کرنے کے واسطے اونٹ خرید لاؤ اور اس کو دے دو...

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے لیے اونٹ تلاش کیا مگر نہ ملا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واپس آ کر جواب دیا کہ اس شخص کا اونٹ جس حیثیت کا تھا اس طرح کا اونٹ نہیں مل رہا...

صرف ایسا اونٹ مل رہا ہے جو اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اور زیادہ قیمتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہی خرید لاؤ اور اس کو وہی دے دو کیونکہ وہ آدمی زیادہ اچھا ہے جو بہتر اور برتر ادا کرے...

تو دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرضے کے برابر ہی نہیں بلکہ قرضہ کی مالیت سے زیادہ مالیت والا اونٹ عطاء کیا تا کہ اُمت کو معلوم ہو جائے کہ قرضہ واپس کرنا اور اپنے وعدے کے مطابق واپس کرنا صاحب حق کا حق ہونے کے ساتھ ساتھ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے...

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم کبیروالہ)

Marfat.com

معاملات اور حقوق العباد کے اُصول وضوابط

(ازافادات حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ)

اُصول کی غرض غفلت دور کرنا ہے

فرمایا: ایک صاحب کا لفافہ آیا ہے جس میں نہ واپس ہونے والے پر پتہ لکھا ہے اور نہ اندر کے خط پر کہیں پتہ لکھا ہے... اب بتلایئے کہ یہ خط کیسے جائے گا؟ اس پر فرمایا: لوگوں میں بیداری نہیں، غفلت ہے... ایسی کھلی بات اور اس میں یہ غلطی جس سے دوسرے کو ایذا پہنچے... اب اس لفافے کی حفاظت امانت میں رکھنا کس قدر گرانی کا کام ہے... ان کو تو ذرا سی غفلت ہوئی یا بھول ہوئی... اور دوسرے کو تکلیف پہنچی...

یہی باتیں ہیں جن پر میں روک ٹوک کرتا ہوں... جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ بیداری پیدا ہو... غفلت دور ہو... اس پر بعضے خفا ہو کر چل دیتے ہیں... باہر جا کر بدنام کرتے ہیں... اپنی حرکات کو نہیں دیکھتے... (الافاضات ج ۷)

اُصول اسلامیہ کی خاصیت

فرمایا: اصول اسلامیہ کی خاصیت کی بالکل ایسی مثال ہے... جیسے گل بنفشہ میں برکت ہے زکام کے دفع کی، خواہ مسلمان پیئے یا کافر پیئے... اسی طرح جو شخص اصول صحیحہ پر عمل کرتا ہے چاہے مسلمان ہو یا کافر وہ راحت پاتا ہے...

اُصول صحیحہ میں فطرتاً یہ خاصیت ہے کہ وہ پریشانی اور کلفتوں کو دور کرتی ہے اس میں مسلم یا غیر مسلم کی قید نہیں... جیسے سڑک شاہی سے جو گزرے گا وہ راحت سے سفر کرے گا... درختوں کا سایہ اسے ملے گا... اب چاہے مسافر مسلم ہو یا غیر مسلم ہو، شیخ،

Marfat.com

سید، مغل، پٹھان ہو یا بھنگی اور چمار ہو... اس میں کسی کی کوئی قید نہیں... البتہ آخرت میں ترتب کے آثار کے لئے اسلام کی شرط ہے... (الافاضات ج ۳)

میرے اُصول وضوابط سب اسلامی ہیں

فرمایا: میرے جو قواعد اور ضوابط ہیں ان کو اپنی اور دوسروں کی راحت رسانی کے واسطے میں نے وضع کئے ہیں... اور ایسے اصول وضوابط سب اسلام کے ہیں... لوگ کہتے ہیں کہ انگریزوں سے سیکھے ہیں... بالکل غلط ہے... بلکہ خود انگریزوں نے اسلام سے سیکھے ہیں... ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے گھر میں کیا راحت ہے؟ اس جہل کی کوئی انتہا ہے؟

اتنی خبر نہیں اپنی دولت کو دوسروں کی سمجھتے ہیں اور یہ ہی کیا جس قدر غیر مسلم اقوام ہیں سب وحشی تھیں... تواریخ اٹھا کر دیکھو پتہ چل جائے گا... یہ سب اسلام کی خوبیاں ہیں جو دوسری قوموں نے اختیار کر لی ہیں اور ایسے اصول صحیحہ سے ہر شخص متمتع ہو سکتا ہے... راحت اٹھا سکتا ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم کی قید نہیں... (الافاضات ج ۱)

تھانوی اُصول اور تعلیم کا خلاصہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حاجی محمد یوسف صاحب رنگونی رحمہ اللہ نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مولانا کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں بھی راحت سے رہو... اور وہاں بھی راحت سے رہو...

فرمایا: حاجی محمد یوسف رحمہ اللہ نے ٹھیک کہا شریعت کی تعلیم کا یہی حاصل ہے کہ یہاں بھی راحت سے رہو وہاں بھی راحت سے رہو... (الافاضات ج ۳)

مجھے اپنے اصول وقواعد پر ناز نہیں

فرمایا: مجھ کو اپنے اصول وقواعد پر ناز نہیں بلکہ میں ہر وقت ڈرتا ہوں کہ یہ قواعد ناپسندیدہ نہ ہوں... اس لئے یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ اے اللہ!

Marfat.com

گنہگار ہوں... نہ میرے پاس عمل ہے... نہ مجھے کچھ آوے جاوے... آپ کے فضل پر نظر ہے... آپ معاف فرمادیں... (الافاضات ج۱)

دوستوں کو صحیح اُصول کی رہنمائی

فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ سب دوست صحیح اصولوں پر ہوں... اگر ان کو اہتمام میں لگا دیکھتا ہوں تو معمولی غلطیوں سے نظر انداز کرتا ہوں... زیادہ ناگواری اس وقت ہوتی ہے جب کسی کو بے فکر دیکھتا ہوں... (الافاضات ج۱)

کام قاعدے ہی سے ہوتا ہے

فرمایا: یہاں پر ایک شخص نے خودکشی کر لی تھی ایک میرے عزیز مجھ کو الگ بلا کر لے گئے اور کہنے لگے کہ اب تو بیعت سے انکار نہ کرو گے؟ میں نے کہا کہ یہ سبق اس واقعہ سے غلط سمجھا... اول اس واقعہ کا یہ سبب نہیں ہوا... یہ تو ایک بزرگ سے بیعت تھا... دوسرے اگر یہی سبب ہے تب تو اس دروازے کو اور تنگ کر دینا چاہیے... ورنہ لوگوں کو اچھی دھمکی ہاتھ آجائے گی کہ خودکشی کرلوں گا... میں ایسی باتوں سے ڈرنے والا نہیں کام قاعدے ہی سے ہوتا ہے... (الافاضات ج۱)

اُصول چھوڑنے سے دینی نفع نہیں ہوتا

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں بی بی بیعت کے لئے یہاں پر آنا چاہتی ہیں... اگر اجازت ہو تو... فرمایا: ہمراہ کون آئے گا؟ عرض کیا کہ میں ہمراہ ہوں گا... وہ شخص اس بی بی کا بہنوئی تھا... فرمایا کہ اکیلی عورت کا بہنوئی کے ساتھ آنا شریعت میں جائز نہیں... اور کوئی عورت بھی ہمراہ آئے گی...؟ عرض کیا کہ میری والدہ آجائیں گی... فرمایا: یہ ٹھیک ہے اب کہی کام کی بات... اب آنے کی اجازت ہے... ان سے کہہ دینا کہ فلاں روز دن دس بجے کے قریب آؤ... کھانا کھا کر آؤ اور اگر اس وقت کسی

Marfat.com

وجہ سے بیعت نہ کرسکوں تو رات کو ٹھہرو... مگر اپنا انتظام ٹھہرنے کا خود کرنا ہوگا... شب کا کھانا لانا ہوگا... ان شرائط کے ساتھ آسکتی ہو... یہ سب باتیں تفصیل سے کہہ دینا اگر زبانی یاد نہ رہیں تو ایک پرچہ بطور یادداشت لکھ لو... اگر اس کے خلاف ہوا تو آپ ذمے دار ہوں گا... میں ذمے دار نہ ہوں گا، صاف بات ہے...

فرمایا: آج کل پیروں نے اُصول چھوڑ دیئے، وصول پر پڑ گئے... اس لئے نفع دینی کا حصول نہیں ہوتا... (الافاضات ج۱)

میں سائل کی نہیں حدود کی رعایت کرتا ہوں

فرمایا: من جملہ میری اور بے مروتیوں کے یہ بھی ہے کہ میں جواب میں سائل کی خواہش کی رعایت نہیں کرتا... حدود کی اور سائل کی مصلحت کی رعایت کرتا ہوں... میں نے خط کے جواب میں لکھ دیا ہے کہ ابھی اس کی تحقیق کا وقت نہیں... جب کچھ کام کر لو گے تب جواب میں لطف آئے گا... اور اب تو مجھ کو سوال ہی میں مزا نہیں آیا... تم کو جواب میں کیا مزا آئے گا... یہی وجہ ہے کہ میں بغرض تربیت آنے والوں کے لئے قید لگا دیتا ہوں کہ بولا مت کرو... اس لئے کہ بدوں ذوق کے بولنا مناظرے کی سی صورت اختیار کر لیتا ہے اور یہ اس طریق میں بے حد سخت مضر ہے... یہ وہ اصول ہیں کہ طالب علمانہ مباحث سے قیامت تک حل نہیں ہو سکتے... (الافاضات ج۱)

قرض کی یادداشت لکھنے کا معمول

فرمایا: میرا ایک معمول یہ بھی ہے کہ قرض کی یادداشت کے لئے ایک کاپی الگ بنا رکھی ہے جس کو قرض دیتا ہوں اس میں لکھ لیتا ہوں... اور جس پرچے کے ذریعے سے لیتا ہے وہ پرچہ بھی محفوظ رکھتا ہوں اور وصول ہونے پر پرچہ واپس کر دیتا ہوں اور اس رقم کو باقساط (قسط وار) ادا کرنے والے کے سامنے اس میں وصول لکھ لیتا

Marfat.com

ہوں... اور اس کو دکھا دیتا ہوں کہ دیکھو یہ وصول لکھ لیا ہے اس میں بڑی مصلحت ہے... ہر دو طرف اطمینان ہو جاتا ہے... جو کام اصول کے ماتحت ہوگا اس میں کبھی الجھن یا پریشانی نہ ہوگی... آج کل بد انتظامی کا نام بزرگی رکھ لیا ہے (الافاضات ج۱)

خطاب خاص کی صورت میں سفارش نہ کرنا

فرمایا: ایک صاحب چینی یہاں پر مہمان ہیں... بے چارے حاجت مند ہیں... مجھ سے کہتے تھے کہ خطاب عام کی صورت میں کچھ لکھ دیا جائے... میں نے کہا: مجھے انکار نہیں... مسودہ لکھ کر آپ مجھے دیدیں... میں آپ کو اپنی عبارت میں نقل کر کے دیدوں گا... اس سے پہلے ایک خاص شخص سے ایک سفارش کرنے کو کہتے تھے... اس سے میں نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ میرے معمول اور مسلک کے خلاف ہے... آج کل خطاب خاص کی صورت میں سفارش کرنے کو میں پسند نہیں کرتا... اس سے دوسرے پر بار ہوتا ہے... میں اس کو گوارا نہیں کرتا (الافاضات ج۱)

مضمون پر خط کھینچ کر جواب لکھنے کا معمول

فرمایا: میری عادت ہے کہ جو خط آتا ہے اسی مضمون پر خط کھینچ کر جواب لکھ دیتا ہوں... اس پر ایک شخص نے لکھا تھا کہ میرے ہی خط پر آپ نے لکھ دیا... میری بڑی اہانت کی... فرمایا: بندۂ خدا میں نے تو اعانت کی... اہانت نہیں کی... ایسے خوش فہم دنیا میں آباد ہیں... (الافاضات ج۱)

قدم قدم پر قیود و شرائط کا فائدہ

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت سمجھ میں نہیں آتا یہاں پر قدم قدم پر قیود اور شرائط ہیں... ہر ہر بے عنوانی پر محاسبہ اور مؤاخذہ ہے... ڈانٹ ہے ڈپٹ ہے... مگر لوگ ہیں کہ چپٹتے ہیں ٹلتے نہیں...

Marfat.com

فرمایا: ایسی حالت میں اہل محبت اور اہل فہم ہی ٹھہر سکتے ہیں... اور میرا مقصود ان سب چیزوں سے اپنی اور دوسروں کی راحت ہے... اور جو کچھ کہتا سنتا ہوں اس کا منشا محبت اور آنے والوں کی اصلاح ہے... اگر یہ قیود اور شرائط اور ڈانٹ ڈپٹ نہ ہوتی تو یہاں پر ایک ہجوم ہوتا... خصوص اہل دنیا کا... کوئی تعویذ مانگتا، کوئی کچھ، کوئی کچھ، یہ ضروری کام خدا کے فضل سے ہو گئے ہیں... ہجوم کی بدولت ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا... اس لئے ضرورت تھی ایسی قیود کی... اور اسی وقت میں آنے والوں کی بحمد اللہ خدمت بھی ہوتی رہتی ہے... (الافاضات ج ۱)

میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتا

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت قصبے میں ایک عالم مدرس کی ضرورت ہے... اگر حضرت، مولوی صاحب سے فرمادیں اور وہ قبول فرما لیں تو اہل قصبہ کو امید ہے کہ ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا...

فرمایا: فرمانا تو بڑی چیز ہے میں تو ایسے معاملات میں رائے بھی کسی کو نہیں دیتا بلکہ خود صاحب معاملہ کے مشورہ لینے پر بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھ کو آپ کے مصالح اور حالات کا کما حقہ علم نہیں... میں مشورہ سے معذور ہو... آپ خود اپنے مصالح پر نظر کر کے جو اپنے لئے بہتر مناسب خیال کریں عمل کر لیں... ہاں! دعا سے مجھے انکار نہیں... عافیت اسی میں ہے... میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتا... ہر شخص کو آزادی ہے...

البتہ شریعت کے خلاف وہ کام نہ ہو پھر اجازت ہے... مولوی صاحب یہاں پر موجود ہیں ان سے خود تمام معاملات طے کر لئے جائیں... میرا معمول ہے کہ اگر دونوں طرف جائز بات ہو تو کسی جانب پر مجبور نہیں کرتا بلکہ دونوں طرف آزادی دیتا ہوں... حتی کہ اگر کسی ایک شق میں میری بھی کوئی مصلحت ہو تب بھی اپنے مصالح پر ان کے مصالح کو ترجیح دیتا ہوں... اور نہایت صفائی کے ساتھ اپنی اس تخییر کو ظاہر

Marfat.com

کر دیتا ہوں... اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنے بزرگوں کی دعا کی برکت سے میری کوئی بات الجھی ہوئی نہیں ہوتی... ہر بات نہایت صاف ہوتی ہے... اگر مخاطب میں ذرا بھی فہم ہوتو فوراً سمجھ میں آجاتی ہے... (الافاضات ج۱)

راحت کی تدبیر سے راحت پہنچتی ہے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے میری اس شکایت پر کہ کھڑے ہوکر وعظ کہنے میں تکان ہوتا ہے بیٹھ کر وعظ کہنے کو فرمایا تھا...

اس تدبیر پر عمل کرنے سے بڑا فرق معلوم ہوا...

فرمایا: جی ہاں! راحت کی تدبیر سے تو راحت پہنچتی ہی ہے... (الافاضات ج۱)

جو چیز جہاں سے لیتا ہوں وہیں رکھتا ہوں

فرمایا: لوگوں کی صفائی اور انتظام کی تو عادت نہیں الجھی ہوئی طبیعتیں ہیں میرا تو گھر میں بھی یہی معمول ہے... جو چیز جہاں سے اپنے ہاتھ سے لیتا ہوں وہیں رکھتا ہوں... مثلاً قلم دان، دیا سلائی گھر میں جہاں سے اٹھاتا ہوں وہیں خود رکھتا ہوں...

دوسرے پر اس کام کو نہیں چھوڑتا... جی یہ چاہتا ہے کہ اصول صحیحہ کا میں بھی تابع رہوں اور دوسروں کو بھی ان ہی کا تابع بناؤں... (الافاضات ج۱)

دوسرے کے ماتحتوں کے متعلق اصول

فرمایا: میں کسی شخص سے جس کا دوسرے کے ساتھ ماتحتی کا تعلق ہو خود اپنے اثر سے کام نہیں لیتا... جو جس کا ماتحت ہوتا ہے اس کی اجازت سے کام لیتا ہوں... گو وہ شخص جس سے اجازت حاصل کی جاتی ہے خود میرا ماتحت ہو... اس سے انتظام میں گڑبڑ نہیں ہوتی... یہ اصولی بات ہے... (الافاضات ج۲)

Marfat.com

دین کا ایک اصول لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ

فرمایا: جس شخص میں دو صفتیں ہوں گی دین اور عقل، وہ ہمیشہ غالب رہے گا...

ایک بار ہرقل کے دربار میں سفیر اسلام آیا... اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات دریافت کئے ... تو ان سفیر اسلام کا جواب سنئے: فرماتے ہیں کہ ہمارے امیر المومنین کا مختصر حال یہ ہے لَا یَخْدَعُ وَلَا یُخْدَعُ نہ دھوکا دیتے ہیں اور نہ دھوکا کھاتے ہیں... ہرقل ان جملوں کو سن کر حیران رہ گیا... اور دربار عام میں یہ بات کہی کہ ان کے خلیفہ وقت میں یہ دو صفتیں ہیں کہ نہ کسی کو دھوکا دیتے ہیں جو دلیل ہے ان کے دین کی... نہ کسی کے دھوکے میں آتے ہیں جو دلیل ہے ان کی عقل کی... سو جس میں یہ دو باتیں جمع ہوں گی ساری دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی... (الافاضات ج۲)

پورے ملک کو مدرسہ بنانے کی تدبیر

فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قانون مقرر کر کے کیا اچھا انتظام کیا تھا کہ سارے ملک کو درس گاہ بنا دیا تھا... وہ یہ کہ انہوں نے حکم دیا کہ بازار میں بجز ایسے شخص کے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں جو مسائلِ فقہیہ نہ جانتا ہو... (یعنی بازار میں وہ بیٹھے جو فقہی مسائل جانتا ہو)

مطلب یہ تھا کہ جو خریدار ان سے معاملہ کریں گے ان کو بھی مسائل سے آگاہی ہو جائے گی... اس طرح سے بلا مشقت تمام ملک مدرسہ ہو جائے گا...

سو وہ سارے ملک کو مدرسہ بنانا چاہتے تھے... اور آج کل بقول مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ مولویوں میں یہ کمی ہوگئی ہے کہ پڑھ کر یا تو دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں یا ذکر و شغل میں... درس و تدریس چھوڑ بیٹھتے ہیں... تو وہ اپنے مقام کو بھی مدرسہ نہیں بناتے... (الافاضات ج۲)

Marfat.com

دین ودنیا کے انتظام والی کتاب

فرمایا: میں اپنی تمام تصنیفات میں رسالہ "حیات المسلمین" کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں کیونکہ اس میں قیامت تک کیلئے مسلمانوں کے دین ودنیا کا انتظام ہے لیکن بعض ثمرات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بدوں جماعت کے مرتب نہیں ہو سکتے ...جیسے نماز میں جماعت کے فضائل ہیں... مگر جب تک سب جمع ہو کر نہ پڑھیں وہ فضائل حاصل نہیں ہو سکتے... ایسے ہی حیات المسلمین کے اعمال کے ثمرات بدوں کثرت سے مسلمانوں کے جمع ہوئے اور عمل کئے حاصل نہیں ہو سکتے...

اگر سب مسلمان اس کی تعلیم پر عمل کریں... اور اس کو اپنا دستور العمل بنا لیں... تو میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ دین ودنیا میں ان کو اعلیٰ درجے کی کامیابی اور فتح نصیب ہو... (الافاضات ج۲)

خط کا بچا ہوا کاغذ ردّی میں نہ ڈالا جائے

فرمایا: ایک خط میں جو واپسی کا نہیں تھوڑا سا سادہ کاغذ ہے... جی نہیں چاہتا کہ اس کو ردی میں ڈال دیا جائے، دو تین تعویذوں ہی کے کام آجائے گا اور جو خط واپسی کا ہوتا ہے... اس کا زائد کاغذ بھی واپس کر دیا جاتا ہے... (الافاضات ج۲)

سب کام اعتماد سے چلتا ہے

فرمایا: سب کام اعتماد پر ہوتے ہیں اگر اعتماد نہ ہو تو کوئی کام بھی نہ ہو... مثلاً اگر مریض کو طبیب پر اعتماد نہ ہو کبھی کام نہیں چل سکتا... اعتماد بڑی چیز ہے...

عدم اعتماد سے ہمیشہ پریشانی ہی رہے گی... مثلاً طبیب مریض سے کہے کہ تم صحت یاب ہو گئے یہ کہے نہیں... یا طبیب کہے، کہ مرض باقی ہے... مریض کہے، نہیں ایسی حالت میں سوائے پریشانی کے اور کیا ہوگا؟ (الافاضات ج۲)

Marfat.com

دوسرے کی شرکت والا کام ہوتا نہیں

فرمایا: آج ایسے کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی جس میں دوسرے کی شرکت کی ضرورت ہو... آج کل تجربہ سے معلوم ہوا کہ وہ کام ہوتا ہی نہیں جس میں مختلف طبائع کے لوگ جمع کیے جائیں... (الافاضات ج ۳)

بڑے کی بات میں دخل دینا بے ادبی ہے

ایک صاحب کی غلطی پر حضرتِ والا مواخذہ فرما رہے تھے... ان سے جواب طلب ہو رہا تھا وہ صاحب خاموش تھے...

ایک صاحب نے جو مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ان سے خطاب کیا کہ آپ جواب دیجیے! اس پر حضرت والا نے ان سے فرمایا: بس آپ دخل نہ دیجئے.. آپ کو میں نے وکیل نہیں بنایا.. آپ کیوں دخل در معقولات دیتے ہیں... اس طرز میں بڑی خرابیاں ہیں...

ایک مفسدہ (خرابی) تو یہ ہے کہ ایک غریب پر چہار طرف سے ہنگامہ ہو جاتا ہے... جس سے اس کی دل شکنی ہوتی ہے...

دوسرے یہ کہ مخاطب کو مجھ سے تو محبت ہے اس لئے اس کو میری ہر بات گوارا ہو گی اور تم سے محبت نہیں اس لئے (آپ کی بات سے) اس کو ناگواری ہو گی...

اور ایک تیسری بات ان دونوں سے باریک ہے جس پر بدوں غور کے نظر پہنچنا مشکل ہے... وہ یہ کہ میری اس میں اہانت ہے کہ تو کافی نہیں... ہمارے جوڑ لگانے کی ضرورت ہے... (الافاضات ج ۳)

اصول میں راحت ہے اور ایک واقعہ

فرمایا: میں الٰہ آباد گیا ہوا تھا... تعویذوں کی فرمائش ایسے وقت ہوئی کہ وہ وقت عین چلنے کا تھا... میں نے کہا اس کی صورت یہ ہے کہ کاغذ دوات اسٹیشن پر

Marfat.com

ساتھ لے چلو... میں ریل میں بیٹھ کر لکھوں گا... اور جب گاڑی چل دے کاغذ قلم دوات واپس کر کے میں بھی چل دوں گا...

چنانچہ ریل میں بیٹھ کر لکھتا رہا جب ریل روانہ ہوئی قلم دوات حوالہ کر کے میں بھی روانہ ہو گیا... تو اُصول سے بڑی راحت ملتی ہے... آج کل یہی بات نہیں رہی اُصول اور ضابطوں سے لوگ گھبراتے ہیں... اور میں بے اصولی اور بے قاعدہ باتوں سے گھبراتا ہوں... کیونکہ دوسروں کے کام کے ساتھ اپنی بھی کچھ مصلحتیں ہیں... آرام بھی ہے... کوئی کام بھی ہے کس طرح دوسروں کا پابند ہو جاؤں... (الافاضات ج ۳)

ہدیے کی پابندی سے گرانی ہوتی ہے

فرمایا: یہاں آنے والوں، اور رہنے والے اور جو مجھ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان سب سے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری آزادی میں خلل نہ ڈالیں...

اور حدود شریعت سے تجاوز نہ کریں... عمل کا التزام رکھیں... ہدیے کی پابندی نہ کریں اس سے مجھ پر گرانی ہوتی ہے... پھر خدا کی ذات سے اُمید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ محرومی نہ ہو گی... (الافاضات ج ۴)

مدرس کے احترام کی ایک صورت

فرمایا: آج کل عدل اور حفظ حدود کی بے حد کمی ہے... مجھ کو بحمد اللہ اس کا بڑا خیال رہتا ہے... مثال کے طریق پر ایک بات عرض کرتا ہوں گو بظاہر ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی طالب علم داخل ہونے آتا ہے تو میں ان کے احترام اور اعزاز کو ملحوظ رکھتا ہوں... اور کبھی کبھی جو بلا لیتا ہوں وہ اس لئے کہ کہیں ان میں عجب نہ پیدا ہو جائے اور یہ نہ سمجھنے لگیں کہ ہم میں بھی مخدومیت کی شان ہے... یہ باب تربیت بھی نہایت ہی دقیقی ہے... ہر بات کی دقیق دقیق رعایت کرنی پڑتی ہے (الافاضات ج ۴)

Marfat.com

تنخواہ دار ملازموں کے ساتھ سلوک

فرمایا: میں کیا عرض کروں؟ دوسروں سے تو میں کیا خدمت لے سکتا ہوں...اور کسی کو کیا ستا سکتا ہوں؟ میں نے تو اپنے تنخواہ دار ملازموں تک سے کہہ رکھا ہے کہ جو کام نہ کر سکو صاف کہہ دو کہ ہم نہیں کر سکتے...مجھ کو اس پر کوئی ناگواری نہ ہوگی...

چنانچہ بعضے کاموں سے وہ بے تکلف انکار کر دیتے ہیں جس سے مجھ کو بحمد اللہ کوئی ناگواری نہیں ہوتی تو جس شخص کا اپنے تنخواہ دار ملازموں کے ساتھ یہ برتاؤ ہو وہ دوسروں سے تو کیا کام اور خدمت لے سکتا ہے...

اسی لئے میں قریب قریب اپنے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں...مجھ کو اس کا بے حد خیال رہتا ہے کہ کسی کو میری وجہ سے تکلیف نہ ہو...(الافاضات ج ۴)

ازخود مشورہ نہ دینا چاہئے

فرمایا: خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ مشورہ لیتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

فرمایا: مشورہ دے دینا چاہئے ایک مسلمان کی اعانت ہے...ہاں ازخود مشورہ نہ دینا چاہئے...بعض خیرخواہ ہمدردی کی وجہ سے ازخود مشورہ دے دیتے ہیں...

جس کا انجام اکثر بہت برا ہوتا ہے...البتہ اگر کوئی خود پوچھے مسلمان ہے اعانت کرنا چاہئے...اور مشورہ دے دینا چاہئے...مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اگر تمہاری سمجھ میں بھی یہ مشورہ آ جائے تو اس پر عمل کرنا...ہماری رائے سمجھ کر مت کرنا...ورنہ اس کا ہم پر کلفت کا اثر ہوگا...(الافاضات ج ۴)

منی آرڈر کے کوپن پر مد لکھنا ضروری ہے

فرمایا: کل ایک صاحب نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میں ایک منی آرڈر بھیجوں گا اور اس خط میں منی آرڈر کی رقم کے متعلق تفصیل بھی درج تھی کہ کس کس مد

Marfat.com

میں کتنا کتنا روپیہ صرف کیا جائے؟ میں نے لکھ دیا ہے کہ میں آپ کے اس خط کو محفوظ نہیں رکھ سکتا... اگر اس منی آرڈر کے کوپن میں یہ تفصیل درج ملی تو میں اس منی آرڈر کو وصول کرلوں گا... ورنہ واپس کردوں گا...

پھر فرمایا: میں پہلے منی آرڈر کے انتظار میں ایسے خطوط کو محفوظ کرلیتا تھا... مگر بارہا ایسا ہوا کہ خط مدت دراز تک رکھا رہا... اور منی آرڈر ندارد... کہیں کچھ، کریں کچھ، لکھ تو دیتے ہیں کہ منی آرڈر بھیجوں گا جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قریب ہی آجائے گا... لیکن پھر بھیجا ہے نہیں... مجھے تو امانت رکھنے کی زحمت فضول ہی اُٹھانی پڑی... ان تجربوں کی بنا پر میں نے یہ معمول مقرر کرلیا ہے... (الافاضات ج ۴)

بات بتا کر پوچھ لینا چاہئے

فرمایا: میرا قاعدہ ہے اور دوسروں کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ بات کہہ کر مخاطب سے اعادہ کرالینا چاہئے تاکہ غلط فہمی کا شبہ نہ رہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہر کام اور ہر بات میں سلیقے کی ضرورت ہے... سلیقے سے طبیعت پر اچھا اثر ہوتا ہے... (الافاضات ج ۴)

صفائی معاملات کی ایک عمدہ صورت

فرمایا: معاملے کی صفائی نہایت ہی برکت اور راحت کی چیز ہے... میں تو نصف سلوک معاملے کی صفائی میں سمجھتا ہوں... بھائی اکبر علی مرحوم جب مولوی شبیر علی کے یہاں پڑھتے تھے ان کے اخراجات کے لئے رقم بھیجتے تھے...

میں پیسے پیسے کا حساب لکھ کر بھیجتا تھا تو ایک مرتبہ بھائی مرحوم کو ناگواری ہوئی اور لکھا کہ اس میں اجنبیت معلوم ہوتی ہے... ایسا کیوں کرتے ہو؟

میں نے لکھا کہ بھائی تم سمجھے نہیں... مثلاً تم نے ایک مرتبہ چار مہینے کا خرچ اندازہ کرکے پچاس روپے بھیجے اور وہ یہاں پر دو مہینے میں صرف ہوگئے... اس لئے

Marfat.com

کہ کتاب ہے کپڑا ہے... دوا دارو ہے... پھر ہم نے یہاں سے اطلاع کی تو تم کو وسوسے کے درجے میں شبہ ہو سکتا ہے کہ چار ماہ کا خرچ بھیجا تھا کیا ہوا دو ہی مہینے میں صرف ہو گیا؟ تو ایسی صورت کیوں اختیار کی جائے جو شبہ یا وسوسہ پیدا کرے... گو تم اس وسوسے پر عمل نہ کرو مگر وسوسہ اور شبہ تو ہو سکتا ہے...

اس پر سمجھ گئے اور لکھا کہ تم صحیح سمجھے میں ہی غلطی پر تھا... فہم بھی بڑی چیز ہے... ایک ہی مرتبہ میں سمجھ گئے... (الافاضات ج ۵)

علماء کو مالیات میں پڑنا مناسب نہیں

فرمایا: نہ میں کسی کی امانت رکھتا ہوں اور نہ کسی کے فیصلے میں پڑتا ہوں... دونوں سے مجتنب (دور) رہتا ہوں... اپنا معمول قولاً و عملاً ظاہر کر دینے کے لئے ایسی ہی صفائی کی ضرورت ہے... اور یہی اکثر لوگوں میں نہیں ہے... اسی کو میں روتا ہوں... (الافاضات ج ۵)

روپے کی قدردانی اور حسنِ اعتدال

فرمایا: روپیہ میں چوں کہ تصویر ہوتی ہے اس لئے وہ کوئی احترام کی چیز نہیں مگر چوں کہ اس میں دوسری حیثیت بھی ہوتی ہے اور وہ حیثیت اس کا خدا کی نعمت ہونا ہے اس لئے جس ہاتھ میں روپیہ ہوتا ہے میں اس ہاتھ میں جوتا نہیں لیتا... کیونکہ خدا کی نعمت کی قدر کرنا چاہئے...

اس کے قابل قدر کی ایک فرع یہ بھی ہے کہ اس زمانے میں خصوصیت کے ساتھ اس کی ضرورت ہے کہ کچھ نقد اپنے پاس جمع رکھے تاکہ حاجت کے وقت تنگی اور تشویش نہ ہو... اور اس تنگی سے دین میں خلل نہ ہو... تو روپے کو حفاظت دین کا ذریعہ بنانا اس کی اعلیٰ درجے کی قدردانی ہے... مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کی اتنی قدر کرو کہ دین کی بے قدری ہونے لگے... اگر دونوں کو جمع نہ کر سکو تو پھر اس کو دین پر نثار کر دو... (الافاضات ج ۵)

Marfat.com

رعایت کرنے والے کی رعایت ہوتی ہے

فرمایا: رعایت اس کی ہوتی ہے جو ہماری بھی رعایت کرے... مگر اس کی فکر ہی نہیں اور یہ بےفکری ایسی چیز ہے کہ دوسرے کو جو اذیت پہنچتی ہے وہ اس بےفکری کی بدولت پہنچتی ہے... اگر فکر ہو، اہتمام ہو، خیال ہو تو کبھی دوسرے کو اذیت نہ ہو...

لیکن لوگوں کی بےفکری اور بے پروائی کی اصلاح کہاں تک کی جائے؟ عادتیں پڑی ہوئی ہیں... چھوٹنا مشکل ہے... اس بے حسی کا کیا علاج ہے کہ نہ اپنی تکلیف کا احساس نہ دوسرے کی تکلیف کا احساس... (الافاضات ج ٦)

آپس والوں سے برتاؤ کرنے کا طریق

فرمایا: میں جس زمانے میں کانپور میں تھا... میرے ایک عزیز ماموں زاد بھائی تھے جو فتح پور ہسوہ میں پڑھاتے تھے فارسی کے استاد تھے... کان پور میں ملنے آیا کرتے تھے... ان کی قابلیت کی وجہ سے مدرسے والوں نے چاہا کہ ان کو مدرسے میں رکھ لیا جائے... میں نے کہا کہ نہ بھائی میں پسند نہیں کرتا کیونکہ غیروں کے ساتھ تو اگر رعایت کروں تو کسی کو کچھ شکایت نہیں... اور اس کو احسان سمجھا جاتا ہے...

اگر مؤاخذہ کروں تو ان کو ناگواری نہیں ہوتی... مگر آپس والوں کے ساتھ ہر قسم کے معاملات خرابی کا باعث ہوتے ہیں... (الافاضات ج ٦)

باریک قلم اور پھیکی روشنائی سے خط لکھنا

فرمایا: ایک خط آیا ہے... ایسے باریک قلم سے لکھا ہے کہ پڑھنا مشکل ہے اور اس پر مزید برآں کہ روشنائی بھی پھیکی ہے... یہ بےتمیزیاں ہوگئی ہیں... اس کا مطلق خیال نہیں رہا کہ ہماری اس حرکت سے دوسرے کو تکلیف ہوگی... (الافاضات ج ٦)

Marfat.com

دوسرے کوراحت پہنچانے کا ایک واقعہ

فرمایا: آج فلاں خاں صاحب کے مرید کی کتاب واپس کردی...

تین آنے کے ٹکٹ اپنے پاس سے صرف کرنے پڑے ...ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے بیرنگ کیوں نہ روانہ کردی؟

فرمایا: مجھ کو بھی اس کا خیال تو ہوا تھا...مگر دو وجہ سے اس پر عمل نہ کرسکا...ایک تو یہ کہ اگر نہ وصول کی تو مجھ کو ہی دینا پڑیں گے...

دوسرے یہ کہ وہ تو دل سے اس مؤنت پر راضی نہ تھے...اور میں ان پر بار ڈال رہا ہوں...تو اس کے جواز میں مجھے شبہ ہوا...اس لئے ٹکٹ لگا دینا ہی مناسب سمجھا...وہ لوگ ایسا نہیں کرسکتے...مگر الحمدللہ ہم کو تو خدا کا خوف ہے...(الافاضات ج ٦)

کبھی کسی اُلجھن میں مت پڑو

فرمایا: انسان کی خاصیت یہ ہے کہ دوسروں کی تنقیص کی کوشش کرتا ہے...اپنی غلطیوں پر غور نہیں کرتا...اور نہ ان پر نظر ہوتی ہے...اسی لئے اکثر رائے میں غلطی ہوتی ہے...اور دوسرے کی رائے کو قبول نہیں کرتے...چنانچہ میں نے فلاں مدرسہ والوں کو مشورہ دیا تھا کہ ایک دم سب کے سب مدرسہ چھوڑ دیں...اگر اس وقت مدرسے والے اس مشورے پر عمل کرلیتے تو یہ سارے فتنے دب جاتے...اور پھر یہی مخالف لوگ مدرسے والوں کی خوشامد کرتے کہ تم ہی سب کچھ ہو...

مگر اہل مدرسہ کے نہ چھوڑنے سے دوسروں کو بھی ضد ہوگئی...اور جب انسان ضد پر اتر آتا ہے پھر حق ناحق کچھ نظر نہیں آتا...اور میں اسی واسطے ہمیشہ اپنے دوستوں کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ تم کبھی کسی الجھن میں مت پڑو...جہاں الجھن دیکھو ایک دم اس کام کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ...اصل مقصود تو دین کی خدمت ہے یہاں پر نہیں کہیں اور سہی...یہ کام نہ سہی اور کام دین کا سہی...(الافاضات ج ٦)

Marfat.com

ہر چیز میں حدود کی ضرورت ہے

فرمایا: تجربہ یہ ہے کہ روپیہ بدوں بخل کے جمع نہیں ہو سکتا اس لئے تھوڑی سی صفت بخل ہر شخص میں ہونے کی ضرورت ہے، مگر یہ بخل لغوی ہوگا... شرعی نہ ہوگا... جیسے اگر رات کو کوئی سفر کرے تو اتنا خوف ہونا ضروری ہے کہ اپنے مال کی حفاظت کر سکے یہ ظاہر ہے کہ سخاوت محمود چیز ہے مگر معصیت میں صرف کرنا گولغتاً یہ بھی سخاوت ہی ہے مگر شرعاً مذموم ہے... جیسے نماز روزہ دوپہر کو محمود نہیں... روزہ عید کے دن محمود نہیں...

سونے کے وقت جب کہ نیند کا غلبہ ہو اور الفاظ غلط نکلنے لگیں... ذکر اللہ کو منع فرمایا گیا ہے... تو یہ ذکر بھی اس وقت محمود نہ ہوگا ہاں ایمان ایک ایسی چیز ہے کہ وہ ہر قت اور ہر ساعت میں محمود ہے... میرا ایک وعظ ہے "حرمات الحدود" اس میں یہی بات ثابت کی گئی ہے کہ خشیت میں، شوق میں، بخل میں، سخاوت میں، عداوت میں دوستی میں، ہر چیز میں حدود کی ضرورت ہے... (الافاضات ج ۶)

میں اپنے معاملہ میں کسی کو واسطہ نہیں بناتا

فرمایا: میرا ایک معمول یہ ہے کہ ہر شخص سے معاملہ خود کرتا ہوں... کسی کو واسطہ نہیں بناتا... اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ واسطے کے متعلق لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ اس کو بھی کوئی دخل ہے... اگر لوگوں کو کسی کا دخل معلوم ہو جائے تو پھر رشوتیں چلنے لگیں... میں نے اپنے بزرگوں کے یہاں خادموں کو لوگوں سے فرمائش کرتے ہوئے خود دیکھا ہے... میں ایسی باتوں پر مؤاخذہ کرتا ہوں... اور اس قسم کے تعلقات کو پسند نہیں کرتا... (الافاضات ج ۶)

گھر والوں کے لئے راحت کی تدبیر

فرمایا: گھر والوں کا معمول تھا کہ جب میں گھر جاتا تب میرے لئے تازی اور گرم روٹی پکاتیں... مجھ کو اس سے تنگی ہوتی کہ ان کو میری وجہ سے تکلیف ہے... میں

Marfat.com

نے کہا کہ میں گرم روٹی نہ کھاؤں گا ایک گھنٹے کی رکھی ہوئی ٹھنڈی روٹی کھاؤں گا...تب گھر والوں نے وہ عادت چھوڑ دی...گو بلا التزام اب بھی ایسا ہو جاتا ہے...

ایک یہ کہ وقت پر کھانا نہ کھایا، یا دوسرے وقت کے لئے رکھ دیا گیا تو کہہ دیتا تھا کہ تم بے فکر ہو جاؤ اور متعین جگہ رکھ کر بتلاؤ میں خود اپنے ہاتھ سے لے کر کھالوں گا...غرض ان کو ہر طرح فارغ کر دیا...(الافاضات ج۶)

سہولت کا انتظام، عقل ونقل کا تقاضا

فرمایا: عقل ونقل دونوں کا حکم ہے کہ سہولت کا انتظام کرو اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے، باقی بعضے نادان ہر انتظام کو سختی سمجھتے ہیں...جو سخت غلطی ہے...سختی وہ ہے کہ اصول سخت ہوں...اگر کوئی شخص کسی کو مضر (نقصان دینے والا) چیزوں سے بچنے پر مجبور کرے تو کیا اس کو سخت کہیں گے...میرے یہ تمام قواعد اور اصول راحت ہی کے لئے ہیں...تو ان کو سختی کہنا محض جہالت ہے...(الافاضات ج۶)

صحیح اُصولوں سے کام کرنے کا فائدہ

فرمایا: کئی روز ہوئے ایک شخص کا خط آیا تھا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ ہیں، یہ میرا عقیدہ ہے...میں نے جواب میں لکھا تھا کہ اس کی کیا دلیل ہے؟

آج خط آیا ہے... پہلا خط بھی ساتھ ہے لکھا ہے کہ میں نے ایک صاحب سے خط لکھوایا تھا اور ان سے اس عنوان سے کہا تھا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال ہے انہوں نے کہا کہ یہ عنوان صحیح نہیں... بلکہ اس طرح تعبیر کیا کرتے ہیں جس طرح لکھا گیا وہ لکھے پڑھے شخص ہیں...اس لئے میں خاموش ہو گیا...ورنہ نہ میرا یہ عقیدہ ہے اور نہ میرے پاس اس کی کوئی دلیل ہے...اب ایسے شخص سے خط لکھوالیا کروں گا جو وہاں کا صحبت یافتہ ہوتا کہ گڑبڑ نہ کرے...

Marfat.com

اس پر حضرتِ والا نے فرمایا کہ جو لوگ رعایتوں کا مشورہ دیتے ہیں اصل میں وہ بدخواہی کرتے ہیں اگر میں اس پر مواخذہ نہ کرتا تو وہ لکھنے والا شخص یہ کہتا کہ دیکھا اس طرح لکھا کرتے ہیں... اسی طرح تعبیر کیا کرتے ہیں... اور یہی عقیدہ صحیح ہے...

مصلح کو مشورہ دینا طبیب کو مشورہ دینا ہے... جس کا ہر شخص اہل نہیں... ہاں مریض کو مشورہ دینا چاہئے کہ طبیب سے رجوع کرے... (الافاضات ج ۷)

سفارش لکھنے کا عجیب انداز

فرمایا: ایک صاحب نے اپنے مدرسے کے لئے مجھ سے کسی مالدار سے سفارش چاہی تھی... میں نے بجائے ترغیب کے ان کو یہ لکھ دیا کہ یہ شخص بہت بڑے متدین ہیں... اگر کوئی مدرسہ میں کچھ دے گا یہ مدرسہ میں پہنچا دیں گے... باقی یہ ترغیب دینا یہ تو آج کل مانگنا ہے... مجھ کو اس سے بھی غیرت معلوم ہوتی ہے... (الافاضات ج ۷)

خانقاہ میں لین دین نہ کرنے کا اُصول

ایک صاحب نے جو کہ خانقاہ میں مقیم تھے دوسرے صاحب سے کوئی معاملہ لین دین کا کیا... جو اصول خانقاہ کے خلاف تھا اور وہ بھی ادھار، اس کی اطلاع حضرت والا کو ہوئی، تو ان صاحب کو بلا کر مواخذہ فرمایا کہ بدوں میری اطلاع اور میری اجازت کے ایسا کیوں کیا؟ پھر یہ بتلایئے کہ وہ بے چارے جانے والے ہیں... انتظار سے ان کی نجات کی کیا صورت ہے؟

عرض کیا کہ میں ابھی انتظام کروں گا فرمایا جاؤ، انتظام کرو اور اس کے بعد مجھ کو اطلاع دو... پھر حاضرین سے فرمایا کہ اس قدر اُصول پر بھی گڑبڑ کرتے رہتے ہیں مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے... کسی مجبوری یا بیماری وغیرہ میں ایسا کر لیتے ہیں ورنہ تو اکثر پابند ہی ہیں... (الافاضات ج ۷)

Marfat.com

دوسروں کی مصلحت کے خیال کرنے کا ایک نمونہ

فرمایا: میں تو دوسروں کی مصلحت کی یہاں تک رعایت رکھتا ہوں کہ سودا سلف لانے کے لئے تو ملازم رکھ رکھے ہیں... لیکن اپنی ذاتی خدمت کے لئے کسی کو نہیں رکھا... محض اس مصلحت سے کہ اس میں اندیشہ ہے کہ لوگ اس کو مخصوص سمجھ کر کہیں اس کی آؤ بھگت نہ کرنے لگیں یا خود اس کا ہی دماغ خراب ہو جائے کہ میں مخصوصین (حضرت کے قریبی) میں سے ہوں... خادمان خاص کے بنانے میں بڑے مفسدے ہیں...

ایک صاحب نے عرض کیا: اس صورت میں حضرت کی مصلحت فوت ہوتی ہے کہ ہر کام حضرت کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے... فرمایا: دوسروں کے مفسدے کے مقابلے میں میری مصلحت کوئی چیز نہیں... (الافاضات ج ۸)

سودا اُدھار لینے کی رسم

فرمایا: سودا اُدھار لینے میں معصیت کا درجہ تو نہیں جب کہ اس میں سود نہ ہو مگر دنیا کا خسارا تو ہے... یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ادھار میں آٹھ آنے کی چیز بارہ آنے میں لیتے ہیں... حتی الامکان اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے... بعض لوگوں میں یہ مرض بھی ہوتا ہے کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے خانگی اشیاء ادھار خریدتے ہیں... (الافاضات ج ۸)

دینی مشغولی دنیوی انتظام سے مانع نہیں

فرمایا: اگر انسان کو کسی دین کے کام میں مشغولی ہو اور اس وجہ سے وہ اپنے دنیوی کاروبار کی دیکھ بھال نہ کر سکے تو یہ بھی اس کی کوتاہی ہے... کیونکہ دین کے اندر مشغولی دنیوی امور کے انتظام سے مانع نہیں بلکہ اور داعی ہے کیونکہ اس انتظام سے دین میں بھی اعانت ہوتی ہے... لیکن جو شخص دین کے کام میں بھی مشغول نہ ہو اور پھر وہ اپنی دنیا کے انتظام کی طرف توجہ نہ کرے تو اس کے پاس تو کوئی عذر ہو ہی نہیں سکتا... (الافاضات ج ۹)

Marfat.com

سفارش کرنے کا ایک بے خطر طریق

فرمایا: چند روز سے میں نے ایک بہت بے خطر طریقہ سفارش کرنے کا نکال لیا ہے... سفارش چاہنے والے سے کہہ دیتا ہوں کہ جس سے تم میری سفارش چاہتے ہو اس کے نام پہلے تم خود ایک درخواست لکھ لاؤ...

اور ان سے جو کچھ التجا کرنی ہے وہ اس میں تحریر کردو پھر میں اپنی معلومات کے مطابق اس پر اپنی تصدیق لکھ دوں گا... کیونکہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ خود رہیں...

مخدوم بنے ہوئے اور ہمیں بنائیں خوشامدی... میں کیوں خواہ مخواہ التجا کروں... التجا تو وہ خود کرے جس کی غرض ہو...

باقی تصدیق سفارش کرنے والا کردے... (الافاضات ج۹)

جس سامان میں کوئی چیز آئی اس کو واپس کرنا چاہیے

ایک صاحب نے کچھ ہدیہ ایک معمولی سی ٹوکری میں رکھ کر پیش کیا

ان کے چلے جانے کے بعد خادم سے فرمایا

کہ گو یہ ٹوکری بہت معمولی سی ہے لیکن اس کو واپس دے آنا...

پھر حاضرین سے فرمایا کہ میں ایسی چیزوں کے لئے یہ بھی نہیں پوچھتا کہ واپس ہوگی یا نہیں؟

بلکہ واپس ہی کردیتا ہوں... پھر اگر ان کا ارادہ واپس لینے کا نہ ہو تو واپسی کے وقت بھی تو دے سکتے ہیں پوچھنے میں تو یہ احتمال ہے کہ دراصل خیال تو واپس لینے کا ہو لیکن پوچھتے وقت اس ارادے کو ظاہر کرتے ہوئے شرمائیں اور بادل نخواستہ رکھ لینے کے لئے کہہ دیں... (الافاضات ج۱۰)

Marfat.com

بطور یادگار کوئی چیز دینے کا طریق

ایک رئیس زادے کا ایک ادنیٰ کرتا دیا ہوا ان کی رضامندی سے واپس فرمایا تو اس خیال سے کہ ان صاحب کی دل شکنی نہ ہو یہ تحریر فرمایا:

اس کو بطور یادگار محبت کے اپنے پاس رکھیے گا... پھر فرمایا کہ میں نے یہ الفاظ ان کی خاطر سے لکھ دیئے ہیں تاکہ ان کو واپس لینے میں عار نہ ہو... اس پر عرض کیا گیا کہ وہ تو اس کو تبرک سمجھیں گے... فرمایا وہ جو کچھ سمجھیں... (الافاضات ج ۱۰)

قرعہ اندازی سے تقسیم بے خطر ہے

فرمایا: میں تقسیم کے وقت یہ کرتا ہوں کہ چیز کے حصے لگا کر رکھ دیئے... اور اس ڈھیر کے پاس ایک ایسے بچے کو جو زیادہ سمجھ دار نہ ہو بلا کر سب مستحقین کے نام پرچوں پر لکھ کر اس کو دے دیتا ہوں کہ ان میں سے کیف ما اتفق ایک ایک پرچہ نکال کر ہر حصہ پر رکھ دو... اب کسی کو شکایت نہیں ہر شخص سمجھتا ہے کہ جو چیز جس کے حصے میں آ گئی اپنی اپنی قسمت... (الافاضات ج ۱۰)

چندہ کے متعلق حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی رائے

فرمایا: چندہ کرنا علماء کا کام نہیں ہے یہ کام دنیا والوں کا ہے علماء اس طرح نہیں کر سکتے اور جو ایسا کرتے ہیں اچھا نہیں کرتے اس کا انتظام سب مسلمانوں کے ذمہ ہے ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ کام بھی کریں اور بھیک بھی مانگیں...

فرمایا: میں تو چندوں کی بابت علماء کا زبان سے کہنا بالکل پسند نہیں کرتا... لوگ بڑی تہمتیں لگاتے ہیں بالکل یہ سمجھتے ہیں کہ کھانے کمانے کے لئے مولویوں نے مدرسے کھول رکھے ہیں انکے دروازہ پر چندہ کے لئے کبھی نہ جائے...

واللہ اگر علماء آج دستکش ہو جائیں جیسا کہ اہل حق بحمد اللہ ہیں تو یہ بڑے

Marfat.com

بڑے متکبرین انکے سامنے سرتسلیم خم کریں بلکہ علماء کے لئے تو یہ مناسب ہے کہ اگر کوئی دنیاداران کے سامنے کوئی چیز پیش بھی کرے تو لینے سے انکار کردیں علماء کا وجود فی نفسہ ایسا محبوب تھا کہ اگر یہ کسی کے گھر چلے جاتے تو اس دن عید ہونی چاہئے تھی حالانکہ آج وہ دن یوم الوعید ہو جاتا ہے اور وجہ اس کی یہی ہے کہ ان طماعوں کی بدولت ہر عالم کی صورت دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کچھ مانگنے آئے ہونگے...

علماء کی تو وہ حالت ہونا چاہئے کہ مال اور جاہ دونوں کو آگ لگادو... اگر تم ان امراء کے دروازے پر جانا چھوڑ دو تو یہ خود تمہارے دروازے پر آئیں گے... (دعوات عبدیت' طریق النجات-تحفۃ العلماء)

ایک بزرگ کی سفارش کا واقعہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ.... غالباً حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کا واقعہ ....نام صحیح طور پر یاد نہیں .... ایک شخص ان بزرگ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ حضرت! میرا ایک کام رُکا ہوا ہے اور فلاں صاحب کے اختیار میں ہے اگر آپ اس سے کچھ سفارش فرمادیں.... تو میرا کام بن جائے تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا مولانا جن صاحب کا تم نام لے رہے ہو وہ میرے سخت مخالف ہیں اور مجھے اندیشہ یہ ہے کہ ....اگر میری سفارش ان تک پہنچ گئی تو اگر وہ تمہارا کام کررہے ہوں گے تو بھی نہیں کریں گے .... میں تمہاری سفارش کردیتا لیکن میری سفارش سے فائدہ ہونے کے بجائے الٹا نقصان ہونے کا اندیشہ ہے لیکن وہ شخص ان بزرگ کے پیچھے ہی پڑ گیا .....

کہنے لگا بس .... آپ لکھ دیجئے .... اس لیے کہ اگرچہ وہ آپ کا مخالف ہے لیکن آپ کی شخصیت ایسی ہے کہ اُمید ہے کہ وہ اس کو رد نہیں کریں گے .... ان بزرگ نے مجبور ہو کر ان کے نام ایک پرچہ لکھ دیا .... جب وہ شخص پرچہ لے کر

Marfat.com

وہاں پہنچا تو ان بزرگ کا جو خیال تھا وہ صحیح ثابت ہوا اور بجائے اس کے کہ وہ اس پرچہ کی کچھ قدر کرتا یا اس پر عمل کرتا .... اس اللہ کے بندے نے ان بزرگ کو گالی دے دی .... اب وہ شخص ان بزرگ کے پاس واپس آیا اور آ کر کہا کہ حضرت! آپ کی بات سچی تھی.... واقعۃً بجائے اس کے کہ وہ اس کی قدر و احترام کرتا .... اس نے تو الٹی گالی دے دی.... ان بزرگ نے فرمایا کہ اب میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کام بنا دے... فرمایا کہ سفارش اس طرح نہ کراؤ جس سے دوسرا آدمی مغلوب ہو جائے .... جس سے دباؤ پڑے.... یہ سفارش جائز نہیں.... اس لیے کہ سفارش کی حقیقت "توجہ دلانا" ہے کہ میرے نزدیک یہ شخص حاجت مند ہے اور میں آپ کو متوجہ کر رہا ہوں کہ یہ اچھا مصرف ہے اس پر اگر آپ کچھ خرچ کر دیں تو ان شاء اللہ اجر و ثواب ہوگا.... یہ نہیں کہ اس کام کو ضرور کرو .... اگر تم نہیں کرو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گا .... خفا ہو جاؤں گا.... یہ سفارش نہیں ہے .... یہ دباؤ ہے... (جلد ۱ص ۱۰۴)

معمولی جھگڑے کی وجہ سے ساری جائیداد ختم

کسی صاحب پر کسی شخص نے جھوٹی نالش روپیہ کی جعل بنا کر کر دی تھی اس کا مقدمہ چل رہا تھا... اسی مقدمہ بازی کے سلسلہ میں فرمایا کہ سنا گیا ہے کہ ایک شخص کی جائیداد اس کی وفات پر اس کے بیٹوں میں تقسیم ہوئی تمام جائیداد اور باغات وغیرہ با آسانی بٹ گئے مگر ایک امرود کے درخت پر جھگڑا ہوا...

آخر کار مقدمہ بازی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں کی تمام جائیداد ختم ہو گئی اور آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ درخت کو کاٹ کر لکڑیاں آپس میں تقسیم کر لیں... فرمایا: کاش! وہ پہلے آپس میں یہی فیصلہ کر لیتے...

التشرف اور سلطان ابن مسعود

فرمایا میں نے جو ایک کتاب لکھی ہے... التشرف حافظ جلیل احمد علی گڑھی

Marfat.com

(خلیفہ مجاز حضرت تھانوی) جب حج کو گئے تھے ...وہ کتاب ساتھ لے گئے تھے سلطان کے یہاں پیش کی تو چونکہ کتاب عربی عبارت میں ہے ...خود دیکھی اور دیکھ کر فرمایا ھذا یو افقنا... مگر کہنا تو یوں چاہیے تھا... نحن نو افقہ خیر بہت خوش ہوئے اور نام پتہ وغیرہ پوچھا انہوں نے سب عرض کر دیا...

فضول خرچی کا ثمرہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مسلمان اس زمانہ میں فضول اخراجات کی بدولت تباہ و برباد ہیں مگر اب تک یہ حالت ہے کہ فضول اخراجات سے نہیں رُکتے... فرمایا کہ یہی ہو رہا ہے پھر جب پیسہ پاس نہیں رہتا تو جھوٹ فریب کا (اس میں پیسہ اور پیشہ کی تجنیس کا لطیفہ ہے) پیشہ اختیار کر لیتے ہیں...

دوستی اور دشمنی میں ضرورت اعتدال

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ حد سے گذر کر ہر چیز مذموم ہے... حدیث میں تعلیم ہے کہ حد سے گذر کر دوستی مت کرو ممکن ہے کہ کسی دن بغض ہو جاوے... اسی طرح حد سے گذر کر دشمنی مت کرو ممکن ہے کہ پھر تعلقات دوستی کے ہو جائیں تو اس وقت شرمندگی ہو گی کہ ہم نے اس شخص کے ساتھ کیوں دشمنی کی تھی غرض اسلامی تعلیم میں ہر طرح کی راحت ہی ہے کیسی پاکیزہ اور عجیب تعلیم ہے... سبحان اللہ یہ باتیں ہیں قابل وجد... لیکن ڈھولک اور سارنگی کے وجدیوں کو ان چیزوں کی کیا خبر ان کو تو حظوظ نفسانی میں ابتلاء ہے حقائق سے بالکل کورے ہیں...

اصل ادب راحت رسانی ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں تو دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ اصل چیز راحت رسانی ہے... خواہ اسکا نام ادب رکھئے... یا تعظیم رکھئے... دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کو اپنے لئے کھڑے ہونے سے منع فرما دیا تھا... کیا صحابہ رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کا جی نہ چاہتا ہوگا مگر جب یہ معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں راحت ہے... اس کے خلاف نہیں کرتے تھے... یہ ہے اصل ادب اور تعظیم...

آجکل کی تہذیب تعذیب ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل کے مدعیان تہذیب میں تہذیب تو خاک نہیں... ہاں تعذیب ہے ان نیچریوں سے میں کہا کرتا ہوں کہ تم چالیس روز پاس رہو... تب سوال پیدا کرنے کی قابلیت پیدا ہو اور صاحب میری تو بڑے بڑے مدعیوں سے گفتگو ہوئی... سچ جانئے چار منٹ بھی نہ چلے اور بک بک کرنا یہ کوئی کمال کی بات نہیں...

مدرسہ خانقاہ کے چندہ میں مالداروں سے استغناء

فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کیلئے ایک صاحب نے چار ہزار روپے بھیج دیئے اور یہ شرط لگائی کہ رجسٹرار کے سامنے تصدیق کردی جائے میں نے یہ شرط نامنظور کر کے رقم واپس کردی

آج کل لوگوں کو صاف بات کرنے کی عادت نہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا! کہ میری طبیعت الجھی ہوئی بات سے بہت گھبراتی ہے... چاہتا یہ ہوں کہ صاف بات ہو خود بھی صاف بات کہتا ہوں اور دوسروں سے بھی صاف بات کا منتظر رہتا ہوں لوگوں کو صاف بات کرنے کی عادت نہیں... اکثر اسی پر میری لڑائی ہوتی ہے...

انسان بننا مشکل ہے

فرمایا کہ آدمی زاہد بن سکتا ہے شیخ بن سکتا ہے مگر انسان بننا مشکل ہے کسی نے کہا ہے

زاہد شدی و شیخ شدی دانشمند ایں جملہ شدی ولیکن انسان نہ شدی

سب کچھ ہو جاتا ہے لیکن انسان ہونا مشکل ہے...

Marfat.com

اصل ادب

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ادب حقیقی اور رعایت حقوق جس کو اصل ادب کہتے ہیں وہ اہل اللہ کو میسر ہے اور لوگ تو صرف زبانی ہی جمع خرچ رکھتے ہیں اور ادب کی حقیقت سے محض بے خبر اور نا آشنا ہیں...

اس پر ایک قصہ بیان فرمایا حضرت شاہ ابوالمعالی کے یہاں ان کے پیر شیخ محمد صادق صاحب محبوب الٰہی مہمان ہوئے شاہ صاحب موجود نہ تھے ان کی بیوی نے کچھ کھانے کا انتظام کرنا چاہا مگر گھر میں کچھ نہ تھا اور اس روز گھر میں فاقہ تھا ان بے چاری نے محلہ میں پڑوسی میں کسی کو بھیجا کہ کہیں سے کچھ مل جائے

وہ خادم کئی بار آیا گیا شیخ نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ تم بار بار کہاں آتے جاتے ہو جو بات تھی...

اس نے کہہ دی شاہ صاحب نے ایک روپیہ دیا کہ اس کے گندم منگا لو چنانچہ گندم لائے گئے آپ نے گھر میں سے ایک مٹکی منگا کر اس میں گندم بھر کر اور ایک تعویذ لکھ کر اس میں رکھ دیا اور فرمایا کہ جس قدر ضرورت ہوا کرے اس میں سے نکال لیا کرو اور کبھی پکانے کی رونق ہوگئی...

دس پانچ روز کے بعد شاہ ابوالمعالی صاحب مکان پر تشریف لائے دیکھا کہ گھر میں رونق ہو رہی ہے وہ دریافت کی بیوی نے کہا کہ حضرت شیخ آئے تھے وہ ایک روپیہ کے گندم ایک مٹکی میں بھر کر اور ایک تعویذ لکھ کر اس میں رکھ گئے ہیں اس سے یہ سب کام چل رہے ہیں...

اب شاہ صاحب کو خیال ہوا کہ تعویذ رہتا ہے تو توکل کے خلاف اور اگر نہیں رکھتا تو شیخ کے عطیہ سے اعراض فرمایا کہ حضرت کے اس تبرک یعنی تعویذ کے تو ہم مستحق ہیں یہ مٹکی اور مکان اس کے مستحق نہیں یہ کہہ کر مٹکی منگا کر اس کو کوٹ کر تعویذ

Marfat.com

تو ٹوپی میں رکھ لیا اور اناج خیرات کر دیا... دیکھئے توکل اور شیخ کے تبرک دونوں کے ادب کو کیسے جمع کیا واقعی اہل اللہ ادب کے پتلے ہیں...

پھر ادب کی تفسیر کی کہ ادب کہتے ہیں رعایت حقوق کو مگر آج کل ادب تعظیم وتکریم کو اور سامنے نہ بولنے کو اونچی گردن کر کے اوپر نہ اٹھانے کو اور پچھلے پیروں ہٹنے کو ادب سمجھتے ہیں جو سب ڈھونگ ہے اصل چیز خلوص اور فکر ہے ان سے سب کام ٹھیک ہو جاتا ہے مگر آج کل یہی دونوں چیزیں لوگوں میں مفقود ہیں...

ادب اور خلوص پر ایک واقعہ یاد آ گیا دیوبند میں ایک صاحب تھے دیوانجی اللہ دیا... انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی حضرت مولانا نے فرمایا کہ گنگوہ جا کر مولانا سے بیعت ہو جاؤ عرض کیا بہت اچھا گنگوہ پہنچے اور حضرت گنگوہی سے بیعت ہو کر دیوبند آ گئے اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے پھر بیعت کی درخواست کی...

مولانا نے فرمایا کہ میں نے تو تم سے کہا تھا کہ گنگوہ جا کر مولانا سے بیعت ہو جاؤ عرض کیا کہ میں بیعت ہو آیا اور جہاں جہاں آپ فرمائیں گے... وہاں جا کر بیعت ہو آؤں گا مگر دل سے بیعت ہونگا...

آپ ہی سے کیا ٹھکانہ ہے اس تعلق اور محبت کا آخر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرما لیا...

دیکھئے کیا لطیف ادب اور اطاعت ہے ایک اور واقعہ یاد آ گیا...

بلگرام کے ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ ان کے مرید جو شاگرد بھی تھے حاضر ہوئے دیکھا کہ شیخ کا شہرہ مضمحل ہے قرینہ سے معلوم ہوا کہ کئی وقت کا فاقہ ہے اٹھ کر چلے گئے مکان پر گئے اور بہت سا کھانا اور کچھ نقد خوان میں لگا کر لیکر آئے اور پیش کیا شیخ نے فرمایا کہ تمہارا ہدیہ ایسے وقت میں آیا ہے کہ مجھے اس کی حاجت ہے مگر اس وقت لینا سنت کیخلاف ہے اس لئے حدیث میں یہ قید ہے...

Marfat.com

مااتاک من غیر اشراف نفس فخذہ اور یہاں پر یہ شرط نہیں پائی گئی کیونکہ جس وقت تم اٹھ کر گئے تھے...

مجھے احتمال ہوا کہ شاید کچھ لینے جارہے ہو اور اس احتمال کی وجہ سے مجھ کو انتظار رہا تو ہدیہ ایسے وقت آیا اس لئے میں نہیں لے سکتا... مرید نے عرض کیا کہ بہت اچھا حضرت جیسے خوشی ہو یہ کہا اور ہدیہ اٹھایا اور لیکر چل دیئے لوگوں نے بڑے دانت پیسے کہ یہ کیسا ہدیہ لایا کچھ بھی تو اصرار نہ کیا کہتے ہی لیکر چل دیا مگر جب نظر سے اوجھل ہو گیا تو پھر لیکر آ گیا تو لیجئے حضرت! اب تو انتظار نہ رہا تھا اب قبول فرما لیجئے...

اب بتلائیے دوسرا ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں کر سکتا جن کے قلب میں ادب اور اطاعت کا نور ہو وہی کر سکتے ہیں...

بس یہ ہے حقیقی ادب میں سچ عرض کرتا ہوں کہ بادشاہوں کا ادب آسان ہے اور اہل اللہ کا ادب مشکل ہے... ایک شخص شاعر جو کانپور کے یہاں آئے تھے انہوں نے یہاں سے جا کر ایک رسالہ بطور سفر نامہ کے لکھا تھا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ جو تہذیب ہم نے ساری عمر کی کوشش میں حاصل کی تھی وہ وہاں جا کر بدتہذیبی ثابت ہوئی...

واقعہ ادائیگی امانت

حضرت مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی رحمہ اللہ

فرمایا... مولوی محمد منیر صاحب مدرسہ دیوبند کے مہتمم بھی رہے ہیں... ایک مرتبہ مدرسہ کی روداد چھپانے کے لئے دہلی گئے...

راستہ میں ڈیڑھ سو روپیہ کے نوٹ گم ہو گئے تو مدرسہ کے سب اراکین نے کہا کہ چونکہ امانت تھی اس لئے مدرسہ تاوان نہیں لے سکتا... مولوی صاحب نے کہا میں دوں گا... اس میں مولوی صاحب اور اراکین میں اختلاف ہوا...

Marfat.com

آخر فیصلہ یہ ہوا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا جاوے جو وہ فیصلہ کریں اس پر عمل کیا جاوے چنانچہ لکھا گیا...

مولانا نے جواب تحریر فرمایا کہ مولوی صاحب پر ضمان نہیں ہے... مولوی محمد منیر صاحب اس پر بہت متغیر ہوئے اور کہا کہ مولانا رشید احمد صاحب نے یہ ساری فقہ میرے ہی واسطے پڑھی تھی...

میں تو تب جانوں کہ اگر یہ روپیہ ان سے ضائع ہو جاتا تو اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر دیکھ لیں کہ وہ کیا کرتے مدرسہ میں داخل کرتے یا نہ کرتے یقیناً کرتے پھر مجھ کو کیوں روکتے ہیں... سبحان اللہ یہ کیسے مخلص حضرات تھے...

اپنے کے ساتھ معاملہ کرنے میں نقصان ہوتا ہے

فرمایا کہ مشہور تو یہ ہے کہ تعاملوا کالا جانب وتعاشروا کالاخوان یعنی معاملہ کرو مثل اجنبیوں کے اور معاشرت کرو مثل بھائیوں کے... لیکن چونکہ آج کل یہ مشکل ہے کہ اخوان کے ساتھ معاملہ تو ہو مگر اجانب کا سا...

اس لئے میں نے اس میں ترمیم کی ہے یعنی تعاملوا مع الاجانب وتعاشروا مع الاخوان... معاملہ کرو اجنبیوں کے ساتھ اور معاشرت کرو بھائیوں کے ساتھ یعنی اخوان کے ساتھ حتی الامکان معاملہ ہی نہ کرو میں نے کل کی بجائے مع کر دیا ہے... کل کل کو اڑا دیا... تاکہ کل کل نہ رہے... اکثر دیکھا ہے اپنوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں خرابی ہوتی ہے اور نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے...

Marfat.com

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا حقوق العباد اور معاملات کا اہتمام

اپنے گھر والوں سے حُسنِ سلوک

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس کسی کام کو آتا ہے اور ڈھنگ سے آکر پوری اور صاف بات کہتا ہے میں اس کو فارغ کرنے کی بہت جلد کوشش کرتا ہوں... یہ میرا معمول ہے مجھ کو اس سے تنگی ہوتی ہے کہ ایک مسلمان میری وجہ سے محبوس ہے اس لئے سب کام چھوڑ کر اس کا کام پہلے کر دیتا ہوں...

پھر فرمایا جب میں دوسروں کا یہاں تک خیال کرتا ہوں تو دوسروں کو بھی مجھ سے تکلیف نہ پہچانا چاہئے اور کہنے کی تو بات نہ تھی... مگر بضرورت تعلیم کہتا ہوں کہ اوروں کو تو مجھ سے کیا تکلیف پہنچتی ہے... جو خاص میرے محکوم ہیں... یعنی گھر والے ان تک کو میری وجہ سے بحمد اللہ کوئی تکلیف نہیں پہنچتی...

گھر والوں کا یہ معمول تھا کہ جب میں گھر جاتا تب میرے لئے تازی اور گرم روٹی پکاتیں مجھ کو اس سے تنگی ہوتی اور تکلیف ہوتی کہ ان کو میری وجہ سے تکلیف ہے میں نے کہا کہ میں گرم روٹی نہ کھاؤں گا ایک گھنٹہ کی رکھی ہوئی ٹھنڈی روٹی کھاؤں گا تب گھر والوں نے وہ عادت چھوڑی گو بلا التزام اب بھی ایسا ہو جاتا ہے ایک یہ کہ کبھی وقت پر کھانا نہ کھایا اور دوسرے وقت کیلئے رکھ دیا گیا تو کہہ دیتا تھا کہ تم بے فکر ہو جاؤ اور معین جگہ رکھ کر بتلاؤ میں خود اپنے ہاتھ سے لے کر کھا لوں گا تم ایک جگہ رکھ

Marfat.com

دینے کا انتظام کردو جگہ کے مقرر ہونے پر مجھ کو ڈھونڈنے کی کلفت نہ ہوگی....
غرض ان کو ہر طرح پر فارغ کردیا اسی طرح اس کے متعلق بہت سے معمولات ہیں یہ ایک آدھ نمونہ کے طور پر ذکر کردیا...

"نہ ستانے والوں کا خادم ہوں"

ایک صاحب کی غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تو خادم ہوں اگر کوئی ڈھنگ سے خدمت لینا چاہے مجھے خدمت سے عذر نہیں لائق مخدوم کا خادم بن سکتا ہوں نالائق مخدوم کا خادم نہیں بن سکتا مخدوم کا خادم ہوں مجذوم کا خادم نہیں اگر کوئی مجھ سے سلیقہ سے خدمت لے ان شاء اللہ تعالیٰ مجھ کو وفادار کارگذار خادم پائیگا اور اگر کوئی بے طریقہ بدسلیقہ بے اصول ہو تو اسکی ایسی تیسی کہ وہ خدمت لے سکے...
یہ میرے کہنے کی تو بات نہیں مگر دیکھنے والے بتاسکتے ہیں کہ کیا کسی وقت مجھ کو فرصت ہوتی ہے ہر وقت کام میں لگا رہتا ہوں تو جو شخص اسقدر خدمت میں مشغول ہوگیا وہ خدمت سے گھبرائے گا پھر اس خدمت کا نفع عاجل تو دوسرے ہی کو پہنچتا ہے باقی مجھ کو اگر کچھ اجر ملتا ہے تو وہ نفع آجل ہے...
مگر محتمل ہے نہ معلوم مقبول بھی ہے یا نہیں بہر حال اسکا نفع یقینی اور میرا محتمل غرض میرا خادم ہونا ظاہر ہے مگر جب کوئی ستائے میں اسکا خادم نہیں بن سکتا اصول صحیحہ کا تابع ہوکر تو خدمت آسان بے اُصول خدمت مشکل ہے کس کس کی ایسی خدمت کرے اور کس کس کو خوش رکھے یہ ہیں وہ باتیں جن کی بناء پر مجھ کو بدنام کیا جاتا ہے...

زوجین میں مساوات وعدل

فرمایا کہ الحمدللہ میں اپنے دونوں گھروں میں بہت ہی احتیاط سے عدل کرتا ہوں... مگر ان کو پھر بھی شکایت ہی رہتی ہے اور ایک اور عجیب بات ہے کہ آپس میں

Marfat.com

ایک دوسرے کی دشمن نہیں اگر ایک کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے گھر کو بے حد رنج پہنچتا ہے اور ایک بات اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ آپس میں دونوں کے اعزا بہت ہی محبت اور الفت سے رہتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے لیتے ہیں... اس کے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر دونوں بیبیاں اپنے باپ کے گھر کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہوں تو کیا کرنا چاہیے... تو حضرت والا نے فرمایا کہ میں تو یہی عدل سمجھتا ہوں کہ دونوں کو برابر رکھا جائے...

چندہ کے سلسلہ میں

حضرت حکیم الامت مجدد ملت رحمہ اللہ کا مسلک

فرمایا کہ چندہ کے متعلق میری مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت گفتگو ہوئی... میں کہتا تھا کہ خطاب خاص میں وجاہت کا دخل ہوتا ہے' دینے والے کے قلب پر مانگنے والے کی وجاہت کا اثر پڑتا ہے...

مولانا نے فرمایا کہ ہم کیا اور ہماری وجاہت کیا' اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا آپ کی نظر میں بے شک اپنی وجاہت نہیں ہے لیکن لوگوں سے پوچھئے کہ ان کے قلوب میں آپ کی کتنی وجاہت ہے... مولانا نے فرمایا نہیں جی... بہت دیر گفتگو رہی لیکن انہوں نے میری رائے نہ مانی اپنی رائے پر قائم رہے...

تقریظ لکھنے میں احتیاط

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کو تقریظات لکھنے میں بڑی کلفت ہوتی ہوگی... فرمایا! کہ میں کلفت کا کام ہی نہیں کرتا...

ایسی درخواست پر لکھ دیتا ہوں کہ میں تمام کتاب تو دیکھ نہیں سکتا نہ میرے پاس اتنا وقت ہے اگر کہو تو کوئی خاص مقام کتاب میں دیکھ کر صرف اس مقام کے متعلق

Marfat.com

تقریظ لکھ دوں اس پر اگر وہ کہتے ہیں اسی طرح لکھ دیتا ہوں...

باقی کہیں کہیں سے دیکھ کر تمام کتاب کے متعلق تقریظ لکھنے کو میں جائز نہیں سمجھتا خیانت سمجھتا ہوں مگر آج کل اہل علم اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ... دھڑا دھڑ تقریظات لکھتے چلے جاتے ہیں اور بعض جگہ اس کی ایک وجہ بھی ہے وہ یہ کہ تقریظ لکھنے میں ایک کتاب ہاتھ آتی ہے کیونکہ آج کل اہل تصانیف کا معمول ہے کہ وہ تقریظ لکھوانے کی غرض سے کتاب ساتھ بھیجتے ہیں اور ملک کر دیتے ہیں اور یہ محض تقریظ لکھوانے کی وجہ سے دیتے ہیں میں وہمی ہوں مجھ پر وہم کا فتویٰ ہے...اس کو وہم لوگوں کی اصطلاح کے اعتبار سے سمجھتا ہوں کیونکہ انہوں نے فہم کا نام وہم رکھا ہے لیکن میرا وہ وہم بالکل مصلحت کے موافق ہوتا ہے...

سو میرا معمول اس کے متعلق یہ ہے کہ میں کتاب کو واپس کر دیتا ہوں اس کے بعد تقریظ کے متعلق رائے قائم کرتا ہوں اسلئے کہ آزادی سے جو کچھ لکھنا ہوتا ہے لکھتا ہوں مجھ کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ میری تقریظ ناپسندر ہے اور پھر پچھتائیں کہ ایک کتاب مفت میں بیکار ہی کھوئی ... کیا اس کو وہم کہیں گے ... اگر اللہ تعالیٰ کسی کے ذہن کو حقیقت تک پہنچا دیں اس کو وہم سے تعبیر کرنا ظلم ہے ... میں آپ سے تجربہ کی بنا پر سچ عرض کرتا ہوں کہ اگر مصنف کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص تقریظ نہ لکھے گا یا لکھے گا مگر خلاف لکھے گا تو کوئی بھی کتاب نہ دی...

حضرت کا والد مرحوم کے ترکہ سے

چاروں منکوحات کی ادائیگی مہر کا اہتمام

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ والد صاحب مرحوم نے چار نکاح کیے تھے اس وقت عام دستور تھا معافی مہر کا اسی لیے اس طرف کبھی التفات نہیں ہوا مگر ایک بار

Marfat.com

دفعتۃً تنبہ ہوا اور اس عام عادت پر قناعت نہ ہوئی' اس بناء پر میرے حصہ پر شرعی مسئلہ کی رو سے جو رقم بیٹھی تھی اس کو تقسیم کرنے کا انتظام کیا اس لیے کہ وہ جائیداد تو والد صاحب کی ہم ہی لوگوں کو پہنچی' اسی کے ذمہ یہ دین مہر بھی ہونا چاہیے...

اس لیے فرائض نکلوائی صرف مناسخہ کی اجرت میں مجھ کو چودہ روپیہ دینے پڑے اور تقریباً سال بھر کے عرصہ میں ورثہ کی تحقیق ہوئی کوئی مکہ معظمہ ہے کوئی مدینہ منورہ میں کوئی ممبئی میں کوئی کلکتہ میں کوئی لاہور میں...

غرض الحمدللہ بعد تحقیق سب کو رقمیں پہنچادی گئیں' غالباً آٹھ سو روپیہ سے کچھ کم یا زائد میرے حصہ پر رقم بیٹھی جس میں سے صرف دو جگہ باقی ہیں جہاں ابھی رقمیں نہیں پہنچیں' ممبئی اور مکہ معظمہ (جو بعد میں وہاں بھی پہنچ گئیں...۱۲ جامع)

ورثہ کے حصص میں بعض بیچاروں کے حصہ پر ایک ہی پیسہ آیا بعض کے حصہ پر دو ہی پیسے آئے' کاندھلے میں بڑے بڑے معزز و متمول لوگ ہیں بعض کے حصہ پر قلیل پیسے آئے مگر میری درخواست پر کسی نے قبول کرنے سے انکار نہیں کیا مجھ کو بڑی ہی مسرت ہوئی کہ انہوں نے قبول فرمالیا اور اس خیال سے نہ تو معاف کیا کہ معاف کرنے کی کوئی چیز نہیں کوئی کائنات بھی ہو اور نہ لینے سے انکار کیا کہ میری دل آزاری اور دل شکنی ہوگی... ماشاء اللہ کیا ٹھکانا ہے ان کی اس سمجھ اور فہم کا اور شرافت کا...اب ایک واقعہ اس کے مقابل سنئے ان ہی ورثہ میں سے ایک شہر میں ایک صاحب ہیں جو طبیب بھی ہیں اور ایک کالج کے پروفیسر بھی ہیں ان کے حصہ پر ترپن روپیہ بیٹھے... میں نے بذریعہ منی آرڈر روانہ کردیئے' روپیہ تو وصول کرلیا اور مجھ کو لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ آپ نے کس قاعدہ سے ترکہ تقسیم کیا کہیں حیلہ شرعی کر کے تھوڑی سی رقم سے تو کام نہیں چلالیا' یہ صلہ ملا... بھلا ان عقلمند سے کوئی پوچھے کہ تم نے یہ خیال نہ کیا کہ جس شخص کا نہ مجھ سے اپنے حق کا مطالبہ تھا نہ اس کو اس کا علم تھا پھر میں نے اس کو ترپن روپیہ دیئے اس سے ہی سمجھ جاتے کہ جس نے اس قدر اہتمام کیا اس کا سبب سوائے

Marfat.com

خدا کے خوف کے اور کیا ہو سکتا ہے اور کیا ایسا شخص تاویل کرے گا یا تاویل سے کام لے گا' فلاں مولوی صاحب نے جواب بھی دینا چاہا مگر میں نے منع کر دیا کہ چھوڑو بھائی کسی کو منہ لگاتے ہو اگر فہم ہوتا اور سمجھ ہوتی تو عقلمند ایسی بات کہتے ہی کیوں...اجی منی آرڈر وصول کر لیا حق پہنچ گیا' ہم کو پروا نہیں کہ وہ خفا ہوں یا خوش ہوں...

یہ حالت لوگوں کے فہم کی ہے خاک پروفیسری کرتے ہوں گے (ضمیمہ) ایک عزیز نے سوال کیا کہ جس طرح والد صاحب کے ذمہ مہروں کا حصہ مستحقین کو پہنچایا گیا...اسی طرح دادا صاحب یا پردادا صاحب کے ذمہ جو ان کی منکوحات کا مہر تھا کیا وہ بھی مستحقین کو پہنچایا جاوے گا...جواب یہ ہے کہ والدہ صاحبہ کا جو مہر والد صاحب کے ذمہ دین تھا وہ والد صاحب کے بعد ان کے ترکہ سے متعلق ہوا اور اس ترکہ پر صرف ان کی اولاد قابض ہوئی اور والدہ صاحبہ کی وفات کے وقت ان کی والدہ بھی زندہ تھیں جو ان کے حصہ کے قدر والد صاحب کے ترکہ میں حق دار تھیں...

اس لیے قابضان ترکہ ان کے مدیون رہے بخلاف دادی صاحبہ یا پردادی صاحبہ ومن فوقہما کے کہ پردادا صاحب ومن فوقہ کے تو ترکہ ہی کا علم نہیں جس کو مشغول بدین المہر کہا جاوے اور دادا صاحب کے ترکہ میں جائیداد کا ہونا اجمالاً معلوم ہے جو مشغول بالدین ہو سکتا ہے مگر خود دادی صاحبہ کا کوئی وارث بجز ان کی اولاد کے معلوم نہیں تو وہی مستحق دین مہر کے بھی تھے اور ان ہی کو جائیداد بھی مل گئی اس لیے اور کسی کا استحقاق ثابت نہیں ہوا جن کا حق پہنچایا جاتا...

یہاں بزرگی تقسیم نہیں ہوتی انسانیت سکھائی جاتی ہے

ایک صاحب کی غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ بے تکلفی تو مطلوب ہے مگر بدتمیزی اور بدتہذیبی بری چیز ہے بے تکلفی سے تو محبت بڑھتی ہے اور بدتمیزی اور بدتہذیبی سے کدورت اور انقباض ہوتا ہے میں جانتا ہوں کہ جان کر کوئی اذیت نہیں

Marfat.com

پہنچاتا مگر قلت صبالات بے فکری اذیت کا سبب ہو جاتا ہے اسی کی شکایت ہے اور ان رسوم تکلف کے بانی امراء ہیں انہوں نے ایسے ایسے برے طریقے ایجاد کئے ہیں جنکا منشاء خالص کبر ہے مثلاً نوکر سامنے نہیں بیٹھ سکتا جس درجہ میں خود ہوں...

اس میں نہیں رہ سکتا جس وقت گھنٹی ہو اس وقت آوا چھی خاصی فرعونیت ہے غرض اعتدال نہیں اگر ادب ہے تو تکلف کے درجہ تک اور بے تکلفی ہے تو بد تمیزی کی حد تک آدمی کو چاہیئے کہ آدمیت سیکھے بزرگ بننا تو آسان ہے مگر انسان بننا بڑا مشکل ہے میرے یہاں آدمیت کی تعلیم ہوتی ہے اگر کسی کو یہ پسند ہو یہاں پر آئے ورنہ جہاں بزرگی تقسیم ہوتی ہے وہاں جائے بلانے کون جاتا ہے اور جب خود آتے ہو تو جو یہاں کے اصول اور تعلیم ہے اس پر کاربند ہونا پڑیگا...

حضرت والا کی احتیاط کا ایک واقعہ

واقعہ: ایک صاحب کان پور میں زیور بناتے ہیں وہ ایک لونگ سونے کی حضرت والا کے یہاں دکھلانے کو لے گئے وہ حضرت کے گھر میں پسند آ گئی... قیمت میں سوا روپے کی تھی... حضرت نے دوسرے وقت اس کی قیمت ایک شخص کی معرفت ان کے پاس بھیج دی... حضرت کو دست بدست معاملہ ہونے کا خیال اتفاق سے نہ رہا... دوسرے وقت خیال آیا کہ معاملہ دست بدست نہیں ہوا... ایک صاحب کو مالک کے پاس بھیجا کہ ان سے یوں کہنا کہ تم کو مع سوا روپیہ کے بلایا ہے... لونگ واپس نہیں کریں گے... بلکہ شرع کے مطابق معاملہ کرنا چاہتے ہیں... چنانچہ وہ آئے تو حضرت نے یہ کیا کہ قیمت واپس لی اور لونگ ان کو واپس دی اور پھر معاملہ بیع کا دست بدست کیا اس کے بعد فرمایا،

ارشاد: مجھ کو خیال نہیں رہا تھا جو ایسا ہوا لوگ اس کا خیال بالکل نہیں کرتے حالانکہ ذرا سی بات میں ربا (سود) لازم آتا ہے سہواً مجھ سے ایسا ہو گیا... البتہ خیال آنے پر تدارک نہ کرنا یہ برا ہے... ایک صاحب نے اس درمیان میں سوال کیا کہ

Marfat.com

اگر بائع سے یوں کہہ دے کہ ہم اس کو لے تو لیتے ہیں مگر دوسرے کو دکھالیں اگر پسند ہوگی تو رکھیں گے ورنہ واپس تو یہ جائز ہے یا نہیں...

اس پر فرمایا بیع تو ہویدا بید (دست بدست) مگر خیار شرط کرے (نظر ثانی کے وقت اس کی تحقیق کی گئی تو اظہار تردد کر کے کتب فقہ کی طرف رجوع کرنے کا امر کیا... چنانچہ ہدایہ میں مسئلہ نکلا کہ بیع صرف میں خیار شرط جائز نہیں پس اس کو دیکھ کر اپنے اس جواب سے رجوع کیا... اور یہ سطر اپنے ہاتھ سے بڑھا دی... (جماعت الانتخاب)

واقعہ: حضرت کا قیام کان پور تھا اور حضرت اپنے گھر میں کے علاج کے لئے مع چند احباب فتح پور تشریف لے جاتے تھے... فتح پور میں ایک باغ کے اندر قیام کے لئے خیمہ نصب ہونے کی تجویز کی گئی تھی اس پر فرمایا...

حضرت والا کا عدل بین الزوجین

ارشاد: گو اس عدل کے قصہ میں مجھے کلفت ہوتی ہے مگر اس لئے مسرور بھی ہوں کہ اس نے عملی سبق بتلایا کہ یوں عدل کیا کرتے ہیں... حتیٰ کہ ایک کی نوبت میں اگر دوسری کا خیال آجاتا ہے تو میں اس کو بھی رفع کر دیتا ہوں... اور دل میں کہتا ہوں کہ آج خیال بھی انہی کا حق ہے... اب لوگ آسان سمجھتے ہیں کہ دوسرا نکاح کرلیا... واقعی اس میں بڑے قصہ ہیں... سخت اندیشہ ہے کہ قیامت میں باز پرس نہ ہو... آخر بشر ہوں میلان کبھی کسی کی طرف ہو ہی جاتا ہے کبھی کسی کی طرف اس میں ممکن ہے کہ طبعیت کی بھی آمیزش ہو جاتی ہو اور اس کو غور سے سمجھ بھی سکتا ہوں مگر تساہل ہو جاتا ہے...

اسی واسطے میں ازواج سے کہتا رہتا ہوں کہ اپنا حق معاف کر دو چنانچہ دونوں نے معاف کر دیئے ہیں اور میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جب چاہو رجوع کر لینا دونوں کو مسئلہ پورا بتلا دیا ہے... تو اب اس قاعدہ سے مجھ پر عدل واجب نہیں رہا... مگر پھر بھی کرتا ہوں حتیٰ کہ ایک گھر میں وضو کرتا ہوں تو یاد کر کے کسی وقت دوسرے کے گھر میں

Marfat.com

بھی وضو کرتا ہوں اور اس عدل کے باب میں خود دونوں زوجہ میں طرح طرح کی کلفتیں پیش آتی ہیں... پھر شوہر کو وہ انتظام کرنا پڑتا ہے جو صاحب سلطنت کو کرنا چاہئے...

بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ سلطان میں طبعی تقاضا نہیں کہ رعایا کی اس درجہ رعایت کی جائے کیونکہ ان میں محبوبیت کی شان نہیں اور زوجین میں عدل کیا جائے تو یہ بھی مدنظر ہوتا ہے کہ کسی کا دل نہ دکھے نیز رعایا کو ناز کا دعویٰ نہیں ہوتا... یہاں ناز کا دعویٰ ہوتا ہے اس وجہ سے اس میں سلطنت سے زیادہ دشواری ہے جو اس کے اصول وفروع پورے طریقے سے سمجھ لے تو معلوم ہوگا کہ یہ شخص بڑا دماغ رکھتا ہے چونکہ مجھے فکر واہتمام تھا اس لئے دقیق دقیق باتیں سمجھ میں آ گئیں... اسی لئے تو میں دوستوں کو منع کرتا ہوں کہ دوسرا نکاح مت کرنا...

بعض عورتوں نے کہا کہ تم نے دوسرے نکاح کا دروازہ کھول دیا میں نے کہا کہ اب تو روکتا ہوں پہلے روکتا نہ تھا تو دروازہ بند کیا یا کھولا ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال ہوا کرتا تھا کہ جب دن میں کسی گھر جاتا تھا تو گھڑی پاس ہوتی اور اس میں دیکھ لیتا تھا کہ کتنا وقت صرف ہوا... دوسرے گھر بھی ایسا ہی کرتا تھا تو پھر سب معاف کرا لیا...

مال حرام سے احتیاط

ایک معمول حضرت کا یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت مال حرام سے بہت نفرت کرتے ہیں... بلکہ مشکوک مال سے بھی بچتے ہیں... ادنیٰ شبہ سے بھی بلکہ آئندہ پیش آنے والے شبہ سے بھی احتراز کرتے ہیں (جیسا کہ احقر نے اس کو مفصل معمولات اشرفی کے آخر میں لکھا ہے...) اسی سفر میں ایک جگہ دو وقت کھانا کھایا جس میں صاحب خانہ نے خوب اپنا حوصلہ پورا کیا تھا... متعدد قسم کے کھانے تھے اور حتیٰ الامکان بہت اچھی طرح پکائے گئے تھے مگر حضرت نے کئی بار فرمایا کہ کھانوں میں نفاست ظاہری بہت تھی مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مٹی ہے وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان

Marfat.com

کے یہاں حرام وحلال کی احتیاط نہیں ہے... منشی اکبر علی صاحب کے یہاں پہنچتے ہی فرما دیا تھا کہ نرخ مقررہ دورہ سے کوئی چیز نہ لی جائے بلکہ عام بازار کے نرخ سے لی جائے صاحب خانہ نے چائے بسکٹ لا کر رکھے فرمایا میری عادت ناشتہ کی بالکل نہیں ہمراہیان کو پلایئے... حجام کو بلایا معلوم ہوا کہ مسلمان حجام یہاں ایک دو ہی ہیں علی العموم ہندو ہیں... اس مسلمان کو تلاش کیا گیا مگر نہ ملا...

بیویوں میں انصاف

فرمایا کہ الحمدللہ! میں اپنے دونوں گھروں میں بہت ہی احتیاط سے عدل کرتا ہوں مگر ان کو پھر بھی شکایت ہی رہتی ہے اور ایک اور عجیب بات ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی دشمن نہیں اگر ایک کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے کو بے حد رنج پہنچتا ہے اور ایک بات اس سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ آپس میں دونوں کے اعزا بہت ہی محبت اور الفت سے رہتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے لیتے ہیں اس کے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر دونوں بیبیاں اپنے باپ کے گھر کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہوں تو کیا کرنا چاہئے تو حضرت والا نے فرمایا کہ میں تو یہی عدل سمجھتا ہوں کہ دونوں کو برابر رکھا جاوے...

بیویوں میں عدل

فرمایا کہ اگر کوئی ہدیہ دو عدد ایک چھوٹا ایک بڑا لاتا ہے تو مجھے گھروں میں تقسیم کرنے کے وقت عدل میں بڑی دقت ہوتی ہے... مثلاً کوئی ڈلیاں لایا... ایک چھوٹی ایک بڑی تو میں اسے کیسے تقسیم کروں... بس اسی سے کہتا ہوں کہ بھائی تم میری ملک نہ کرو کیونکہ میرے اوپر عدل واجب ہے اور تمہاری اوپر عدل واجب نہیں تم ہی مقرر کر دو کہ کونسی بڑے گھر اور کونسی چھوٹے گھر بھیجی جائے ایسے ہی دھوبی کو اپنے دھونے کے

Marfat.com

کپڑے بھی خانقاہ سے دیتا ہوں کیونکہ یہ یاد رکھنا دشوار ہے کہ پہلے کس کے یہاں گئے تھے اور اب کس کے یہاں سے جانا چاہئے ہیں کپڑے درزی کو سلوانے کے لئے بھی یہیں سے دیتا ہوں اور ایسے ہی پہلے جب زنانہ میں جاتا تھا تو جتنے منٹ ایک مکان میں ٹھہرتا تھا... گھڑی کے حساب سے اتنے ہی منٹ دوسرے مکان میں ٹھہرتا تھا مگر اب اس میں توسع ہو گیا کیونکہ گھر والوں نے خود اس میں رواداری کر دی... (مزید المجید)

حضرت کی خدمت میں ایک شخص دو تربوز لایا... حضرت نے فرمایا دو کیوں لایا؟ کیا ضرورت تھی؟ ایک ہی لے آتے، اس نے کہا کیا تیرے دو بیویاں نہیں ہیں (اپنی بولی میں بول رہا ہے) کیا تیرے دو بیویاں نہیں ہیں؟

یوں دو لایا... ایک، ایک کے لئے اور ایک، ایک کے لئے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اگر ایک کا وزن زیادہ ہوا اور ایک کا کم ہو تو ایک کے پاس زیادہ وزن والا گیا اور ایک کے پاس کم وزن والا گیا تو یہ عدل اور انصاف کے خلاف ہوگا... برابری تو ہوئی نہیں اور حکم ہے برابری کا...

مگر چونکہ حضرت اس معاملہ میں معروف و مشہور تھے اس لئے وہ گاؤں کا کاشتکار کہتا ہے کہ میں تجھے جانوں ہوں ان دونوں تربوزوں کو تلوا کر لایا ہوں یہ تیرا کانٹا (ترازو) رکھا ہے، اس میں تول کر دیکھ لے اگر تجھے یقین نہیں...

حضرت کے ہاں ترازو رکھی ہوئی تھی ہر چیز دونوں کو تول تول کر دی جایا کرتی تھی اگر کوئی چیز رسی سے بندھ کر آتی ہے تو اس کو بھی کاٹ کر تقسیم فرماتے تھے...

فرمایا نہیں تم مسلمان ہو اور جب تم کہہ رہے ہو کہ کانٹے میں تول کر دیکھ لے دونوں کا وزن برابر ہے تو ظاہر ہے کہ برابر ہی ہوگا... لیکن صاحب ایک بات اور ہے وہ بھی پوچھ لو کہ اگر ایک تو ہو کم میٹھا اور ایک ہو زیادہ میٹھا تو ایک کے پاس تو زیادہ میٹھا گیا اور ایک کے پاس کم میٹھا گیا تو انصاف کہاں ہوا؟ برابری کہاں ہوئی؟ تو وہ گاؤں والا کہنے لگا کہ میں ان کے اندر گھسا نہیں مجھے کیا پتہ کونسا زیادہ میٹھا ہے اور کونسا کم

Marfat.com

میٹھا؟ اسے تم دیکھ لو، حضرت والا نے فرمایا ان دونوں کو اٹھا کر ترازو کے پاس لے چلو اس کاشتکار نے جب دونوں تربوز وہاں جا کر رکھ دیئے تو حضرت نے چاقو نکالا اور وہاں پہنچ گئے دونوں کا اندازہ کر کے دونوں پر بیچوں بیچ نشان لگایا، نشان لگانے کے بعد چاقو سے اس کو کاٹا ان کو دو ٹکڑے کیے اس کا ایک ٹکڑا دوسرے کے ساتھ دوسرے کا ٹکڑا اس دوسرے کے ساتھ ترازو کے پلڑے میں رکھا دونوں برابر ہو گئے...

چوہدری صاحب وہ کم میٹھا تھا یا زیادہ وہ اس کے ساتھ مل گیا اور وہ اس کے ساتھ مل گیا کانٹے میں تول کر برابر ہو گئے میٹھے اور کم میٹھے کے اندر بھی دونوں برابر ہو گئے اب تو ٹھیک ہوا؟ چودھری صاحب بولے کہ توں تو بہت ہی باریک کاتے ہے... یعنی بڑی محنت مشقت اٹھاتا ہے بڑی تکلیف اٹھاتا ہے حضرت والا نے فرمایا چوہدری صاحب! یہاں کی تکلیف کچھ نہیں آخرت کے مقابلہ میں...

عدل وانصاف کی بے مثال پیروی

فرمایا جب کوئی مہمان ہوتا ہے تو میں گھر میں اس کے کھانے کے دام علیحدہ سے دے دیتا ہوں میں ہر معاملہ کو صاف رکھنا چاہتا ہوں...

شاہ لطف رسول صاحب رحمہ اللہ ایک بزرگ حضرت کے خلیفہ مجاز تھے تھانہ بھون ہی میں قیام رہتا تھا... صاحب کشف وکرامات تھے، ایک روز حضرت رحمہ اللہ نے ان کا واقعہ نقل فرمایا کہ ان کے پاس ایک کارڈ بیرنگ آیا (پہلے کارڈ بھی لفافہ کی طرح بیرنگ چلتے تھے)

انہوں نے بے ضرورت سمجھ کر اس کو بغیر پڑھے ہوئے واپس کر دیا حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ آپ کارڈ کا مضمون تو پڑھ لیتے پھر ہی واپس کرتے تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ مضمون پڑھ لینے کے بعد واپس کرنا خیانت ہوتی...

کیونکہ کارڈ سے فائدہ اٹھانا مقصود ہے... وہ فائدہ میں اٹھا لیتا اور ڈاک خانہ کو

Marfat.com

اس کی خدمت کا معاوضہ نہ ملتا ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات پر نظر انہی لوگوں کی جاتی ہے جن کے دل پر آخرت کی فکر اور خوف خدا چھایا ہوا ہو...

نوکر کی توہین جائز نہیں ہے

فرمایا کہ میرے جو ملازم تنخواہ دار ہیں ان کو بھی جب تنخواہ دیتا ہوں یا کبھی کوئی ان کی مالی خدمت کرتا ہوں تو روپیہ پیسہ کبھی ان کی طرف پھینکتا نہیں بلکہ سامنے رکھ دیتا ہوں یا ہاتھ میں دیتا ہوں جیسے ہدیہ دیتے ہیں پھینکنے میں ان کی اہانت معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک تحقیر کی صورت ہے اور ملازم کو حقیر اور ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہیں...

کیونکہ نوکری ایک قسم کی تجارت ہے تجارت میں کبھی اعیان کا مبادلہ اعیان سے ہوتا ہے کبھی اعیان کا مبادلہ منافع سے ہوتا ہے اور منافع میں منافع بدنیہ ارفع ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ نوکر نے اپنی جان پیش کی جو اس مال سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے منافع بدنیہ کو پیش کرنا یہ زیادہ ایثار ہے پس تجارات میں اجارات زیادہ افضل ہیں تو اس کی تحقیر کی کیا وجہ میں کبھی ان معمولات کو بحمد اللہ بیٹھ کر سوچتا نہیں سب امور طبعیہ ہیں خود بخود ذہن میں آتے ہیں جتلانا مقصود نہیں احسان کرنا مقصود نہیں اپنے دوستوں سے صرف اس لئے ظاہر کر دیتا ہوں کہ یہ باتیں کانوں میں پڑ جائیں تاکہ حقوق العباد کا خیال رکھیں اور عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور کوئی غرض سنانے سے نہیں...

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی احتیاط

آج کل بازاروں میں پھلوں کی جو خرید و فروخت ہوتی ہے آپ حضرات جانتے ہوں گے کہ آج کل یہ ہوتا ہے کہ ابھی درخت پر پھول بھی نہیں آتا کہ پوری فصل فروخت کر دی جاتی ہے اور اس طرح پھل کے آئے بغیر اس کو بیچنا شرعاً جائز نہیں....

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے کہ جب تک پھل ظاہر نہ

Marfat.com

ہو جائے اس وقت تک بیچنا جائز نہیں.... اس شرعی حکم کی وجہ سے بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ بازاروں میں جو پھل فروخت ہوتے ہیں... ان کی خرید وفروخت چونکہ اسی طریقے پر ہوتی ہے اس لیے ان پھلوں کو خرید کر کھانا جائز نہیں لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان پھلوں کو کھانے کی گنجائش ہے.... البتہ خود ہمیشہ احتیاط کی اور ساری عمر بازار سے پھل لے کر نہیں کھایا اور دوسروں کو کھانے کی اجازت دے دی.... یہ اللہ کے بندے ہیں جس چیز کی دوسروں کو تلقین کرتے ہیں.... اس سے زیادہ خود اس پر عمل کرتے ہیں.... تب ان کی بات میں اثر پیدا ہوتا ہے... (جلد ۳ ص ۲۱۴)

استغناء اور معاملات کی صفائی

ایک زمانہ میں یہاں غلغلہ ہوا تھا کہ مدرسہ باضابطہ ہونا چاہئے... مجھ سے چھپاتے تھے اور مقصود ان کا یہ تھا کہ قوت پیدا کر کے ظاہر کریں گے... مجھ کو اطلاع ہوگئی... ان کا ایک جگہ عشاء کے بعد جلسہ تھا میں جلسہ میں پہنچا اور میں نے کہا کہ پندرہ منٹ کے لئے میں اجازت کچھ کہنے کی چاہتا ہوں اور میں نے کہا کہ میری تقریر سے آپ کی تقریرات کی اعانت ہی ہوگی گو ظاہراً ان تقریرات کا انقطاع معلوم ہوتا ہے... مگر حقیقت میں انقطاع نہیں ہے... میں نے کہا کہ مجھ سے جن چیزوں کا تعلق ہے ان میں ایک چیز تو ہے مکان، مدرسہ کا سو جس کا جی چاہے مدرسہ پر قبضہ کر لے... میں اپنے مجمع کو بیٹھک میں لے آؤں گا... البتہ اگر اجازت ہوگی نماز مسجد میں پڑھ لیا کروں گا ورنہ دوسری مسجد میں... دوسری چیز کتب خانہ ہے سو اس کے دو حصے ہیں... ایک وہ جو میرے آنے سے پہلے موجود تھا وہ تو ابھی سپرد کر دوں گا دوسرا وہ جو میرے سبب سے آیا اور جس کا واقفین نے مجھ کو متولی بنایا ہے سو عاریۃً ابھی سے اس کو بھی سپرد کر دوں گا... رہا مستقلاً سو برس روز کام کو ہو جاوے گا اس وقت بالکل آپ کی طرف تولیت منتقل کر دوں گا...

Marfat.com

تیسری چیز روپیہ سو اس میں بھی دو قسم کی چیزیں ہیں کچھ تو جائیداد والد صاحب کی موقوفہ ہے... دوسرا روپیہ جو آتا جاتا رہتا ہے...

سو جائیداد کی تولیت میاں مظہر کے نام ہے ان سے کہئے... باقی آمدنی روزمرہ آتی ہے اس کو آنے کے بعد ایک ہفتہ روکے رکھا کروں گا...اور جس نے بھیجا ہوگا اس کا پتہ آپ کو بتا دیا کروں گا... جب آپ مرسل سے اجازت حاصل کرلیں گے آپ کے حوالے کروں گا بس کہہ چکا اب آپ تقریر کیجئے...

کیا مجھ کو مدرسہ سے جاہ حاصل کرنا ہے... اگر اس کی طلب ہوتی تو خوب بڑا مدرسہ کرتا... مگر بکھیڑے سے دل گھبراتا ہے... تہیہ یہ ہے کہ اگر کام نہ ہوگا حذف کردوں گا کیونکہ خانقاہ میں دو قسم کے لوگ ہیں... طلبا، ذاکرین، اگر یہاں کام نہ ہوگا تو طلباء کے لئے اور مدارس بہت وہاں چلے جائیں گے... انکی فکر ہی نہیں ہے... ذاکرین تو ان سے کہوں گا کہ اگر رہنا ہو بے سامان رہو...

اگر متوکلین ہیں رہیں گے ورنہ چلے جائیں گے... اس لئے ان کی بھی کچھ فکر نہیں... اس لئے قلب کو راحت ہے... میں اپنی ذات کے لئے بھی اس پر آمادہ ہوں کہ جس روز کسی قسم کی مزاحمت پیش آئی... ایک گھر ہے اس کو چھوڑ کر کسی گاؤں میں یا کسی شہر میں جا بیٹھوں گا... صرف دو بیبیاں ہیں میں اور وہ سب چلے جائیں گے... یہ سوچ ہی نہیں کہ کیا ہوگا... میری حالت تو یہ ہے۔

ما ہیچ نداریم غم ہیچ نداریم   دستار نداریم غم پیچ نداریم

یہاں ایک تار بھی نہیں دس تار کیا ہوتے... پھر حضرت نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ زمانہ تعلق میں ہر طرح کی باتیں پیش آجاتی ہیں اگر میری جانب سے کوئی خشونت ہوئی ہو یا دل آزاری ہوئی ہو یا کوئی بات خلاف طبع ہوئی ہو...

معاف کردیجئے اور جو میرا حق فوت ہوا وہ میں دل و جان سے معاف کرتا ہوں... پھر فرمایا تحصیل علم کے برابر کوئی چیز نہیں...

Marfat.com

شرائط ہدیہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب تک ہدیہ دینے والے کے متعلق آپ کو پورا اطمینان اور شرح صدر نہ ہو جاتا تھا کہ یہ بالکل صدق و اخلاص سے ہدیہ دے رہا ہے اور یہ میرے متعلق کسی قسم کے دھوکہ میں نہیں ہے اور اس ہدیہ کے قبول کرنے میں کسی دینی یا دینوی مصلحت میں خلل نہیں پڑتا... نہ اس کی، نہ میری، خواہ وہ گرانی ہی کے درجہ میں ہو... اس وقت تک ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے... اور جن پر ان امور کے متعلق پورا پورا اطمینان ہو چکا تھا کہ وہ جو کچھ دیں گے ان سب امور کی رعایت کر کے دیں گے... تو ان کے لئے کوئی قواعد وضوابط نہیں تھے... بلکہ مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ ''ایسے لوگ تو اگر مجھے اپنا سارا گھر بھی بخش دیں... تب بھی انکار نہیں...''

اسی سلسلہ میں ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ ''فلاں مقام سے جو بھی آتا ہے کچھ نہ کچھ لے کر ہی آتا ہے... اول تو مجھے اجنبی شخص سے جس سے کہ پوری پوری بے تکلفی نہ ہو... ہدیہ لیتے ہوئے شرم آتی ہے... ممکن ہے وہ اپنے اعتقاد میں مجھے کیا سمجھ رہا ہو... اور میں بعد ملاقات کچھ اور ثابت ہوں... پھر اس کو اس ہدیہ کا افسوس ہو... جیسے ایک شخص نے ایک مسئلہ پوچھا... اس کا جواب اس کے مذاق یا خواہش کے خلاف اسے ملا... تو کہنے لگا کہ ہم نے اتنے دنوں خدمت کی... پھر بھی موقع پر ہماری مدد نہ کی...

دوسرے جس شخص کو مجھ سے دین کا فائدہ نہ پہنچا ہو... اس سے کچھ لینا سخت ذلت کی بات ہے... یہ تو ایسا ہوا کہ گویا میں نے اسے بیعت ہی اس لئے کیا ہے یہی وجہ ہے کہ میں ان لوگوں کے ہدیہ واپس کر دیتا ہوں... جو مجھ سے دین کی باتیں نہیں پوچھتے یا اپنی اصلاح نہیں چاہتے... کیونکہ سب خرابیوں کی بنا دین سے ناواقفیت اور فکر اصلاح نہ کرنے میں ہے جو دین کا پابند نہیں ہوتا اس کی دین کی سمجھ بھی خراب ہو جاتی ہے... اور جو شخص دین دار ہوتا ہے گو اسے دنیا کا تجربہ نہ ہو... لیکن دنیاوی امور میں بھی

Marfat.com

اس کی سمجھ سلیم ہوتی ہے حلال روزی میں بھی یہی اثر ہے... برخلاف اس کے حرام روزی سے فہم مسخ ہوجاتا ہے... ہاں جو مجھ سے دینی نفع حاصل کرتا رہے... وہ اگر کبھی کچھ محبت سے دے... تو کس کو انکار ہے... لیکن شرطیہ ہے کہ دینے میں بجز محبت کے اور کوئی نیت نہ ہو، یہاں تک کہ ثواب کی بھی نیت نہیں ہونی چاہئے گو حق تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے ثواب ویسے بھی مل جاتا ہے... جیسے اگر کوئی اپنے باپ یا اپنے لڑکے کو کچھ دے تو نیت ثواب کی نہیں ہوتی... لیکن ثواب ملتا ہے...

عاریت کی چیز کی حفاظت

ایک روز عنایت خاں صاحب جلال آباد سے کچھ مرکب دوا اپنے پیالے میں اور کوئی دوسری چیز رومال میں لے کر آئے مولانا نے تاج علی کو بلا کر فرمایا کہ یہ ہمارے گھر پر دے آؤ اور رومال اور پیالہ واپس لے آؤ... خان صاحب نے فرمایا کہ پیالے کی کوئی جلدی نہیں ہے مولانا نے فرمایا کہ میری عادت یہ ہے کہ میں مستعار چیزوں کو جلدی واپس کر دیتا ہوں اور اگر کسی وجہ سے واپس نہ کرسکوں تو اس کی بہت حفاظت کرتا ہوں اور گھر میں سب چیزوں سے علیحدہ محفوظ جگہ میں اس کو رکھ دیتا ہوں اور گھر میں سب کو منع کر دیتا ہوں کہ اس کو استعمال نہ کریں....

کیونکہ اس کا استعمال درست نہیں فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے پاس کھانا بھیجے تو اس کے برتن میں کھانا جائز نہیں کیونکہ اجازت نہیں ہے البتہ اگر کھانا ایسا ہو کہ برتن کے بدلنے سے متغیر ہو جائے تو اس قرینے کی وجہ سے اجازت سمجھی جائے گی اس میں تغافل کرنے سے بسا اوقات گڑ بڑ ہوجاتی ہے مگر اب تو لوگ بدوں تقاضے کے واپس بھی نہیں کرتے بلکہ بعض مرتبہ ایک گھر سے دوسرے گھر وہاں سے تیسرے گھر چلا جاتا ہے اور بعض لوگ تو یہ غضب کرتے ہیں کہ چند روز کے بعد انکار ہی کر دیتے ہیں...

Marfat.com

مدرسہ کی آمدنی کا حساب

فرمایا کہ اس مدرسے میں متفرق مدوں میں چندہ آتا ہے میں نے سب کے لئے متفرق تھیلیاں تیار کر رکھی ہیں اور سب کا حساب جداگانہ ہروقت صاف اور پاکیزہ رکھتا ہوں اور آمدنی اور یافتنی کو لکھتا ہوں اگرچہ چند پیسے ہی ہوں...

ریلوے پارسل کی واپسی

ایک مرتبہ ایک شخص نے بذریعہ ریلوے پارسل مولانا کے پاس کچھ بھیجا بابو نے چار آنے رشوت کے مانگے... اور رسید دینے سے انکار کر دیا... ارشاد فرمایا کہ اب ہم کوئی پارسل ہی نہ لیا کریں گے... سب واپس کر دیا کریں گے ہمارے پاس ہدیۃً آیا ہے... بیعاً نہیں آیا کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے پاس سے اس قسم کے بیہودہ مصارف گوارا کریں... ہمارے پاس بلا مؤنت جو کچھ آئے گا... لے لیں گے...

ورنہ واپس کر دیں گے... اور مولوی عبداللہ صاحب سے فرمایا جو پرچہ ہدایات لوگوں کی اطلاع کے لئے چھپنے والا ہے... اس میں لکھ دیا جائے کہ کوئی شخص ریل پر ہمارے نام کی چیز نہ روانہ کرے ہمیں دقت ہوتی ہے... (یہ قصہ تفہیم کے لئے لکھا گیا) اس کے بعد فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مولوی کھانے کمانے ہی کے لوگ ہیں... آئی ہوئی چیز کبھی واپس نہ کریں گے... ان کو ذلیل سمجھتے ہیں...

میرا بڑا مقصود یہ ہے کہ اہل علم کی ذلت نہ ہو... چنانچہ اسی لئے میں نے ایسا کیا... اس کے بعد جو پارسل آئے ان کی بلٹی واپس کر دی...

کاتب ملفوظات لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ صاف بتلاتا ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کے دل میں دنیا کی ذرا بھی قدر نہیں... اور نظر بڑی دور تک پہنچتی ہے باریک باریک مصالح پیش نظر رہتی ہیں... جس کی طرف لوگوں کو التفات نہیں ہوتا...

Marfat.com

معاملات کی صفائی کی اہمیت

کوئی ذکر و شغل کرتا ہو... تو مجھے اس وقت تک اس کی قدر نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے اعمال درست نہ ہوں... ذکر و شغل میں تو مزہ ہے... اگر نہ کرے تو مر جائے... عمل تو وہ ہے کہ جس میں کوفت ہو... اور پھر بھی رضاء حاصل کرنے کے لئے اسے کرے اسی طرح چاہئے... کہ خود تنگی اٹھائے... اور دوسروں کے حقوق ادا کرے...

ایک شاغل کے ذمہ قرض نکلا تھا... اور انہوں نے اس کے ادا میں بہت کوتاہی کی تھی ایسے موقع پر یہ کلمات فرمائے اور نکال دیا... اور فرمایا... قرض ادا کرنے کے بعد میرے یہاں آسکتے ہو... جب تک قرض ادا نہ کرو یہاں مت رہو...

اقرباء سے معاملہ

① ...مولوی شبیر علی سے بڑھ کر میرا کس پر زور ہوگا... میری اولاد ہیں... بھتیجے ہیں اور بچپن سے ہی میرے پاس رہے ہیں... لیکن میں ان کی بھی اتنی رعایت کرتا ہوں کہ جب کبھی مجھ کو ان سے کچھ کہنا ہوتا ہے... تو ان کو اپنے پاس نہیں بلاتا کہ نہ معلوم کسی ضروری کام میں مشغول ہوں بلکہ میں خود ہی اٹھ کر ان کے پاس جاتا ہوں... یہاں تک کہ اگر وہ خود کسی کام سے میرے پاس آئے ہوئے ہوتے ہیں... اور مجھے بھی ان سے کچھ کہنا ہوتا ہے... تو میں اس وقت ان سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جب وہ اپنی جگہ واپس پہنچ جاتے ہیں... تب ان کے پاس جا کر جو بات کہنی ہوتی ہے... کہتا ہوں... تاکہ جب وہ میرے پاس کسی ضرورت سے آیا کریں... تو آزادی سے آیا کریں... اس کا خطرہ بھی نہ ہو کہ اگر میں وہاں جاؤں گا تو میرے ذمہ کوئی نہ کوئی کام لگا دیا جائے گا...

② ...میرے چھوٹے گھر میں کے والد پیر جی ظفر احمد صاحب میرے ساتھ اپنے پیر کا سا برتاؤ کرتے ہیں... لیکن میرے قلب میں ان کی ویسی ہی عظمت ہے... جیسی خسر

Marfat.com

کی ہونی چاہیے...اور جیسی اپنے بڑے خسر صاحب کی تھی...لیکن پیر جی صاحب کو اس کا علم بھی نہیں...نہ مجھ کو یہ اہتمام ہے کہ ان کو اس کا علم ہو...مجھے تو اپنی تسلی کرنی ہوتی ہے کہ میں ان کا حق عظمت ادا کر رہا ہوں...ان پر کوئی احسان تھوڑا ہی رکھنا ہے...

③...حسن العزیز جلد 1 ملفوظ نمبر 144 میں خواجہ عزیز الحسن صاحب لکھتے ہیں:

ایک بار احقر کے یہاں حضرت کی دعوت تھی حضرت کے ایک عزیز نے نوکر سے پانی اس طرح مانگا کہ پانی لاؤ...حضرت نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ میزبان کے نوکر سے ایسے حاکمانہ لہجہ میں پانی نہیں مانگنا چاہیے...بلکہ اخلاق کے ساتھ کہنا چاہیے کہ تھوڑا پانی عنایت کیجئے...

④...ایک بار حضرت کے مردانہ کمرہ میں چند مہمان حضرت کے ساتھ کھانا کھانے کو پہنچے وہاں حضرت کے ایک عزیز اپنے بچہ کو لیے چارپائی پر لیٹے تھے... حضرت نے ترش رو ہو کر فرمایا کہ یہ کیا بدتہذیبی کہ چند بھلے آدمی تو نیچے بیٹھے ہوں اور تم چارپائی پر لیٹے رہو (پھر فرمایا) کہ میں اپنے عزیزوں کو اپنے ساتھ خود بہت بے تکلف رکھتا ہوں کیونکہ ان کو میرے ساتھ بے تکلفی کے برتاؤ کرنے کا حق ہے لیکن مجھے یہ ہرگز گوارا نہیں ہوتا کہ میرے مہمانوں کے ساتھ بے تہذیبی کا برتاؤ کیا جائے...

⑤...اشرف المعمولات کے ملفوظ نمبر 84 میں درج ہے کہ حضرت نے فرمایا:

کہ بفضلہ تعالیٰ جیسا ہم سب بھائیوں میں اتفاق ہے...ایسا بہت کم دیکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب علیحدہ علیحدہ ہیں...کسی کا کوئی بار دوسرے پر نہیں...حتیٰ کہ میں نے تو اس کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ حتی الامکان بھائیوں سے کوئی چیز عاریۃً بھی نہیں لیتا...بلکہ اگر وہ چیز کرایہ کی ہوئی تو کرایہ پر لیتا ہوں...چنانچہ جب تک ریل نہ تھی...اس وقت جب کبھی گاڑی کی ضرورت ہوتی تو اپنے بھائی کی گاڑی بھی کرایہ پر لیتا تھا...اس کا نفع یہ تھا کہ اگر کبھی ان کو خود ضرورت ہوتی تو وہ صاف کہہ دیتے تھے کہ اس وقت گاڑی خالی نہیں ہے...کیونکہ جانتے تھے کہ اس سے بھائی کا کوئی

Marfat.com

نقصان نہ ہوگا... کیونکہ کرایہ ہر حال میں دینا ہوگا... اگر میں عاریۃً لیتا... تو ہرگز وہ اس صفائی سے نہ کہہ سکتے اور اس سے طبیعت پر گرانی ہوتی...

اسی طرح میں اپنے بھائی کے نوکروں سے بھی کوئی کام نہیں لیتا کہ ممکن ہے کبھی تنگ دلی پیدا ہو... نیز جلانے کی لکڑی کہ جس کی حقیقت نہیں... ایک بار ان کے یہاں بہت بچ گئیں میں نے وہ بھی بہ قیمت لیں... کیونکہ اس سے مفت خوری کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے... آج لکڑیاں آئیں... کل پیاز آئے گی... پرسوں ترکاری آئے گی... "وقس علیٰ ھذا"

عامۃ المسلمین سے معاملہ

اس سلسلہ میں آپ کا ارشاد ہے کہ: "میں نے خانقاہ میں قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ نہ کسی سے دوستی بڑھاؤ... نہ دشمنی پیدا کرو... نہ زیادہ مجلس آرائی کرو...

کیونکہ یہ مجلس آرائی فساد کی جڑ ہے... لوگ سمجھتے ہیں کہ دین میں انتظام نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے... ترمذی شریف کے باب الشمائل میں مروی ہے کہ

کان لہ عتاد فی کل شیٔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امر میں ایک ضابطہ مقرر تھا..." (اشرف المعمولات نمبر 33، نمبر 74)

میری عادت ہے کہ اول تو حتی الوسع کسی کی چیز عاریت نہیں لیتا اور اگر کبھی کسی مجبوری سے کوئی چیز لینی پڑی تو فراغت کے بعد اس کو فوراً ہی پہنچا دیتا ہوں تا کہ قلب مطمئن ہو جائے... اکثر لوگ اس سے غافل ہیں... میری یہ بھی عادت ہے کہ اگر مستعار چیز کسی وجہ سے جلدی واپس نہ کر سکوں... تو اس کی بہت حفاظت کرتا ہوں اور گھر میں سب چیزوں سے علیحدہ محفوظ جگہ میں اس کو رکھ دیتا ہوں اور گھر میں سب کو منع کر دیتا ہوں کہ اس کو استعمال نہ کریں...

کیونکہ اس کا استعمال درست نہیں... فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے پاس کھانا بھیجے... تو اس کے برتن میں کھانا کھانا جائز نہیں... کیونکہ اجازت نہیں ہے... البتہ اگر کھانا ایسا ہو کہ برتن کے بدلنے سے متغیر ہو جائے تو اس قرینے کی وجہ سے اجازت

Marfat.com

تجھی جائے گی... مگراب تو لوگ بدون تقاضا کے برتن واپس ہی نہیں کرتے... بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جاتے ہیں... یا چند روز کے بعد انکار ہی کر دیتے ہیں...

نوکروں سے معاملہ

فرمایا کہ نوکروں کو دو کام ایک ساتھ نہیں بتاتا... پہلے ایک بتاتا ہوں... جب اس سے فراغت ہو جاتی ہے... پھر دوسرا تاکہ ایک دم بار نہ پڑے اور یاد رکھنے کی زحمت نہ ہو... یاد رکھنے کی زحمت کو خود برداشت کرتا ہوں... ان پر بوجھ نہیں ڈالتا اگر کوئی کام الجھن کا ہوتا ہے تو اس میں خود بھی شریک ہو جاتا ہوں تاکہ انہیں کچھ سہولت ہو جائے...

اگر کوئی کام ابتداہی سے الجھن کا ہوتا ہے تو اول اپنے ہاتھ سے اس کا اشکال رفع کر کے اور اس کو خود ترتیب دے کر مرتب صورت میں نوکروں کے سپرد کرتا ہوں...

تاکہ اس کا کرنا ان کو سہل ہو جائے اس طرح جس سے کوئی کام لیتا ہوں...

مثلاً کوئی مضمون نقل کرانا ہوا... تو اس مضمون کو اس طرح واضح صورت میں حوالہ کرتا ہوں کہ ناقل کو کسی طرح کی الجھن نہ ہو... پارسلوں کے ذریعہ سے جو میں نے ہدایا بھیجنے کی ممانعت کر رکھی ہے... اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نوکروں کو پارسل لانے کی زحمت نہ ہو... ملازموں کو تنخواہ بھی توقیر سے دیتا ہوں... پھینک کر نہیں دیتا جیسا کہ متکبرین کا شعار ہے... بلکہ ان کے سامنے رکھ دیتا ہوں...

جب گھر کے لوگ نہیں ہوتے اور صبح کو ملازم کے ساتھ گھر سے باہر جانا ضروری ہوتا ہے تو ملازم کے بیدار ہونے کے بعد قصداً کسی کام میں مشغول ہو جاتا ہوں تاکہ وہ باطمینان اپنی ضروریات سے فارغ ہو جائے اور میرا تہیہ اور انتظار دیکھ کر اس کو عجلت نہ ہو...

غرضیکہ بہت سی جزئیات ہیں... کہاں تک بیان کی جائے... کیا ان حالات میں یہ کہنا سو فیصد صحیح نہیں کہ:...... تجھ سے جہاں میں لکھ سہی تو مگر کہاں

اس مختصر تفصیل سے بقول مولانا عبدالماجد دریابادی:

Marfat.com

"یہ تو بہر حال معلوم ہی ہو گیا ہو گا کہ حضرت اس رنگ کے صوفی صافی بالکل ہی نہ تھے .... جس میں درویشی کے معنے یہ سمجھے جاتے ہیں ...کہ انسان خلق سے بالکل کنارہ کر کے تنہا کسی جنگل میں رہنا شروع کر دے ...اور انسان سے کوئی واسطہ نہ رکھے ..." (حکیم الامت ص 197)

ترک ترکہ

آپکے والد ماجد نے 1305ھ میں وفات پائی اور کافی ترکہ چھوڑا ...اس میں سے

① ...آپ نے موروثی اراضی چھوڑ دی اور اس میں سے کچھ حصہ نہ لیا...

② ...اپنے دادا صاحب کی متروکہ اراضی کی آپ نے رقم لے لی...

اس سے مکان بنوایا ...جس پر پانچ ہزار روپیہ لاگت آئے ...چونکہ آپ کی بڑی اہلیہ محترمہ کا مہر بھی پانچ ہزار تھا ...اس لیے وہ مکان ان کو مہر میں دے دیا اور جو روپیہ بچا ...اس سے حج پر تشریف لے گئے ...اور اس میں سے کچھ بھی پس انداز نہ ہوا...

③ ...آپ کے والد ماجد صاحب کا جو روپیہ بنک میں موجود تھا اسے آپ مشتبہ سمجھتے تھے اور اپنے جدِ اعلیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح (جو دس حصوں میں اگر ایک حصہ مشتبہ پاتے ...سب کو ترک کر دیتے تھے ...) اس سے حصہ لینے سے انکار کر دیا ...مگر انکار کرنے سے قبل اس کی مزید تصدیق کرنے کے لیے حضرت مولانا گنگوہی سے استفتاء بھی فرما لیا کہ اگر یہ جائیداد نہ رکھوں تو کیسا ہے؟ مولانا نے فرمایا "اگر رکھو رخصت ہے ...نہ رکھو جب بھی حق تعالیٰ روزی سے تم کو پریشان نہ کرے گا..."

اس سلسلہ میں ایک روز مولانا گنگوہی کے خادم خاص مولانا محمد یحییٰ نے حضرت کی موجودگی میں مولانا سے عرض کیا کہ "حضرت ان کو اپنے والد کا متروکہ روپیہ جو بینک میں پڑا ہے ...لینے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ مولانا نے فرمایا...

"گویا کوئی تقویٰ اختیار کرے تو کیا میں اس کو روکوں" جس سے حضرت کا کمال استغناء ظاہر ہے کہ فتویٰ کے باوجود تقویٰ کے پیشِ نظر ترکہ پر لات ماردی...

Marfat.com

وقف وغیرہ کے مال میں احتیاط

میرے ایک دوست کا قصہ ہے کہ وہ ایک اسلامی مدرسہ میں مہمان ہوئے... مغرب کے بعد مہتمم صاحب نے کسی خادم کو حکم دیا کہ ان کے کمرے میں لالٹین روشن کردے انہوں نے فوراً ہی کہا کہ اگر مہتمم صاحب کا تیل ہو تو لانا اور اگر مدرسہ کا تیل ہو مت لانا...

وہاں ایک بزرگ خان صاحب تشریف فرما تھے جو ہمارے حضرات کے صحبت یافتہ ہیں وہ کہنے لگے کہ یہ شخص حضرت مولانا اشرف علی کا تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسی احتیاط اسی کے یہاں ہے ان باتوں پر لوگ مجھے وہمی کہتے ہیں مگر ایسا وہم بھی مبارک ہے جو حضرات سلف کے مذاق سے مطابق ہو... (حرمات الحدود ص ۴۴)

تحفظ حقوق..... حقوق العباد

حکیم الامت حضرت تھانوی کا ارشاد ہے کہ

''عام طور پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حق العبد میں محض بندہ ہی کا حق ہوتا ہے...

حق تعالیٰ کا حق نہیں ہوتا... یہ غلط ہے کیونکہ بندہ کا وہ حق اللہ تعالیٰ ہی نے تو مقرر فرمایا ہے... مثلاً حکم دیا ہے کہ مظلوم کی امداد کرو کسی مسلمان کی غیبت نہ کرو...

کسی کو ایذا نہ دو تو جب ان احکام کے خلاف کسی کو ایذا دی جاوے گی تو جیسے بندہ کا حق فوت کیا... ویسے ہی حق تعالیٰ کا بھی حق فوت کیا کہ ان کے حکم کی مخالفت کی...

اس لیے حقوق العباد تلف کرنے میں محض بندوں کی معافی کافی نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے بھی توبہ واستغفار لازمی ہے گو عام حقوق العباد میں بندہ کی معافی کے بعد اکثر حق تعالیٰ اپنا حق بھی معاف کردیتے ہیں...

مگر بعض اوقات محبوبان خاص کی حق تلفی میں ان کی معافی کے بعد بھی حق تعالیٰ اپنا حق معاف نہیں فرماتے بلکہ مواخذہ ضرور ہوتا ہے...'' (کمالات اشرفیہ ص 16)

Marfat.com

یہ اسی تحقیق لطیف کا نتیجہ تھا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو تحفظ حقوق کا غایت درجہ اہتمام تھا اور معاملات میں ہمیشہ احکام شرعیہ اور جزئیات فقیہہ غامضہ دقیقہ کو ہر وقت پیش نظر رکھتے تھے اور مالی معاملات میں پہنچی ہوئی تھی جو سب کے نزدیک واجب العمل ہونے کے باوجود قابل اعتنا نہیں...

پابندی شریعت

ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک معتد بہ رقم مصارف خیر کے سلسلہ میں حضرت تھانوی کی خدمت میں روانہ کی اور لکھا کہ:

"میں بہت بیمار ہوں یہاں تک کہ صحت سے مایوسی ہے..."

مگر اس میں وصیت کا کہیں ذکر نہ تھا... اس لیے حضرت تھانوی نے مصارف خیر کے لیے بھی رقم کی وصولی کو حد شرعی کے اندر لانے کے لیے ان کو شرعی وصیت کا ایک مضمون لکھ کر روانہ کیا کہ وہ اس پر دستخط کر کے واپس بھیج دیں تا کہ وصیت شرعاً بھی ہو جائے... چونکہ انہوں نے وہ رقم بہ نیت وصیت ہی بھیجی تھی... اس لیے انہوں نے بلا تامل اس مضمون پر دستخط کر کے حضرت کی خدمت میں بھیج دیا... ورنہ حضرت اس بات کا تہیہ کر چکے تھے کہ اگر اس پر دستخط نہ ہوئے تو یہ رقم واپس کر دی جائے گی...

حجت شرعی

اسی طرح جب حضرت کے ایک نہایت ہی مخلص اور متمول خادم مجاز حاجی محمد یوسف رنگونی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو ان کے ورثاء نے ایک کثیر رقم حضرت کی خدمت میں اس وصیت کی بنا پر روانہ کی جو مرحوم نے حضرت کے نام تحریر فرما دی تھی... لیکن حضرت نے تحریر فرمایا کہ: "چونکہ مرحوم کے بعض ورثاء نابالغ ہیں... اس لیے اگر یہ وصیت کسی شرعی حجت سے ثابت ہو...

Marfat.com

تب وہ نابالغ ورثاء کے مقابلہ میں شرعاً نافذ ہو سکتی ہے... ورنہ نہیں... لہٰذا وہاں کے علماء کے سامنے شرعی حجت پیش کر کے اور ان پر یہ بھی ظاہر کر کے کہ وہ وصیت نامہ کس کس کے سامنے لکھا گیا یا حاجی صاحب نے کس کس کے سامنے تحریر کرنے کا اقرار کیا اور کس کس کے پاس رہا اور کہاں کہاں رہا ان سے باقاعدہ فتویٰ حاصل کیا جائے... اور پھر وہ فتویٰ میرے پاس بھیجا جائے... اگر میرے نزدیک بھی وہ حجت شرعاً کافی ہوگی... تو وصیت کردہ رقم بخوشی قبول کرلوں گا... ورنہ عذر کر دوں گا...‘‘

چنانچہ وہاں سے باقاعدہ فتویٰ مکمل حجت شرعی کے ساتھ جب آیا اور حضرت کو بھی اس پر پورا اطمینان ہو گیا... تب وہ رقم قبول ہوئی...

کمال احتیاط

وصیت کردہ رقم کے علاوہ حاجی صاحب مرحوم نے ایک کثیر رقم ایک خاص مصرف خیر کے لیے حضرت کے پاس امانت رکھی ہوئی تھی جو حضرت نے ان کی ہدایات کے مطابق صرف فرمائی تھی چونکہ اس کے مصرف میں لانے سے قبل ہی صاحب خیرات انتقال فرما چکے تھے... اس لیے اب ان کا اس رقم پر کوئی حق شرع باقی نہ رہا تھا... بلکہ یہ رقم اب ورثاء کا ترکہ ہو چکی تھی... اس لیے حضرت نے وہ رقم ان کے ورثاء کو واپس بھیج دی اور اس رقم کی واپسی کی نسبت پہلے دریافت کرنا اس لیے مناسب نہ سمجھا کہ مبادا وہ از راہ مروت واپس کرنے کی ممانعت کر دیں... برخلاف اس کے اب ان کو آزادی تھی کہ اب جو چاہیں اس کے متعلق رائے قائم کریں چونکہ ان کے ورثاء بھی ماشاءاللہ دین دار تھے... اس لیے انہوں نے بھی یہ کیا کہ اس رقم کو بالغ ورثاء نے اپنے حصہ میں لگا کر اور نابالغوں کے حصہ کا عوض ان کو اپنے پاس سے دے کر واپس بھیج دیا کہ اسی مصرف خیر میں بدستور صرف کی جاوے... چونکہ اب کوئی عذر شرعی باقی نہ رہا تھا... اس لیے حضرت نے وہ رقم بخوشی قبول کر کے اس مصرف خیر میں صرف فرمادی...

Marfat.com

وقف مال میں احتیاط کا بے نظیر واقعہ

حضرت کے خلیفہ حکیم نور احمد صاحب کانپوری رحمہ اللہ نے مرض الموت میں اپنے تین مکان بذریعہ تحریر وصیت حضرت کے نام تملیک کر کے اس کی باضابطہ رجسٹری کرادی... حضرت تھانوی چونکہ ان ایام میں تھانہ بھون رہتے تھے...

اس لیے ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا... اور نہ وہ بوجہ بعد مسافت اور تنگی وقت حضرت کو اس امر سے آگاہ کر سکے...

جب حضرت کو کانپور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں پہنچ کر یہ واقعہ بھی معلوم ہوا چونکہ حقوق العباد کا معاملہ تھا... اس لیے حضرت نے بڑے اہتمام سے مرحوم کے ورثاء کی نسبت تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ انہوں نے کوئی وارث نہیں چھوڑا...

البتہ یہ سنا کہ ان کے کوئی عزیز تھے... جو مفقود الخبر ہیں... علت تملیک پر جب حضرت نے غور فرمایا تو وہ ذوقاً اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر مرحوم کو گنجائش ملتی تو وہ کسی وارث کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ رقم مصارف خیر میں ہی وقف کرتے... لیکن چونکہ ان کو کوئی قابل اعتماد آدمی نہ ملا... اس لیے ان کو خیال ہوا کہ میرے نام وصیت لکھ دیں... کہ وہ ان مکانات کی آمدنی مصارف خیر میں صرف کریں گے...

حالانکہ اس امر کی تائید میں وصیت نامہ میں ایک حرف بھی موجود نہ تھا بلکہ انہوں نے وہ مکان مطلق تملیک کیے تھے... جنہیں اپنے مصرف میں لے لینے میں کوئی امر مانع نہ تھا... مگر حضرت کے تقویٰ واستغناء سے یہ برداشت نہ ہو سکا... اور آپ نے غایت احتیاط کی بناء پر وہ تینوں مکان اپنی ملک میں رکھنے کی بجائے اس شرط کے ساتھ یتیم خانہ کانپور کے نام وقف کر کے رجسٹری کرادیئے کہ:

''مرحوم کسی شرعی وارث کی مجھ کو تحقیق نہیں ہوئی... سو اگر واقع میں ایسا ہی ہے تب تو یہ مکانات کل وقف ہیں اور اگر کوئی شرعی وارث حجت شرعیہ کے موافق ثابت ہو

Marfat.com

جائے تو اگر وہ اس وقف کو جائز رکھے (اور شرعاً جائز رکھنے کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے) تب بھی کل وقف ہے...اور اگر وہ جائز نہ رکھے یا اس کا جائز رکھنا کسی عارض کے سبب جائز نہ ہو تو مجموعہ مکانات کا ایک ثلث وقف ہے...اور دو ثلث اس وارث کا حق ہے اور اب سے لے کر اس کی میراث شرعی ملنے تک حساب سے جو کچھ اس وقف کی آمدنی ہو...اس کا دو ثلث بھی اس وارث کو واپس کیا جائے...اور اگر وقف مذکور کی آمدنی میں اس وقت اس قدر رقم موجود نہ ہو تو اس دو ثلث کی آمدنی کو بقیہ ایک ثلث کی آمدنی سے اول پورا کیا جاوے...اس کے بعد مصارف یتیم خانہ میں صرف کیا جائے..."

جب یہ وقف نامہ بغرض رجسٹری پیش ہوا تو اس کو دیکھ کر سب رجسٹرار بڑا ہی متاثر ہوا...اور بے حد تحسین کی کہ اس سے قبل اس قسم کا وقف اور ایسا وقف نامہ جو مختصراً مگر واضح اور ہر پہلو سے مکمل ہو...میں نے نہیں دیکھا...حالانکہ حضرت قانون دان نہ تھے...

اعلان عام

آپ نے صرف یہ وقف نامہ رجسٹری کرا دینے اور وارث کے حقوق کا بندوبست کر دینے کا ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اس امر کے متعلق مفصل اعلان رسالہ "تنبیہات وصیت" کے ضمیمہ خامسہ تتمہ سابعہ کے مضمون رابع میں بھی شائع فرمایا تا کہ:

الف: کسی طرح مرحوم کے مفقود الخبر عزیز کو اس بات کا علم ہو جائے یا

ب: ممکن ہے ان کا کوئی اور شرعی وارث موجود ہو تو وہ باخبر ہو جائے...نیز یہ کہ

ج: میرا کوئی وارث رائج الوقت انگریزی قانون کی بنا پر اس کا دعویٰ نہ کر بیٹھے...اس سلسلہ میں مزید احتیاط واہتمام یہ کیا کہ:

"اس وقف نامہ کی رجسٹری عدالت کانپور کا پورا پتہ لکھے دیتا ہوں تا کہ حق دار کو حاجت کے وقت اس کی نقل لینا سہل ہو جائے جو یہ ہے:

("21 مارچ 1923ء بہی نمبر 1 جلد 501 صفحات 298,297'
دستاویز نمبر 139 فقط")

Marfat.com

استحقاق شرعی

اگر کسی رقم کے متعلق حضرت کو یہ علم ہو جاتا کہ اس کے وصول کرنے سے قبل بھیجنے والے کا انتقال ہو چکا ہے تو اس کو بھی واپس فرما دیتے تھے... کیونکہ موہوب کی ملک ہونے کے لیے محض روانگی رقم کافی نہیں... بلکہ قبضہ شرط ہے... اور یہاں چونکہ وہ رقم بھیجنے والے کے انتقال کے بعد وصول ہوئی... اور قبل انتقال یعنی اس وقت جب کہ وہ رقم معطی کی ملک تھی... حضرت کا قبضہ اس پر نہیں ہوا تھا...

اس لیے شرعاً وہ رقم وصول ہو جانے کے باوجود حضرت کی ملکیت نہ ہوتی تھی... بلکہ وارثوں کی ہی ملک رہتی تھی... اس لیے اسے واپس فرما دیتے تھے اور اگر بیمہ یا منی آرڈر پہنچنے کے قبل بھیجنے والے کے انتقال کی خبر مل جاتی تو اس کو وصول نہ فرماتے...

اسی طرح اگر کسی رقم کے دورانِ صَرف میں اس کے بھیجنے والے کے انتقال کا علم ہو جاتا تو فوراً اس کا خرچ کرنا روک دیتے اور بقیہ رقم کے متعلق خصوصیت کی محل پر تو اطلاع کر کے استفسار فرما لیتے تھے... جواب ہر پہلو سے اطمینان بخش ہوتا... تو اس پر عمل فرماتے... ورنہ بقیہ رقم واپس کر دیتے... اور بلا خصوصیت کے مواقع پر تو استفسار کیے بغیر ہی واپس کر دیتے... غرضیکہ جتنی احتیاط حضرت ایسے معاملہ میں فرماتے تھے اس کی مثال اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتی...

صفائی معاملات

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس امر میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کی انتہا درجہ کی احتیاط غایت درجہ کا ورع وتقویٰ... اعلیٰ درجہ کی صفائی معاملات صرف اس لیے تھی کہ آپ بمصداق

شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

Marfat.com

ہر وقت اس بات کے اہتمام میں رہتے تھے کہ ان کی وجہ سے کسی معاملہ میں کسی قسم کی دوسرے کو الجھن نہ ہو اور عند اللہ مواخذہ نہ ہو آپ صرف اپنے حالات و معاملات کو ہی آئینہ کی طرح صاف و شفاف نہیں رکھتے تھے... بلکہ اپنے تربیت یافتوں کو بھی موت کا اس قدر استحضار کرا دیتے تھے... کہ دربار اشرفیہ کا اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ خادم خود کو ہر وقت موت کے لیے تیار اور اپنی زندگی کو حتیٰ الوسع ہر طرح پاک صاف رکھتا تھا... اور جب تک اسے اس مقام تک نہ پہنچا دیتے تھے... چین نہ لیتے تھے... چنانچہ

① ...ایک بار چند طالب علموں نے خانقاہ میں مستقل قیام کرنا چاہا تو دریافت فرمایا کہ کسی کے حقوق تو ذمہ نہیں اور جب معلوم ہوا کہ ہیں... تو فرمایا کہ پہلے جا کر ان کو اداءً یا ابراءً معاف کرا آؤ... چنانچہ ایک صاحب طالب نے جو غیر مستطیع تھے... تھانہ بھون سے الہ آباد تک کا لمبا سفر محض اس غرض سے پاپیادہ کیا اور بعد صفائی معاملات پاپیادہ ہی واپس آ کر تھانہ بھون میں مقیم خانقاہ ہوئے... اور اخیر وقت تک مقیم رہے...

② ...ایک بار ایک طالب علم اپنی بیوی کو جس سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ وہ ادائے حقوق زوجیت پر قادر تھا... ایک بھائی کے گھر چھوڑ کر خانقاہ میں گیا... جب حضرت کو دریافت پر اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے اسے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کو معلق نہ رکھا جائے اس کا تصفیہ کر کے اور اس سے یکسوئی حاصل کر کے آؤ... چنانچہ جب وہ اس کو طلاق دے کر آئے تو آپ نے اس کی تعلیم و تربیت شروع کر دی...

③ ...ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا غریب شخص آیا... جو کسی زمانہ میں چوری کی واردات کا مرتکب ہو چکا تھا... آپ نے اس کی تعلیم و تربیت کے لیے یہ شرط لگائی کہ پہلے سب سے معافی لکھوا کر آؤ...

چنانچہ وہ سب سے معافی لکھوا کر لایا... ان معافی دہندگان میں ایک ایسا ہندو بنیا بھی تھا جس کے اس نے ریل میں پانچ سو روپے چرائے تھے...

اسے جب یہ معلوم ہوا کہ یہ حضرت تھانوی کی زیر تربیت آنا چاہتا ہے... اور اب

Marfat.com

آئندہ پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا طالب صادق ہے تو اس نے بھی اس عنوان سے معافی نامہ لکھ دیا کہ میں نے حسبتاً للہ معاف کیا... چنانچہ آپ نے طریق کے مطابق ان معافی ناموں کی تصدیق کرانے کے بعد اپنی تعلیم و تربیت سے اس چور کو متقی بنا دیا...

یہ تو دوسروں سے معاملہ تھا... حضرت کی اپنی حالت اور عادت یہ تھی کہ اگر کبھی تھوڑا سا بھی مسجد کا گرم پانی وضو سے بچ جاتا تھا... تو آپ اس کو بھی سقاوہ میں ڈال آتے تھے تاکہ مسجد کا اتنا سا مال بھی ضائع نہ ہو... اس سے آپ کی احتیاط کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے...

طریق وصیت

جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ اپنی حین حیات میں اس قدر محتاط تھے تو سفر آخرت کے سلسلہ میں انہوں نے کس قدر احتیاط سے کام لیا ہوگا...

اس کا اندازہ آپ کے وصیت نامہ سے ہو سکتا ہے... جو کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کی منزل سے گزرنے والے ہر مسافر کے لیے سرمایہ عبرت و بصیرت ہے اور جامعیت و ندرت کے لحاظ سے ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے...

حضرت کا طریق وصیت یہ تھا کہ آپ نے بعد وفات پیش آنے والے واقعات کے متعلق تو ایک مفصل وصیت لکھ رکھی تھی... جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے مگر چونکہ روز مرہ کے حالات میں تغیر و تبدل لازمی ہوتا ہے... اس لیے ان کے منضبط کرنے کے لیے آپ نے وصیت نامہ کے محاذات میں اصل مضامین کے ہی مساوی خالی جگہ چھوڑی ہوتی تھی اور اس میں یومیہ حالات کے تقلبات کو منضبط کرتے رہتے تھے... اور جب کسی جزو کی ترمیم کی مقدار زیادہ ہو جاتی... تو اصل کو اس کی جگہ سے کاٹ کر بقیہ مضامین کے بعد مع لحاظ ترمیمات اس کو ایک مستقل نمبر بنا کر متن میں اس کا اضافہ فرما دیتے تھے... اور چونکہ بعض نمبروں میں دوسرے نمبروں کا حوالہ ہوتا...

اس لیے اس ترمیم شدہ نمبر کا عدد نہ بدلتے... بلکہ اس ترمیم شدہ حصہ کو مستقل کا

Marfat.com

غذ پر لکھ کراس اصل کی جگہ گوند وغیرہ سے چسپاں کر دیتے...اور اگر کوئی مستقل نمبر بڑھانا ہوتا...تو اسے اخیر میں درج کر دیتے اور اس طرح آپ روز کا معاملہ روز ہی صاف کرتے رہے تا آنکہ سفر آخرت پیش آ گیا...

ان وصایا میں آپ نے اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب تھانوی کو وصی بنایا اور ان کے لیے یہ دو مشورے درج وصیت نامہ کیے...

1...ان وصایا کی تنقید کے وقت کسی متدین خوش فہم عالم کو بھی شریک کر لیں...

2...تنبیہات وصیت مدرسہ سے یا کہیں اور سے لے کر اور اس کی تتمات میرے ڈیسک میں سے نکال کر ان پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے اور ان میں جو وصایا مقتضائے وقت ہوں ان پر بھی عمل یا ان کا اعلان خاص یا عام کیا جائے اور ان کے کسی جزو میں اگر تعارض ہو اخیر پر عمل کیا جائے...جس کی تعیین تاریخ کتابت سے ہو جائے گی...(کتبہ اشرف علی آغاز محرم 1346ھ)

اثاث البیت کے متعلق وصیت

اثاث البیت کے متعلق وصیت اشرف السوانح جلد سوم میں صفحہ 122 تا 127 پر پھیلی ہوئی ہے...اس میں آپ نے اپنی مملوکہ غیر مملوکہ اشیاء اور وقف جائیداد کی فہرست وغیرہ اسی تفصیل سے دی ہے...

جیسی مملکت اسلامیہ جمہوریہ کا محکمہ تشخیص موت ٹیکس (اسٹیٹ پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1950ء) کی رو سے کسی لکھ پتی کے مرنے پر طلب کرتا ہے...یعنی جس تفصیل سے متوفی کی جائیداد کی فہرست پیش کرنے کا مذکورہ بالا ایکٹ 1950ء تقاضا کرتا ہے وہی تفصیل قانون کے خوف سے نہیں...خدا کے خوف سے آپ نے خود بخود اپنے وصیت نامہ میں درج کر دی تھی...جس سے ظاہر ہے کہ اگر طبائع میں خوف خدا پیدا ہو جائے...تو قانون سازی کا کام بالکل برائے نام رہ جائے...

Marfat.com

اہل حقوق کی وصیت

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اپنے مذکورہ بالا وصیت نامہ میں لکھتے ہیں کہ:

''میرے بعد اخلاق سیئہ کے سبب بعض بندگان خدا کو حاضرانہ و غالبانہ میری زبان اور ہاتھ سے کچھ کلفتیں پہنچی ہیں... اور کچھ حقوق ضائع ہوئے ہیں... خواہ اہل حقوق کو اس کی اطلاع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو... میں نہایت عاجزی سے سب چھوٹے بڑوں سے استدعا کرتا ہوں کہ للہ دل سے معاف کردیں...

اللہ تعالیٰ ان کی تقصیرات سے درگزر فرماویں گے... میں بھی ان کے لیے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں عفو و عافیت عطا فرماویں... معذرت کرنے والے کی تقصیر سے درگزر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے... اور اگر معاف کرنے کی ہمت نہ ہو تو حسب فتویٰ شرعی مجھ سے عوض لے لیں... خدا کے لیے قیامت پر مواخذہ نہ رکھیں کہ اس کا کسی طرح تحمل نہیں...

اس قبیل کی کوتاہیاں جو دوسروں سے میرے حق میں ہوگئی ہوں... میں بطیب خاطر گزشتہ اور آئندہ کے لیے محض خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کو اور اپنی خطاؤں کی معافی کی توقع پر وہ سب معاف کرتا ہوں...''

علماء و طلباء کو وصیت

''جو مدرسہ دینیہ فی الحال یہاں میرے تعلق میں جاری ہے... وہ ایک خاص شان کا مدرسہ ہے... جس کی تفصیل ضروری میرے مشفق مولوی عبداللہ صاحب کی تحریر مسمی بہ ظل صفہ سے معلوم ہو سکتی ہے... میرا دل یوں چاہتا ہے کہ میرے بعد بھی اس کے ابقاء کی طرف توجہ رکھی جائے... اور خدا تعالیٰ اس مدرسہ کی خدمت کی جس کو توفیق دے تو وہ اس کے طرز کو جس کا مہتم بالشان جزو تربیت اخلاق و اصلاح نفس

Marfat.com

ہے نہ بدلے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی میں بہت خیر و برکت کی امید ہے...''

دینی یا دنیوی مضرتوں پر نظر کر کے ان امور سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں کہ:

1... شہوت و غضب کے مقتضاء پر عمل نہ کریں... 2... تعجیل نہایت بری چیز ہے...

3... بے مشورہ کوئی کام نہ کریں... 4... غیبت قطعاً چھوڑ دیں...

5... کثرت کلام اگرچہ مباح کے ساتھ ہو اور کثرت اختلاط بلا ضرورت شدید و بلا مصلحت مطلوبہ اور خصوصاً جبکہ دوستی کے درجہ تک پہنچ جائے... پھر خصوص جبکہ ہر کس و ناکس کو راز دار بنالیا جاوے... نہایت مضر چیز ہے...

6... بدوں پوری رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھاویں...

7... بدوں سخت تقاضا کے ہم بستر نہ ہوں... 8... بدوں سخت حاجت کے قرض نہ لیں

9... فضول خرچی کے پاس نہ جائیں... 10... غیر ضروری سامان جمع نہ کریں...

11... سخت مزاجی و تند خوئی کی عادت نہ کریں... رفق اور ضبط و تحمل کو اپنا شعار بناویں

12... زیادہ تکلف سے بہت بچیں... اقوال و افعال میں بھی طعام و لباس میں بھی

13... مقتداء کو چاہیے کہ امراء سے بد خلقی نہ کرے اور نہ زیادہ اختلاط کرے... اور نہ ان کو حتیٰ الامکان مقصود بنا دے... بالخصوص دنیوی نفع حاصل کرنے کے لیے...

14... معاملات کی صفائی کو دیانات سے بھی زیادہ مہتم بالشان سمجھیں...

15... روایات و حکایات میں بے انتہا احتیاط کریں... اس میں بڑے بڑے دین دار اور فہیم لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں... خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے میں...

16... بلا ضرورت بالکلیہ اور ضرورت میں بلا اجازت و تجویز طبیب حاذق مشفق کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں...

17... زبان کی غایت درجہ ہر قسم کی معصیت و لایعنی سے احتیاط رکھیں...

18... حق پرست رہیں... اپنے قول پر جمود نہ کریں...

Marfat.com

19...تعلقات نہ بڑھائیں...20...کسی کے دنیوی معاملہ میں دخل نہ دیں...
طالبعلموں کو وصیت کرتا ہوں کہ نرے درس وتدریس پر مغرور نہ ہوں...اس کا کار آمد ہونا اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظر عنایت پر موقوف ہے...
اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں...

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

دوستوں کو وصیت

''میں اپنے سب دوستوں سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے سب معاصی صغیرہ وکبیرہ عمد وخطا کے لیے استغفار فرماویں...اور میرے اندر جو عادات و اخلاق ذمیمہ ہیں...ان کے ازالہ کے لیے دعا کریں...''

میں اپنے دوستوں کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علم دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو تعلیم کرانا ہر شخص پر فرض عین ہے...خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ صحبت...بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ فتنہ دینیہ سے حفاظت ہو سکے...جن کی آج کل بہت کثرت ہے...اس میں ہرگز غفلت یا کوتاہی نہ کریں...''

منتسبین کو وصیت

''میں اپنے تمام منتسبین سے درخواست کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنی عمر بھر یاد کر کے سورہ یسین شریف' تین بار قل ھو اللہ شریف پڑھ کر مجھ کو بخش دیا کرے...مگر اور کوئی امر خلاف سنت وبدعات عوام وخواص میں سے نہ کریں...''

میرے ایصال ثواب کے لیے کوئی جمع نہ ہوں...نہ اہتمام سے نہ بلا اہتمام...اگر کسی دوسرے اتفاق سے بھی جمع ہو جائیں تو تلاوت وغیرہ کے وقت قصداً متفرق ہو جائیں اور ہر شخص منفرداً بطور خود جس کا دل چاہے دعا وصدقہ وعبادت نافلہ سے نفع پہنچا

Marfat.com

دے... نیز میری مستعمل چیزوں کے ساتھ متعارف طریق سے تبرکات کا سا معاملہ نہ کریں... البتہ اگر کوئی محبت سے شرعی طریق سے اس کا مالک بن کر مخفی طور پر اپنے پاس رکھے تو مضائقہ نہیں... اس کا اعلان اور دوسروں کو دکھلانے کا اہتمام نہ کیا جاوے...

حتی الامکان دنیا و مافیہا سے جی نہ لگاویں اور کسی وقت فکر آخرت سے غافل نہ ہوں ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر اسی وقت، پیام اجل آ جاوے... تو فکر اس تمنا کا مقتضی نہ ہو...

لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ

اور ہر وقت یہ سمجھیں کہ...... شاید ہمیں نفس... نفس واپسیں بود

اور علی الدوام دن کے گناہوں سے قبل رات کے اور رات کے گناہوں سے قبل دن کے استغفار کرتے رہیں اور حتی الوسع حقوق العباد سے سبکدوش رہیں..."

قرض کے متعلق وصیت

"خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے ذمہ بالکل کسی کا قرض نہیں اور حق تعالیٰ کا جو معاملہ فضل اس ناکارہ کے ساتھ ہے... اس سے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس سے محفوظ رہے گا... اور اگر اتفاق ہوا یا کسی کی امانت میرے پاس ہوئی تو اس کی یادداشت زبانی یا تحریری ظاہر کر دی جائے گی...

اس کے ضمن میں یہ امر بھی قابل اطلاع ہے کہ مہر اہلیہ کا بھی ادا کر چکا ہوں... مکان مسکونہ اور بعض دیگر اموال ملا کر یہ سب مہر میں دے دیا... اس وقت وہ مکان خالص ان کی ملک ہے... وہ اس میں جو چاہیں تصرف کریں... اسی طرح اثاث البیت اکثر ان کی ملک ہے اور بعض جو مشترک یا خاص میری ملک ہے وہ ہم دونوں کو یاد ہے... ہر ایک کا قول اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ قابل تصدیق ہے..."

میرے ذمہ جو کسی کا دین (امانت وغیرہ) ہے... یا اوروں کے ذمہ میرا دین

Marfat.com

ہے... اس کی تفصیل میرے ڈیسک کے ایک دراز میں ایک کرمچ کے بٹوہ میں ہے... اور کبھی مکان خورد کے کمرہ خورد کی الماری میں چوبی صندوقچہ میں بھی رکھ دی جاتی ہے... اور احتیاطاً سیاہ جلد والی بیاض میں بھی تلاش کر لیا جاوے...

اس بیاض میں بعضی اور سرخیاں بھی نظر آویں گی... ان کا وصیت سے کوئی تعلق نہیں... البتہ ایک سرخی ملے گی... حساب طعام خانہ... اس کا مفہوم وہ خرچ ہے جو اپنے کھانے کی بابت گھروں میں دیتا ہوں... ان سے پوچھ لیا جاوے کہ ان کا کچھ باقی ہے یا میرا کچھ نکلتا ہے... وہ دَین کی فرد ہے...

امانات کے متعلق وصیت

امانات کی تھیلیوں یا لفافوں میں جو کہ میری ملک ہیں... اہل امانات کے نام اور پتے اور کچھ یادداشتیں لکھی ہوئی ہیں... ان پتوں پر ان لوگوں کو مع ان یادداشتوں کے بذریعہ خط رجسٹری کے اطلاع کی جاوے اس اطلاع میں جو صرف ہوگا... وہ میرے ترکہ سے خرچ کیا جائے... اگر کوئی صاحب امانت زندہ نہ ہوں... تو ان کے ورثہ کو اس طرح اطلاع کی جاوے... مگر نابالغ کا حصہ ہر حال میں ان کو ہی پہنچایا جائے... اگر کسی کا جواب نہ آئے... تو علماء سے حکم شرعی پوچھ کر اس پر عمل کیا جاوے... اور تحقیق ورثہ میں بھی اس پر اسی مد اطلاع سے یعنی میرے ترکہ سے صرف ہوگا اور جس میں کچھ لکھا ہوا نہ ملے یا لفظ ذاتی لکھا ہوا ملے... وہ میری ملک ہے اور شامل ترکہ ہے... اور شاید کسی تھیلی میں لفظ حساب مشترک لکھا ہوا پایا جاوے... یہ وہ رقم ہے جس کو میں ہر مہینہ کے ختم پر گھروں میں تقسیم کر دیتا تھا... مگر قبل تقسیم وہ میری ہے... اس میں تقسیم نہ ہوگی... البتہ ربع اس کا بھی نکال کر اس رقم میں شامل کر لیا جائے گا...

جو اصل ترکہ سے بقدر ربع بعد وضع اخراجات تجہیز و تکفین و ادائے دَین امانات وغیرہ کی واپسی کے مخصوص کیا گیا ہے... اس تھیلی میں اگر کسی اہلیہ کے نام پر کوئی رقم جمع

Marfat.com

شدہ نظر آوے... وہ ان کو تملیکاً بہ توقع دوسری کو مساوی کردینے کے دی گئی ہے... مگر نہ وہ ان سے واپس لی جاوے... نہ دوسری کو عدل کے واسطے اتنی دی جاوے...

کیونکہ عدل واجب حیات کے ساتھ منقطع ہو چکا ہے... اور نیت کے سبب عدم عدل کا مواخذہ بھی نہ ہوگا... البتہ اگر ایک کو حالت یاس میں دینا حجۃ شرعیہ سے ثابت ہو جاوے... تو وہ واپس کر لیا جاوے...

کتب خانہ کے متعلق وصیت

"میرے کتب خانہ میں ہر قسم کی اور بعض دوسرے فرقوں کی بھی کتابیں بلا میرے قصد کے جمع ہوگئی ہیں...

سو محض ان کے کتب خانہ میں ہونے سے سب کی صحت مضامین کا شبہ نہ کیا جاوے... جو کتاب یا جو مضمون قواعد شرعیہ کے خلاف ہو اس کو باطل سمجھا جاوے..."

مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں جو کتب احقر کے آنے سے پہلے کی ہیں... ان کو مع ان کی فہرست کے جدا رکھا گیا ہے اور جو کتب میری معرفت آئی ہیں... وہ مع فہرست جدا ہیں... اور واقفین نے ان کے نقل وغیرہ کا مجھ کو پورا اختیار دیا ہے... اس لیے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت یہاں ان سے انتفاع نہ ہو سکے... تو مدرسہ دیوبند میں ان کو منتقل کر دیا جائے..."

تالیفات کے متعلق وصیت

تالیفات کے بعض مقامات مجھ سے اختصار موہم یا زیادت موہمہ یا غفلت سے کچھ لغزشیں بھی ہوئی... جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں... ان کی اطلاع جزئی طور پر دیتا ہوں... اور جو اس وقت ذہن میں حاضر نہیں ان کے لیے دو قاعدے عرض کرتا ہوں... ایک یہ کہ میری کسی ایسی تصنیف میں جو اس محل لغزش سے متاثر ہو... اس کی

Marfat.com

اصلاح کر دی گئی ہو... اور متاخر ہونا تاریخ کے ملانے سے جو کہ ہر تصنیف کے آخر میں التزاماً لکھی گئی ہے... معلوم ہو سکتا ہے... اور اسی سے یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ میری تالیفات میں جو مضمون متعارض ہو... اس میں اخیر کا قول میرا سمجھا جائے...

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ایسے مشتبہ کو دوسرے علماء محققین سے تحقیق کر لیا جاوے... اور ان کے قول کو میرے قول پر ترجیح دی جاوے... اس طرح اگر میرا لکھا کوئی مشتبہ فتویٰ کسی کی نظر سے گزرے... اس میں بھی یہی تقریر معروض ہے... کیونکہ بعض اوقات لکھنے کے بعد خود مجھ کو بعض جوابوں کا غلط ہونا محقق ہوا ہے... میں نے سائل کا پتہ معلوم ہونے پر اس کو مطلع بھی کر دیا لیکن پتہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں یا اس سائل کے پاس میری تصحیح کے محفوظ نہ رہنے کی تقدیر پر احتمال غلطی میں پڑنے کا ہو سکتا ہے... اس لیے احتیاطاً یہ عرض کیا گیا... اب اول جزئی غلطیوں کے مقامات کو نقل کرتا ہوں...

مقام اول: ''بہشتی زیور'' میں عشاء کے بعد چار سنتیں لکھ دی ہیں صحیح یہ ہے کہ دو سنت ہیں اور دو نفل...

مقام دوم: بہشتی زیور میں ایام بیض 1413-12 تاریخوں کو لکھ دیا ہے... صحیح 13-14-15 ہیں...

مقام سوم: تعلیم الدین و بہشتی زیور میں تیجے چالیسویں وغیرہ کے بدعت کے ہونے کے ذکر میں یہ لفظ لکھا گیا ہے... ضروری سمجھ کر کرنا اس سے شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید غیر ضروری سمجھ کر کرنا جائز ہو... سو یہ قید واقعی تھی... احترازی نہ تھی... حکم یہ ہے کہ خواہ کسی طرح سے کرے بدعت ہے...

مقام چہارم: ''تعلیم الدین'' میں قبروں پر چراغ جلانے کے بارہ میں یہ لفظ لکھا گیا ہے... ''کثرت سے چراغ جلانا'' اس میں بھی مثل مقام سوم کے سمجھنا چاہیے... حکم یہ ہے کہ ایک چراغ رکھنا بھی بدعت ہے...

مقام پنجم: تعلیم الدین میں روپیہ کے پیسے ادھار لینے کو مطلقاً منع لکھ دیا ہے...

Marfat.com

اور واقع میں اس حکم میں تفصیل ہے... اگر عقد میں پورے پیسے ٹھہرے ہوں... دونی چونی وغیرہ نہ ٹھہری ہوں... اور عاقد کے پاس مبادلہ کے وقت پیسے پورے موجود بھی ہوں... لیکن کسی وجہ سے اس وقت قبضہ نہیں کرایا.. تب تو جائز ہے... اور اگر ایک شرط بھی مفقود ہو تو نا جائز ہے... چونکہ عام لوگ ان دونوں شرطوں کا لحاظ نہیں کرتے اس لیے انتظاماً علی الاطلاق منع کر دیا گیا ہے...

مقام ششم: ''شوق وطن'' گیارہویں کتاب صفحہ 23 میں ایک حدیث میں بوجہ غلطی نسخہ کے لم یومن لکھا گیا ہے... اور دوسرے کالم میں اس بنا پر ترجمہ بھی غلط ہو گیا... صحیح متن لم یوص ہے اور ترجمہ یہ ہونا چاہیے... جو شخص (باوجود ایسے حقوق متعلق ہونے کے جن میں وصیت کرنا واجب ہو) وصیت نہ کر جائے... اس کو مردوں کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہیں ملتی... الخ

مقام ہفتم: یادگار دربار پر انوار کے بالکل آخر میں ایک مضمون از قبیل عملیات لکھا ہے وہ کسی بزرگ سے منقول نہیں... ایک صاحب کانپوری کاتب مضمون نے بہ نیت نفع وہاں کے مدرسہ کی ایک تاویل سے ایسا لکھ دیا ہے... اس لیے اس عمل کو منقول سمجھ کر استعمال نہ کریں... نیز اس کی ترکیب بھی بلا تکلف قواعد سنت پر منطبق نہیں ہوتی...

''فروغ الایمان'' میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر پابندی احکام کے ساتھ ڈپٹی کلکٹری یا بیرسٹری وغیرہ اختیار کرو... تو چشم ما روشن دل ماشاد انتہی... اس سے بظاہر شبہ ان اعمال کے جواز کا معلوم ہوتا ہے... یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مقصود اس عبارت سے یہ ہے کہ اگر پابندی احکام کے ساتھ ترقی دنیوی ہو تو اجازت ہے... یہ مثالیں خود مقصود نہیں کیونکہ ان اعمال کا مشروع ہونا نہ ہونا محتاج تفصیل مستقل ہے... البتہ ان مثالوں کو ارخاء عنان و تسامح پر محمول کرنا چاہیے... اور ان کے جواز علی الاطلاق کا شبہ نہ کرنا چاہیے...

میری تحریرات میں جو مضامین از قبیل علوم مکاشفہ ہیں... جو کہ علم تصوف کی ایک قسم ہے جس کو حقائق و معارف سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے... اور حجج شرعیہ ان سے

Marfat.com

ساکت ہیں... ان کو حسب قاعدہ اصولیہ وکلامیہ امور ثابتہ بدلائل شرعیہ کے درجہ میں نہ سمجھنا چاہیے... بلکہ بالکل اعتقاد نہ رکھنا بھی جائز ہے... اور اگر اعتقاد رکھے... تو محض احتمال کے درجے سے تجاوز نہ کرے..."

اصلاح مسودات کے متعلق وصیت

"مولوی ظفر احمد (عثمانی) کو وصیت کرتا ہوں کہ جو مواعظ میری نظر اصلاحی سے رہ جائیں... بشرطیکہ مولوی شبیر علی یا خواجہ عزیز الحسن یا حکیم محمد مصطفےٰ یا اور جوان کی نظر میں صالح للاعانت ہوں... ان کی معیت میں ان پر منجانب مجلس نظر اصلاحی کر لیں..."

غیر مکمل مسودات کی تکمیل کے متعلق وصیت

"جو مضمون میری طرف منسوب ہے... وہ بدوں میری نظر ثانی کے جس کی علامت جابجا میرا بنانا ہے... جس کو میرا خط پہچاننے والے جان سکتے ہیں... اور مدت سے یہ بھی التزام ہے کہ اخیر میں یہ عبارت کہ معائنہ کردہ شد" لکھ کر دستخط کر دیتا ہوں... بسبب احتمال غلطی نقل کر کے میری طرف منسوب نہ کیا جاوے...

(2) ایسے غیر مکمل مضامین کی تکمیل بشرط امکان مولوی حبیب احمد صاحب و مولوی شبیر علی صاحب و مولوی ظفر احمد و مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب اور صرف صفائی مواعظ میں خواجہ عزیز الحسن صاحب سے یا جس کو یہ سب منتخب کریں... کرالی جاوے... اور مسودہ اجمالیہ کی اگر تسوید تفصیلی میں تکلف معلوم ہو... تو ان کو بصورت ملفوظات ہی صاف کر لیں... (3) اور اس صورت میں اس مضمون کی نسبت اس تکمیل کنندہ کی طرف کی جاوے اور تکمیل کنندہ کو ہر طرح کی اصلاح میں پورا اختیار ہے"

مکرر تحقیق تالیفات کے متعلق وصیت

"یہ سب مضامین میں اہم ہے... ضمیمہ تتمہ خامسہ تنبیہات کے مضمون ثانی میں

Marfat.com

بذیل نمبر 472 ایک کتاب کا نام لکھا ہے... تصحیح الاغلاط... جس کی نسبت (لفظ) زیر تحریر لکھا ہے... اب بفضلہٖ تعالیٰ اس کا کام ہو گیا ہے... حقیقت اس کتاب کی یہ ہے کہ مجھ کو اپنے فہم یا تحقیق پر وثوق تو کبھی نہیں ہوا... مگر اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھ اتنی بدگمانی بھی نہ تھی... کہ از خود اپنی زلات واغلاط کی تفتیش کا اہتمام کرتا...

البتہ اگر اتفاقاً کسی نے کسی غلطی کی اطلاع دی... بحمداللہ فوراً رجوع کر لیا... اور کسی نہ کسی موقع پر اس کو شائع کر دیا...

چنانچہ میری تحریرات سے یہ بات ظاہر ہے خصوص امداد الفتاویٰ کے بعض حصص کے آخر میں ایک طویل فہرست بھی اس کی ملحق ہے یہ ایک دور ہے...

پھر جب ان تنبیہات کی تعداد معتد بہ ہو گئی... تو مصلحت معلوم ہوئی کہ اس کا ایک مستقل سلسلہ جاری رکھا جائے... چنانچہ ترجیح الراجح کی یہی حقیقت ہے... جس کا اس سند میں حصہ رابع ہو رہا ہے اور یہ دوسرا دور ہے...

پھر خیال یہ ہوا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ ہر لغزش پر کوئی نہ کوئی متنبہ بھی کر دیا کرے... تو اس صورت میں بہت زلات اصلاح سے رہ جاویں گے... اس لیے اس کا یہ اہتمام کیا گیا کہ اہل علم میں سے ایسے متدین ومعتمد علماً وعملاً حضرات کو جو نہ میری رعایت کریں اور نہ خواہ مخواہ کا عناد کریں... اپنی تمام مولفات پر نظر ثانی کرنے کے لیے منتخب کر کے ان کو یہ کام سپرد کر دیا گیا... کہ ایسے مواقع پر پوری تحقیق اور آزادی سے کام لے کر ایسے زلات کی تصحیح فرماویں... چنانچہ نہایت خوبی سے یہ کام ہو رہا ہے اور حقیقت اس کتاب کی یہی ہے... اور یہ تیسرا دور ہے...

میری وصیت یہ ہے کہ اگر میرے سامنے یہ کام مکمل نہ ہو تو میرے بعد بھی اس کو جاری رکھیں... اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل واشاعت کو سہل فرماویں... آمین بحرمة سيد المرسلين على الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين..."

Marfat.com

تنقید متعلق مؤلفات خود

''یوں تو اپنے جمیع مؤلفات کے متعلق احتیاطاً مشورہ دیتا ہوں کہ دوسرے محققین علماء سے ان کی تنقید کرا کر عمل کریں...

مگر بعض مؤلفات کی نسبت خصوصیت سے کچھ تنبیہات کرتا ہوں...''

1... انوار الوجود کو عام لوگ نہ دیکھیں اور خواص بھی ان کو صرف ذوقیات و لطائف کے درجہ سے آگے نہ بڑھادیں...

2... نیل الشفاء کے متعلق النور نمبر 9 جلد 3 میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے... اس کے خلاف نہ کریں...

3... فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق تنبیہات وصیت کی تنبیہہ وھم واجب العمل ہے...

4... بہشتی زیور و گوہر و امداد الفتاویٰ مع تتمات اور حوادث کے ساتھ ترجیح الراجح کا ضرور مطالعہ فرماویں کہ اس میں بہت سے مقامات کی اصلاح ہے... اور تکمیل دلائل بہشتی زیور و گوہر کی طبع میں مولوی شبیر علی نے ان ضروری اصلاحات کو لیا بھی ہے...

5... جمال القرآن میں متعدد تسامحات ہو گئے ہیں... اب اصلاح کے بعد مولوی شبیر علی اس کو مکرر شائع کرنے والے ہیں... اس کو مکمل سمجھیں...

6... نصح الاخوان کے بعض مضامین میں بھی بعض علماء نے بعض عبارات کے اہمال یا ابہام کے سبب اختلاف کیا ہے... کسی محقق سے سبقاً سبقاً پڑھ لیں اور اختلاف میں جو حق ثابت ہو اس کا اتباع کریں...

7... مسائل اہل الخلہ میں میری آخری تحریر کو قول فیصل نہ سمجھیں... مستقل تحقیق کر لیں...

آخر میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ میری خطا و عمد کو معاف فرماویں اور میری تقریرات و تحریرات کو اضلال کا سبب نہ بنادیں...''

Marfat.com

سوانح حیات کے متعلق وصیت

چونکہ محبت میں اکثر مدائح غیر واقعیہ مشہور کر دیئے جاتے ہیں... اس لیے میں اپنی سوانح کا لکھا جانا پسند نہیں کرتا... اگر کسی کو بہت ہی بے تابی کا شوق ہو... اور دوسرے اہل تدین و تحقیق بھی اجازت دیں تو روایت میں احتیاط شدید کو واجب سمجھنا چاہیے... ورنہ میں بری ہوتا ہوں...

خطوط کے متعلق وصیت

''میرے بعد میرے نام کے خطوط خواہ لفافے ہوں... یا کارڈ جوابی ہوں یا غیر جوابی اسی طرح منی آرڈر بھی وصول نہ کیے جاویں... بلکہ ان پر کیفیت لکھ کر واپس کر دیئے جاویں... البتہ اگر کوئی منی آرڈر کوپن سے مدرسہ کا معلوم ہو تو ڈاک والے اگر وعدہ کریں کہ مرسل کا خط دیکھ کر ہم دے دیں گے... تب تو جس قدر قانوناً گنجائش ہو...

ڈاکخانہ میں امانت رکھا کر مرسل کے پاس خط بھیج کر دریافت کر لیا جاوے اور اس خط کا محصول میرے اس ربع سے دیا جائے... جو ترکہ میں سے اس غرض کے لیے مخصوص کیا گیا ہے... پھر وہ خط اہل ڈاک کو دکھلا کر منی آرڈ وصول کر لیا جائے... اور اگر اس طرح وصول کرنا خلاف قواعد ڈاکخانہ کے ہو... تو ابتداء ہی سے واپس کر دیا جائے...''

اجازت یافتگان کے متعلق وصیت

''میں نے مختلف اوقات میں جن صاحبوں کو بیعت لینے اور تعلیم و تلقین کی اجازت دی ہے...

ان میں سے بعض حضرات اگرچہ وہ قلیل ہی ہیں... مجھ سے خط و کتابت اس قدر کم رکھتے ہیں کہ وہ ان کے موجودہ حالات کے اندازہ کرنے کے لیے کافی نہیں اور اجازت کی حالت کا (کہ ان کا حاصل حالاً درستی اور بنا بر مناسبت مالاً توقع رسوخ

Marfat.com

ہے... متغیر ہو جانا کچھ مستبعد نہیں... فان الحی لاتومن علیہ الفتنۃ

بلکہ یہ احتمال بعد راسخ ہو جانے کے بھی محال نہیں... اگرچہ نادر بحکم معدوم ہے کیونکہ رسوخ واقعی کا جس میں تغیر عادۃً محال ہے... علم قطعی کس کو ہو سکتا ہے... اور ظن کی خود حقیقت منجانب مخالف کے متحمل ہونے کو بتا رہی ہے...

اس لیے احتیاطاً سب مجازین کے متعلق بالخصوص مکاتبت نہ رکھنے والوں کے بارہ میں یہ عرض عام ہے کہ ان سے رجوع کرنے میں محض میری اجازت پر اعتماد نہ رکھیں... بلکہ جو علامات احقر نے "تعلیم الدین" میں صاحب کمال کی لکھی ہیں... ان پر منطبق کر کے عمل کریں... میں اپنے بعد اس کا بار نہیں رکھنا چاہتا...

چونکہ بعض کے حالات ہی معلوم نہیں ہوتے اور بعض کے حالات مشتبہ سننے میں آتے ہیں... اس لیے احتیاطاً انتخاب کے بعد مجازین کی ایک مستقل فہرست تجویز کرتا ہوں... ان کے سوا اوروں کو فی الحال مجاز نہ سمجھا جائے...

البتہ اگر کسی کا حال قابل اطمینان ثابت ہوگا اس کا نام از سر نو درج کیا جاوے گا... بقیہ اوروں کو مجاز نہ سمجھنا ان کی صلاحیت کی نفی نہیں... میرے علم صلاحیت کی نفی ہے... یعنی ان کے قابل اجازت ہونے کی مجھ کو تحقیق نہیں..."

آخری عطیہ

آپ کی آخری تصنیف لطیف بوادر النوادر کے 250 نسخے آپ کی وفات سے چند روز قبل ہی جناب عبدالکریم صاحب ریٹائرڈ سیشن جج نے اپنے مصرف سے طبع کروا کر حضرت کی خدمت میں بھیجے...

حضرت نے اسی وقت بعض خاص مقربین کی فہرست تیار کرائی... جو غالباً 61 تھے اور ہر ایک کو بوادر النوادر کا ایک ایک نسخہ دینے کی ہدایت کی... مولوی سید سلیمان ندوی بھی اس وقت خانقاہ میں موجود تھے چونکہ ان کا نام بھی اس فہرست میں

Marfat.com

موجود تھا... اس لیے مولانا جمیل احمد صاحب نے حضرت کا یہ عطیہ وہیں ان کے حوالے فرمایا... سید صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے:

"حضرت کا یہ ارشاد سامی پہنچایا کہ میرے مضامین سے اقتباسات جمع کر کے شائع کرو... اس حکم کو اپنی ہدایت و رہنمائی کا نسخہ سمجھ کر اپنی سعادت کا اظہار کیا...

دوسرے دن حاضری کے موقع پر حضرت نے اپنی زبان مبارک سے خود یہ ارشاد فرمانا چاہا تو خاکسار نے حضرت کی زحمت تکلم کے خیال سے عرض کیا کہ یہ ارشاد مبارک مولانا جمیل احمد صاحب کے ذریعہ پہنچ چکا ہے مگر وہاں سے اٹھنے کے بعد مولانا جمیل صاحب سے جب میں نے پوچھا کہ حضرت کا مقصود کیا ہے...

یعنی اس کتاب بوادر سے اقتباس یا عام کتابوں سے انہوں نے فرمایا... اس کو اچھی طرح میں نے خود بھی نہیں سمجھا...

بعد کی حاضری میں موقع پا کر میں نے تفصیل چاہی... تو ارشاد ہوا... عام کتابوں میں جو مضمون مفید نظر آئیں... ان کو یکجا کر لیا کرو..." (یادِ رفتگاں ص 290)

اس فہرست میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کا نام نامی بھی تھا... اس آخری تقسیم سے جو کتابیں بچ رہیں ان کے متعلق فرمایا کہ وہ سب بھیجنے والے سیشن جج صاحب کو واپس کر دو... چنانچہ اسی طرح کیا گیا...

آخری ملفوظ

7 جولائی 1943ء سے حضرت پر غنودگی طاری رہنے لگی... اور استماع ملفوظات سے حاضرین محروم رہنے لگے... وفات سے دو چار روز قبل خواجہ عزیز الحسن صاحب سے مصروف قیل و قال رہے... بہت ہی عجیب و غریب مضامین بیان فرماتے رہے اور بالآخر فرمایا کہ:

"خواجہ صاحب یہ باتیں ہیں لکھنے کی... خواجہ صاحب پھر یہ باتیں سننے میں نہ

Marfat.com

آئیں گی کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ کہیں اس کا اہتمام نہیں..."

پھر مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کا یہ مصرع پڑھا:

ع......رانڈ ہو جائیں گے قانون وشفا میرے بعد

پھر مولانا عبدالسمیع صاحب بیدل کا یہ شعر پڑھا

کرلو اس کی مہمانی چند روز بیدل خستہ کو پاؤ گے کہاں

وفات سے صرف ایک روز قبل عصر کے قریب انتہائی نقاہت کے باوجود ملفوظات کا سلسلہ یکایک شروع فرما دیا... گو آواز بمشکل نکلتی تھی... اور تقریر نہایت آہستہ آہستہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان فیض ترجمان سے صادر ہوتی تھیں... اس حالت میں آپ نے فرمایا کہ:

"میں تو خدا سے چاہتا ہوں کہ میرے اعزہ مجھ سے لاکھ درجے بڑھ جائیں... مگر افسوس ہے کہ اب تک کوئی بڑھا نہیں... میں نے تو ہمیشہ اپنے کو مویشیوں سے بھی بدتر اور کمتر سمجھا... لیکن حضرت حاجی صاحب کی جوتیوں کی برکت سے مجھے اول یوم ہی وہ بات نصیب ہوگئی... حضرت نے ایک ایسی بشارت دی... جس کو میں نے اس لیے کبھی ظاہر نہیں کیا کہ گالیاں پڑیں گی... بڑے بڑے اکابر کا نام لے کر فرمایا... جن کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی میں اپنے آپ کو نہیں سمجھتا کہ یہ اب ان سے بڑھ چلے ہیں... میں ہمیشہ اس کو آئندہ کے لیے بشارت سمجھا کیونکہ اب تک تو میری حالت اس قابل کبھی نہیں ہوئی..." جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانھم

تھے... اسی طرح حضرت تھانوی کو بھی آخری فکر نماز اور حقوق کی تھی خواجہ صاحب سے آخری ایام میں فرماتے تھے کہ:

"مجھے دو چیزوں کا بہت خیال ہے نماز کا اور حقوق کا..."

بالآخر جب سر کنے کی بھی سکت باقی نہ رہی تھی... تو لیٹے لیٹے تیمم اور اشاروں سے

Marfat.com

نماز ادا فرمانے لگے...اور اخیر وقت تک ایک نماز بھی قضا نہ کی... یہاں تک کہ آخری غشی اور انتقال سے تھوڑی ہی دیر پہلے دریافت فرمایا کہ مغرب میں کیا دیر ہے...عرض کیا گیا کہ دس منٹ ہیں...فوراً مکرر استفسار فرمایا کہ وقت کے آنے میں یا وقت کے جانے میں...آخری وقت میں بھی اس شان تدقیق نے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا...

آخر وقت میں مولانا شبیر علی صاحب کو یاد فرمایا...وہ سہارن پور دوائی لینے کے لیے گئے ہوئے تھے...جس پر بہت افسوس فرمایا کہ مجھے خانقاہ کے متعلق ان سے کچھ کام تھا...اس پر بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ مجھ سے فرما دیجئے تو فرمایا کہ تمہاری سمجھ میں نہ آوے گا اور پھر ان کی عدم موجودگی پر افسوس فرمانے لگے...اس پر انہوں نے اصرار فرمایا کہ حاضرین میں سے کسی کو سمجھا دیا جائے تو اس پر خاموشی اختیار فرمائی...

آپ کی الجھن دور کرنے کے لیے بیگم صاحبہ نے مولوی جمیل احمد صاحب کو پیش کیا کہ ان کو سمجھا دیا جائے...تو حضرت نے ان کی توجہ کو دوسری طرف مبذول کرنے کے لیے امانتوں کا صندوقچہ طلب فرمایا...بیگم صاحبہ بھی ماشاء اللہ بڑی فہمیدہ تھیں...وہ بات سمجھ گئیں...اور انہوں نے پھر عرض کیا کہ مولوی جمیل اور مولوی ظفر کو سمجھا دیجئے...
اس پر بھی خاموش رہے...دراصل یہ کوئی ایسے راز و اسرار کی بات تھی...جو مولانا شبیر علی کے سوا کسی اور کو بتانا نہیں چاہتے تھے...چونکہ اس سعادت سے بہرہ ور ہونا عند اللہ مطلوب نہ تھا...اس لیے مولانا شبیر علی صاحب بروقت نہ پہنچ سکے...

یہ باتیں سن کر گھر کی لڑکیاں رونے لگیں...چھوٹی بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ دیکھئے! لڑکیاں رو رہی ہیں ایسی مایوس کن باتیں کیوں کر رہے ہیں...ایسی کیا جلدی ہے...صبح جب سانس کی تکلیف جاتی رہے...اس وقت سمجھا دیجئے...فرمایا رونے والیاں تو باؤلی ہیں...میں مایوسی سے تھوڑا ہی کہہ رہا ہوں...

حقوق العباد کا معاملہ ہے اور اللہ کا حکم ہے...اس لیے سب امانتوں کا سمجھا دینا ضروری ہے...پھر چھوٹی بیگم صاحبہ سے نماز مغرب ادا فرمانے کے بعد پوچھا

Marfat.com

کہ میں دونوں کو ماہوار خرچ دے چکا ہوں... انہوں نے تسلی دی کہ ہمیں بہت کچھ مل چکا ہے... ہمارے پاس خرچ کے لیے بہت کافی موجود ہے... آپ دے چکے ہیں... بے فکر رہیں... پھر لفافوں میں سے امانتوں کی تہیں نکلوائیں... ایک میں چودہ آنے نکلے... فرمایا پندرہ آنے ہوں گے...

مکرر دیکھنے پر اکنی اور اسی لفافہ سے برآمد ہوئی... دوسرے لفافہ سے رقم نکالی گئی پانچ روپے کے چھ نوٹ نکلے... اور کچھ ریز گاری تھیں ان نوٹوں کو خود ہاتھ میں لے کر گننے کی کوشش کی... اور کچھ کہا بھی' مگر زبان لڑکھڑا چکی تھی... کچھ سمجھ میں نہ آیا... اتنے میں غشی طاری ہوگئی اور نوٹ سینے پر بکھر گئے...

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اپنے خادم سے برتاؤ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم تھے بھائی نیاز ....خانقاہ میں آنے جانے والے تمام حضرات انہیں ''بھائی نیاز'' کہہ کر پکارتے تھے....حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص منہ چڑھے خادم تھے اور چونکہ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت کرتے تھے اور حضرت والا رحمہ اللہ کی محبت بھی حاصل تھی تو ایسے لوگوں میں کبھی ناز بھی پیدا ہوجاتا ہے.... تھے تو ''نیاز'' لیکن تھوڑا سا ناز بھی پیدا ہوگیا تھا اس لیے خانقاہ میں آنے جانے والوں سے کبھی غصے بھی ہوجایا کرتے تھے....ایک مرتبہ کسی صاحب نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے بھائی نیاز کی شکایت کی....

حضرت یہ لوگوں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں اور مجھے انہوں نے برا بھلا کہا ہے .... چونکہ حضرت والا رحمہ اللہ کو پہلے بھی ان کی کئی شکایتیں پہنچ چکی تھیں اس لیے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بلایا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ میاں نیاز! یہ تم کیا ہر آدمی سے لڑتے جھگڑتے پھرتے ہو انہوں نے سن کر چھوٹتے ہی جواب میں کہا کہ حضرت! جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو....اب یہ الفاظ ایک نوکر اپنے آقا سے کہہ رہا ہے .... آقا

Marfat.com

بھی کون سے .... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ....

حقیقت میں ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ حضرت! آپ جھوٹ نہ بولیں بلکہ اصل میں ان کا مقصد یہ تھا کہ جن لوگوں نے آپ تک یہ شکایت پہنچائی ہے .... انہوں نے جھوٹی شکایت پہنچائی ہے ان کو چاہیے کہ جھوٹ نہ بولیں .... اللہ سے ڈریں .... لیکن جذبات میں بے اختیار لفظ زبان سے یہ نکلا کہ حضرت! جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو.... اب دیکھئے کہ اگر ایک آقا اپنے نوکر کو ڈانٹ رہا ہو اور نوکر یہ کہہ دے کہ جھوٹ نہ بولو تو اور زیادہ غصہ آئے گا اور زیادہ اشتعال پیدا ہوگا لیکن یہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تھے .... ادھر انہوں نے کہا کہ جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو .... ادھر حضرت والا رحمہ اللہ نے فوراً گردن جھکالی اور فرمایا استغفر اللہ... استغفر اللہ... استغفر اللہ...

اور پھر بعد میں فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی .... وہ یہ کہ میں نے ایک طرفہ بات سن کر ان کو ڈانٹنا شروع کر دیا .... اور حالانکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ کسی ایک کی بات سن کر فوراً فیصلہ نہ کریں جب تک دوسری طرف کی بات بھی نہ سن لیں .... پہلے مجھے ان سے پوچھنا چاہئے تھا کہ کیا قصہ ہوا؟

وہ اپنا موقف پہلے بیان کر دیتا پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ....

لیکن میں نے پہلے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا .... تو غلطی مجھ سے ہوئی اور جب اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو تو میں نے کہا کہ اللہ کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ .... واقعۃً مجھ سے غلطی ہوئی اور میں نے استغفر اللہ پڑھا ....

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ کان وقافا عند حدود اللہ اللہ کے حدود کے آگے رک جانے والے بھائی نوکروں کے ساتھ .... اور خادموں کے ساتھ اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے .... ان کے ساتھ کسی وقت تحقیر کا معاملہ نہ کریں ....

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائیں .... آمین ... (جلد ۲ص ۲۱۷)

Marfat.com

اہل خانہ کی خبر گیری

ابھی کل پرسوں کا واقعہ ہے کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں میں نے خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی یہاں تو سب سمجھ دار لوگ ہیں مگر شاید بعض ناواقف اپنے دل میں اس وقت یہ کہتے ہوں کہ ہائے بیوی کے واسطے نماز توڑ دی بیوی سے اتنا تعلق ہے کہ خدا کی عبادت کو اس کے لئے قطع کر دیا...

بے شک اس وقت اگر کوئی دکاندار پیر ہوتا وہ ہرگز نماز نہ توڑتا کیونکہ اس سے جاہل مریدوں کی نظر میں ہیٹی ہوتی مگر الحمد للہ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی کیا کہے گا اگر کسی کی نظر میں اس فعل سے میری ہیٹی ہوئی وہ شوق سے کوئی دوسرا شیخ تلاش کرلیں جب خدا کا حکم تھا کہ اس نماز کو توڑ دو تو میں کیا کرتا کیا اس وقت جاہلوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے میں حکم خداوندی کو چھوڑ دیتا اور جریج عابد کی طرح نماز میں مشغول رہتا وہ تو اس حکم سے ناواقف تھے اس لئے معذور تھے...

مگر میں بحمد اللہ اس حکم سے ناواقف نہ تھا ظاہر ہے کہ جب بیوی کوٹھے پر سے گری تو اس کی چوٹ کو شوہر ہی ہلکا کر سکتا ہے اور وہی دریافت کر سکتا ہے کہ چوٹ کہاں لگی کہاں نہیں لگی خصوص ایسی حالت میں کہ گھر کے اندر بجز ایک ناسمجھ بچی کے اور ایک معذور بڑھیا کے کوئی امداد کرنے والا بھی نہ تھا اور امداد کرنے والے ہوں بھی تو کوٹھے سے گر جانا بعض دفعہ ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے فوراً ہی کوئی تدبیر ہو جائے تو زندگی کی آس ہو سکتی ہے اس لئے بھی مجھ کو فوراً جانا ضروری تھا اس لئے میں نے شرعاً نماز کا توڑ دینا اور فوراً جا کر ان کی خبر گیری کرنا ضروری سمجھا...

حدیث میں آتا ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی ایک صاحبزادے مسجد میں آ گئے اس وقت وہ چھوٹے

Marfat.com

بچے تھے چلتے ہوئے لڑکھڑاتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ توڑ کر انکو دور ہی سے گود میں اٹھالیا حالانکہ خطبہ بحکم صلوٰۃ ہے جو بدون کسی سخت عذر کے قطع نہیں ہوسکتا...

توجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نواسوں کے لئے خطبہ توڑ دیا تو میں کیا چیز تھا کہ اتنے بڑے حادثے کے وقت سنتوں کی نیت نہ توڑتا اس میں بیوی کی رعایت نہ تھی بلکہ حق تعالیٰ کی رعایت تھی کیونکہ اس وقت خدا کا حکم یہی تھا خدا کے حکم کے سامنے بیوی کیا چیز ہے اگر حق تعالیٰ کسی وقت بیوی کے قتل کا حکم دیں تو سچا مسلمان ایسا بھی کردے گا اور جہاں وہ اس کی خبر گیری کا حکم دیں وہاں وہ اس کے لئے نماز بھی توڑ دے گا اور دونوں صورتوں میں دونوں فعلوں کا سبب حق اللہ ہی ہوگا پس جس جگہ شریعت ترک معمولات کا امر کرتی ہو جیسے سفر میں رفقاء کی رعایت سے فرائض وسنن موکدہ پر اکتفا کرنا یا جس جگہ نماز توڑنے کا امر کرتی ہو جیسے کسی مسلمان کی حفاظت وخبر گیری کے لئے ایسا کرنا وہاں معمولات کی پابندی کرنا غلو فی الدین اور تقویٰ کا ہیضہ ہے...(ماعلیہ الصبر ج۹)

حقوق العباد کی اہمیت کا واقعہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ تھانہ بھون سے کہیں باہر جارہے تھے ایک طالب علم اپنا ٹکٹ نہیں خرید سکا..... حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ گارڈ کو کہہ کر ٹکٹ بنوالو..... وہ طالب علم گارڈ کے پاس گیا تو گارڈ نے یہ کہا کہ تم طالب علم ہو تم سفر کرلو میں تمہیں نہیں پوچھوں گا.....

اس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تو اس کے قبضہ میں نہیں..... اس کے معاف کرنے سے تو معاف نہیں ہوسکتا اس لئے ٹکٹ دے دو.....

چنانچہ گارڈ نے اس کو ٹکٹ بنادیا..... حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اتنے پیسے کا ٹکٹ زائد لے کر ضائع کردیا جتنا سفر وہ کر آیا تھا..... اس واقعہ کو چند ہندو دیکھ رہے تھے..... انہوں نے اپنے دل کی بات کہی کہ..... جب اس طالب علم نے آکر پہلے یہ کہا کہ گارڈ

Marfat.com

نے مجھے کرایہ معاف کر دیا ہے تو ہم دل میں بہت خوش ہوئے کہ اس نے غریب پروری کی ہے ایک غریب کی رعایت کی ہے لیکن جب آپ نے فرمایا کہ یہ مالک نہیں ہے .....اس کو اجازت نہیں ہے کہ دوسرے کے مال میں رعایت کر سکے .....تو ہمیں اپنے دل کا روگ معلوم ہوا کہ ہماری نیت خراب تھی..... (ماہنامہ الحق شوال ۱۳۸۹ھ)

معاملات کی درستگی کا عجیب واقعہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ اعظم گڑھ گیا اور اس ضلع میں چھوٹا سا گاؤں تھا اسٹیشن سے چار میل دور.....وہاں کے لوگوں نے مجھے بلایا تو وہاں سے جب فارغ ہوا اور ریل رات کو گیارہ بجے جاتی تھی.....سردی کا زمانہ تھا تو لوگوں نے کہا کہ سردی کا زمانہ ہے.....

اندھیری رات ہوگی..... بارشیں ہو رہی ہیں.....اس لئے رات کو جانے میں تکلیف ہوگی.....اس لئے مناسب ہے کہ عصر کے وقت اسٹیشن پہنچا دیا جائے رات کو ٹرین آئے گی تو سوار ہو جائیں گے.....حضرت کو سوار کر کے اسٹیشن لائے جو بہت چھوٹا سا تھا نہ ویٹنگ روم نہ مسافر خانہ.....ایک ہی کمرہ تھا دفتر کا اور اسی سے ملا ہوا مال گودام تھا..... بوریاں وغیرہ رکھی تھیں.....اسٹیشن ماسٹر ہندو تھا مگر بھلا آدمی.....اس نے دو چار بوریاں ہٹائیں اور مصلے کی جگہ بنائی اور کچھ آرام کی جگہ ہوگئی.....

حضرت سے کہا کہ آرام سے بیٹھیں.....فرماتے تھے جب مغرب کا وقت ہوا تو میں نے نماز پڑھی اس کے بعد سنتیں اور اس کے بعد نفلوں کی نیت باندھی تو وہ اسٹیشن ماسٹر ایک لیمپ لے کر آیا تا کہ روشنی ہو جائے.....حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''معاً مجھے یہ خطرہ ہوا کہ مال گودام کے لئے گورنمنٹ نے کوئی لیمپ رکھا نہیں ہے یہ محض میری وجہ سے لایا ہوگا.....

تو میں گویا غاصب ٹھہرا میرے لئے حق نہیں کہ اسے استعمال کروں.....نماز میں

Marfat.com

ایک بے چینی شروع ہوگئی کہ اے اللہ تو نے ہمیشہ مجھے مشتبہ چیزوں سے بچایا ہے..... یہ مشتبہ چیز آ رہی ہے جس کا مجھے حق نہیں اس لئے تو ہی بچانے والا ہے.....''

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بمشکل میں نے دو رکعتیں ختم کیں اور اس نے لیمپ رکھا نہیں بلکہ لئے کھڑا رہا جب میں نے سلام پھیرا تو اس نے آگے بڑھ کر کہا کہ: ''میں یہ لیمپ لے کر آیا ہوں اور یہ اسٹیشن کا نہیں میرا ذاتی ہے اس لئے لایا کہ اندھیرے کی تکلیف نہ ہو.....''

حضرت حکیم الامت فرماتے تھے کہ میں نے اتنی دعائیں کیں اس کے حق میں کہ اتنی رعایت ہے اس لئے اس نے خود محسوس کیا کہ مجھے حق نہیں لہٰذا اپنے گھر سے لایا...

ف..... جب طبیعت میں سلامتی ہو تو کافر بھی ہو قدرت رہنمائی کرتی ہے..... بشرطیکہ مذہب کا کوئی جذبہ موجود ہو اخلاقی قدریں اس کے اندر ہوں..... متقی جب تقویٰ تک پہنچ جائے تو حق تعالیٰ ایسے راستے پیدا فرمادیتے ہیں کہ مشتبہات سے بھی بچائے مگر یہ جب ہی ہوتا ہے کہ تقویٰ باطنی کی عادت ڈالے جو تقویٰ ظاہر کا ہے وہ تو یہ ہے کہ برا عمل نہ کرے ناجائز نہ کرے.....

ہر کام جائز عمل کی حد میں اور ایک ہے باطنی تقویٰ وہ زیادہ دقیق ہوتا ہے ہر ایک کی رسائی نہیں ہوتی جب تک کہ اعلیٰ درجہ کا متقی نہ ہو (الحق ص ۸..... ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ)

حقوق العباد

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ایک مرید تھے' جن کو آپ نے خلافت بھی عطا فرمادی تھی اور ان کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت دے دی تھی...

ایک مرتبہ وہ سفر کر کے حضرت والا کی خدمت میں تشریف لائے' ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا' انہوں نے آ کر سلام کیا اور ملاقات کی' اور بچے کو بھی ملوایا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے' اس کے لئے دعا فرمادیجئے...

Marfat.com

حضرت والا نے بچے کے لئے دعا فرمائی' اور پھر ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس بچے کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت اس کی عمر ۱۳ سال ہے' حضرت نے پوچھا کہ آپ نے ریل گاڑی کا سفر کیا ہے تو اس بچے کا آدھا ٹکٹ لیا تھا یا پورا ٹکٹ لیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آدھا ٹکٹ لیا تھا...

حضرت نے فرمایا: کہ آپ نے آدھا ٹکٹ کیسے لیا جب کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا تو پورا ٹکٹ لگتا ہے... انہوں نے عرض کیا کہ قانون تو یہی ہے کہ بارہ سال کے بعد ٹکٹ پورا لینا چاہئے' اور یہ بچہ اگرچہ ۱۳ سال کا ہے لیکن دیکھنے میں ۱۲ سال کا لگتا ہے' اس وجہ سے میں نے آدھا ٹکٹ لے لیا... حضرت نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون... معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تصوف اور طریقت کی ہوا بھی نہیں لگی...

آپ کو ابھی تک اس بات کا احساس اور ادراک نہیں کہ بچے کو جو سفر آپ نے کرایا' یہ حرام کرایا... جب قانون یہ ہے کہ ۱۲ سال سے زائد عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لگتا ہے اور آپ نے آدھا ٹکٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ریلوے کے آدھے ٹکٹ کے پیسے غصب کر لئے اور آپ نے چوری کر لی... اور جو شخص چوری اور غصب کرے ایسا شخص تصوف اور طریقت میں کوئی مقام نہیں رکھ سکتا...

لہٰذا آج سے آپ کی خلافت اور اجازت بیعت واپس لی جاتی ہے... چنانچہ اس بات پر ان کی خلافت سلب فرمالی... حالانکہ اپنے اوراد و وظائف میں' عبادات اور نوافل میں' تہجد اور اشراق میں' ان میں سے ہر چیز میں بالکل اپنے طریقت پر مکمل تھے' لیکن یہ غلطی کی کہ بچے کا ٹکٹ پورا نہیں لیا' صرف اس غلطی کی بنا پر خلافت سلب فرمالی...

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اپنے مرید کے نام خط

پروفیسر مولانا عبدالباری صاحب ندوی مرحوم (سابق صدر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن) مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی ہی کے ساتھ شیخ الاسلام حضرت

Marfat.com

مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے.... آپ کے نام ایک خط ہماری خصوصی توجہ کا مستحق ہے.... خط کا پس منظر خود خط سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا عبدالباری سے کچھ قرض اپنا مکان بنوانے کے سلسلے میں لیا تھا اس قرض کو واپسی میں دیر ہوئی اور قسط وار ادائیگی ہو سکی....

کسی درمیانی خط کے ساتھ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے غالباً کچھ زیادہ معذرت فرمائی کہ ادائیگی میں بہت تاخیر ہو رہی ہے مولانا عبدالباری صاحب نے اس ادائیگی (ڈرافٹ) وصول کر کے جو خط لکھا اس میں رقم کے اس بیمے کو اپنی ''نالائقی کا بیمہ'' قرار دیا.... یعنی حضرت کی معذرت سے شرمندگی محسوس کی.... حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ اسکے جواب میں لکھتے ہیں....

''میرے محترم! آپ ان نقود کے ارسال پر خفگی کا اظہار فرماتے ہیں اور اس بیمے کو اپنی نالائقی کا بیمہ قرار دیتے ہیں کیا تعجب کی بات نہیں ہے کیا آپ نے یہ دستگیری اس وقت نہیں فرمائی تھی جبکہ مجھ کو شدید حاجت تھی.... دیواریں مکان کی چھت تک بلند ہو گئی تھیں اور برسات کا زمانہ آ گیا تھا.... روپیہ ختم ہو چکا تھا....

خوف تھا کہ اگر چھت نہ ڈالی گئی تو دیواریں گر جائیں گی.... آپ نے ایسی ضرورت کے وقت میں دست اعانت دراز فرمایا.... فجزاکم اللہ خیر الجزاء.... پھر جبکہ میں نے کچھ عرصے کے بعد قرضہ کی ادائیگی کے ارادہ کو ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک تو مردانہ مکان سے فارغ نہ ہو جائے تب تک اسکی فکر نہ کرنا چنانچہ سال گزشتہ میں مردانہ حصہ سے بھی فارغ ہو گیا.... اس مدت کو کئی سال گزر گئے.... آپ نے اس تمام مدت میں کبھی اشارۃً یا کنایۃً بھی تقاضا نہیں فرمایا....

کیا یہ دوسرا احسان عظیم الشان احسان نہیں ہے آپ کے معاملات میں کسی قسم کا ادنیٰ درجے کا تغیر نہیں پایا گیا.... حالانکہ القرض مقراض المحبۃ (قرض محبت کے لئے قینچی ہے) مشہور مقولہ ہے.... کیا مجھ کو کسی طرح درست تھا یا ہے کہ ایسے عظیم الشان

Marfat.com

انعامات کو فراموش کر سکوں.... کیا میرے لئے نہایت شرمندگی کی بات نہیں ہے کہ میں نے اس قرض کے ادا کرنے میں سالہا سال کی مدت لگادی.... بیشک میں اپنی ناداری اور مصاریف تعمیر کی بناء پر عاجز تھا.... مگر مجھ کو فی النفس مجوبیت (تنگدلی) ضرور تھی اور ہے.... مہینہ دو مہینہ نہیں سال نہیں.... سالہا سال یعنی تقریباً دس سال یا زیادہ گزر چکے ہیں پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ اس وقت جبکہ میں حجاز جارہا تھا اور جبکہ بتقاضائے وقت و حال لازم تھا کہ میں پوری رقم ادا کرتا...

کیونکہ موت وحیات کا معاملہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا.... چاہئے یہ تھا کہ میں بالکل بری الذمہ ہو کر جاتا اور پوری رقم آپ کی خدمت میں بھیجتا مگر میں نے خواہ بجبوری یا بغیر مجبوری تین سو کی رقم بھیجی اور باقی کے متعلق توکل الی اللہ کیا.... کہ وہ کریم کارساز اس کی کوئی صورت کر دے گا....

مگر تعجب ہے کہ آپ اس پر بھی ایسے الفاظ تحریر فرماتے ہیں آپ کو چاہئے تھا کہ سرزنش فرماتے کہ ایک تو اتنی مدت کے بعد قرضہ ادا کرتا ہے اور پھر وہ بھی پورا نہیں.... تجھ کو شرم آنی چاہئے مگر بجائے میری سرزنش کے آپ خود اپنے کو ملامت کرتے ہیں.... بہر حال میں آپ کے ان عظیم الشان احسانات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجوب (نادم) ہوں کہ اس قدر دیر کیوں ہوئی اور ان شاء اللہ باقی ماندہ رقم بھی جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا اور امیدوار ہوں کہ گزشتہ تاخیرات کو بنظر عفو دیکھیں گے اور اگر آئندہ بھی تاخیر ہو تو اس پر بھی وسعت قلب اور عفو کو کام میں لائیں گے....“ (ماہنامہ الفرقان)

سفر میں ہدیہ نہ لینا

سفر میں آپ کسی سے ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے اور اپنے اس معمول کو غیر معمولی حالات میں بھی نہ توڑتے تھے اور مناسب موقعہ حسن تدبیر سے انکار فرمادیتے یا واپس فرمادیتے... جسے دوسرا بھی برا محسوس نہ کرتا... بلکہ آپ کی شان استغنا کا گرویدہ ہو

Marfat.com

جاتا... نواب ڈھاکہ سے یہ پہلی دفعہ ہی طے ہو گیا تھا کہ کسی قسم کا ہدیہ نقد یا غیر نقد نہ دیا جائے گا... اور نواب صاحب خدمت کرنے کے لیے کسی نہ کسی بہانہ کے متلاشی رہتے تھے... جس روز حضرت نے انکی بچیوں کو بسم اللہ پڑھائی تھی... نواب صاحب نے بذریعہ رقعہ التجا کی کہ ہمارے خاندان میں قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے کہ بسم اللہ پڑھوانے والے کی کچھ نقد سے خدمت کی جاتی ہے... ایسا نہ کیا جائے گا...

تو میری سخت سبکی ہو گی... امید ہے کہ آپ میری سبکی کو گوارا نہ کرتے ہوئے کچھ ہدیہ پیش کرنے کی ضرور اجازت مرحمت فرمادیں گے... حضرت نے جواب دیا کہ:

''سبکی سے بچنے کی تو ایک بہت سہل صورت ہو سکتی ہے وہ یہ کہ مجمع میں تو میں آپ سے لے لوں اور خلوت میں آپ کو واپس کردوں... اس طرح آپ کی وضع بھی قائم رہے گی اور میری مصلحت بھی محفوظ رہے گی... اور میں یہ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس واپسی کی عمر بھر کسی کو اطلاع نہ کروں گا...''

اس کو نواب صاحب نے گوارا نہ کیا اور عرض کیا کہ:

''حضرت میں اپنی وضع کو آپ کی مصلحت پر قربان کرتا ہوں...''

سفارش میں احتیاط

فطری طور پر ہر صاحب غرض کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کا کام جلد نکل آئے خواہ منت سے' خواہ رشوت سے' اور خواہ سفارش سے' سفارش کے لیے ارباب غرض گوشہ نشینوں تک کو بھی آرام واطمینان سے نہیں بیٹھنے دیتے...

حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی اس ''خدمت'' سے مستثنیٰ نہیں تھے... انہیں بھی گاہے گاہے اس کام کے لیے مجبور کر ہی دیا جاتا تھا... مگر اس معاملہ میں وہ انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے اول تو ناجائز یا بے جا سفارش کبھی نہیں کرتے تھے...

جائز اور حق معاملات میں بھی سفارش اس انداز سے کرتے تھے کہ جس سے

Marfat.com

سفارش کرنی ہے... اس کی طبیعت پر بار نہ پڑے... اور فرائض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ ہو... چنانچہ آپ اس سلسلہ میں فرمایا کرتے تھے کہ

"لوگ اس بارہ میں صرف ایک پہلو کو دیکھتے ہیں... یعنی صاحب غرض کا کام کسی طرح نکل جائے... اور اس رخ پر غور ہی نہیں کرتے کہ جس حاکم یا صاحب اختیار کے پاس سفارش کی جا رہی ہے...

اس کی طبیعت پر کیا اثر پڑے گا... کسی کا کام نکال دینا ایک امر مستحب ہے... لیکن مسلمان کو اذیت قلب سے بچانا تو درجہ واجب میں ہے... استحباب کے لیے یہ ترک واجب کیسے جائز ہوگا..."

نظر کی اس گہرائی کے ساتھ احتیاط کے انتہائی مقام کا اندازہ ان کے حسب ذیل سفارش نامہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے...... از اشرف علی عفی عنہ

بخدمت مکرمی جناب ڈپٹی صاحب دام لطفہم ...... السلام علیکم:

ایک صاحب میرے ملنے والے ہیں... ان کے ایک عزیز کا مقدمہ آپ کے اجلاس میں ہے... مجھ کو واقعہ معلوم نہیں ... دوسرے پرچہ پر مجمل یادداشت ...... کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے... میری عادت اپنے عنایت فرماؤں کو مجبور کرنے کی نہیں لیکن جائز رعایت سے مسلمان کو نفع پہنچانا مستحسن ہے...

یہ دونوں پرچے چاک فرما دیجئے... از تھانہ بھون...... والسلام

Marfat.com

حقوق العباد اور معاملات سے متعلق

اہم مسائل وہدایات

(ازافادات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

مدرسہ کے مہتمم کا خود چندہ کرنا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات چندہ وصول کرنے کے لیے کسی بڑے مولانا صاحب کو ساتھ لے گئے یا کوئی بڑے مولانا صاحب یا مدرسہ کے مہتمم خود چندہ وصول کرنے کسی کے پاس چلے گئے تو ان کا خود چلے جانا بذات خود ایک دباؤ ہے کیونکہ سامنے والا شخص یہ خیال کرے گا یہ تو بڑے مولانا صاحب خود آئے ہوئے ہیں اب میں کیسے انکار کروں اور چنانچہ دل نہ چاہنے کے باوجود اس کو چندہ دیا.... یہ چندہ وصول کرنا جائز نہیں... (جلد اص ۱۰۵)

ریل میں زائد نشست پر قبضہ کرنا جائز نہیں

ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب قدس اللہ سرہ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ تم ریل گاڑی میں سفر کرتے ہو.... تم نے ڈبے میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہوگا کہ اس ڈبے میں ۲۲ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے.... اب آپ نے پہلے جا کر تین چار نشستوں پر قبضہ کرلیا اور اپنے لیے خاص کرلیا اور اس پر بستر لگا کر لیٹ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ سوار ہوئے ان کو بیٹھنے کے لیے سیٹ نہیں ملی.... اب وہ کھڑے ہیں اور آپ لیٹے

Marfat.com

ہوئے ہیں....تو یہ ناجائز ہے....اس لیے تمہارا حق تو صرف اتنا تھا کہ ایک آدمی کی نشست پر بیٹھ جاتے....لیکن جب آپ نے کئی نشستوں پر قبضہ کرلیا اور دوسروں کے حق کو پامال کیا تو اس عمل کے ذریعے تم نے دو گناہ کیے....ایک یہ کہ تم نے صرف ایک سیٹ کا ٹکٹ خریدا تھا....پھر جب تم نے اس سے زیادہ سیٹوں پر قبضہ کرلیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیسے دیئے بغیر تم نے اپنے حق سے زیادہ پر قبضہ کرلیا....دوسرا گناہ یہ کیا کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کی سیٹ پر قبضہ کرلیا اور ان کا حق پامال کیا....اسی طرح اس عمل کے ذریعے دو گناہوں کے مرتکب ہوئے....پہلے گناہ کے ذریعے اللہ کا حق پامال ہوا....دوسرے گناہ کے ذریعے بندے کا حق پامال ہوا...(جلد۵ص۱۷۷)

بہنوں کا حصہ میراث

بعض اہل علم بھی ایک غلطی میں مبتلا ہیں...وہ یہ کہ بعض دفعہ کوئی خاص وارث اپنا حق نہیں لینا چاہتا مثلاً بہن عام طور پر اپنا حق نہیں لیتی اور اس کی بناء ابتداء تو ظلم سے ہوئی ہے مگر اب رسم عام ہوگئی کہ میراث میں سے حصہ لینا عورت کے لیے عیوب میں داخل سمجھا جاتا ہے، اس واسطے وہ حصہ نہیں لیتی بلکہ یہ کہہ دیتی ہے کہ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ میرا حصہ بھائی لے لے تو اس کے اس کہنے سے بھائی اس بہن کے حصہ کا مالک نہیں ہوتا کیونکہ اول تو جب اس رسم و رواج کی بناء ظلم پر ہے تو بہن نے طیب قلب سے اپنا حصہ نہیں چھوڑا اور بدون طیب قلب کے کسی کا مال دوسرے کے لیے حلال نہیں...دوسرے اگر فرض کیجئے کہ اس کہنے کی بنا ظلم بھی نہ ہو بلکہ طیب خاطر سے بھی کہہ دے تب بھی بوجہ اس کے اضطرار مالک ہوجانے کے وہ حصہ اس کی ملک ہوگیا اور ملک ہوجانے کے بعد کوئی عقد انتقال ملک کا پایا نہیں گیا...اس لیے وہ حصہ اس کی ملک سے خارج نہیں ہوا بلکہ وہ ترکہ میں سے اپنے حصہ کی بدستور مالک ہے...

اب اس مسئلہ کے چند فروع ہیں...ایک یہ کہ اگر اس نے اپنی زندگی میں نہ

Marfat.com

لیا تو مرنے کے بعد بہن کی اولاد اس کا حصہ پاوے گی اور اگر ماموں سے لینا چاہیں تو شرعاً مطالبہ کر سکتے ہیں... اس میں غلطی کی بناء یہ ہوتی ہے کہ بہن کے اس کہنے کو کہ میں اپنا حصہ لینا نہیں چاہتی کافی سمجھتے ہیں...

حالانکہ یہ کافی نہیں... اس پر شاید یہ سوال ہو کہ اچھا پھر کیا کہیں؟ کیا یوں کہہ دے کہ میں اپنے حصہ سے دست بردار ہوتی ہوں، سو یہ بھی کافی نہیں کیونکہ ابراء دیون سے ہوتا ہے اعیان سے نہیں ہوتا...

یعنی اگر کسی کے ذمہ میرے دس روپے آتے تھے اور میں نے کہا کہ میں نے یہ روپیہ معاف کر دیا تو میرے اس کہنے سے قرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا... یہ تو ہے برأت عن الدین اور اگر میرا قلمدان رکھا ہے میں نے کہا جاؤ میں نے تمہیں یہ قلمدان معاف کر دیا تو اس کہنے سے نہ وہ میرے ملک سے خارج ہوا نہ آپ کی ملک میں داخل ہوا... وہاں "وھبت نحلت اعطیت" (میں نے ہبہ کیا یا بخشش کیا یا عطا کیا) یا اور انہیں کے ہم معنی الفاظ کی ضرورت ہوگی...

اسی طرح تمام شرائط ہبہ کا پایا جانا ضروری ہوگا... اس واسطے بہن کے معاف کر دینے سے وہ حق وراثت معاف نہیں ہوا اور نہ بھائی کی ملک میں داخل ہوا کیونکہ وہ حصہ حصہ عین ہے دَین نہیں ہے...

اگر اس کے واقعی دینے کی نیت ہو تو اس کو الفاظ ہبہ کے ساتھ ہبہ کرنا چاہیے یا بیع کرنا چاہیے اور جو کچھ کرے اس کی شرائط پورے ادا کرنا چاہئیں...

مثلاً اگر ہبہ کرے تو مسئلہ یہ ہے کہ قبل تقسیم کے ہبہ صحیح نہیں... مثلاً ایک جائیداد قابل تقسیم ہے اور اس میں بہن کا حصہ ہے اور بہن نے تقسیم سے پہلے ہبہ کیا تو یہ ہبہ جائز نہیں اور اگر تقسیم کے بعد ہبہ ہوا ہے تو بشرط قبض صحیح ہے غرض ہبہ صرف کاغذی نہیں ہونا چاہیے حسی و حقیقی ہونا چاہیے... کاغذ تو محض تکمیل ہبہ کی سند اور حکایت ہے جس سے پہلے محکی عنہ کا وجود ضروری ہے... (اسرار العبادۃ ج ۷)

Marfat.com

دیکھئے! آپ ایک مرتبہ لقطہ کے احکام کا بیان فرمارہے تھے کہ کسی کو کوئی گمشدہ بکری ملے تو اس کو چاہئے کہ پکڑ لے... اگر مالک مل گیا تو وہ لے لے گا ورنہ تصدیق کے بعد اور کسی کے کام میں آوے گی... اگر اس کو ویسے ہی چھوڑ دے گا تو ممکن ہے کہ بھیڑیا لے جاوے... ایک شخص نے عرض کیا ضالۃ الابل کہ گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے... اس پر آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا مالک ولھا معھا حذاء ھا وسقاء ھا مطلب یہ تھا کہ اونٹ ایسا جانور نہیں کہ اس کو کوئی درندہ پکڑ لے کوئی اس کو ستا نہیں سکتا اس شخص نے بے ڈھنگا سوال کیا تھا اس پر آپ نے غصہ فرمایا اور وہ شخص معذور تھا نہیں کیونکہ اتنی بات وہ بھی جانتا تھا اس قصہ میں آپ نے ضابطہ پر عمل کیا اور اس پر کچھ بھی نہیں ہوا... (شکر العطایا ج ۷)

استعمال شدہ ٹکٹ کا حکم

ایک واقعہ جس میں بعض لوگ طمع سے کام لیتے ہیں یہ ہے کہ بعض دفعہ لفافہ کا ٹکٹ مہر سے بچ جاتا ہے تو اس کو استعمال نہیں کرتا بلکہ ایسے ٹکٹ دیکھ کر سب سے پہلا کام میرا یہ ہوتا ہے کہ اس ٹکٹ کو فوراً چاک کر دیتا ہوں مگر بعض لوگ ایسے ٹکٹوں کو دوبارہ استعمال کرتے ہیں... یہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ ٹکٹ اس اجرت کی رسید ہے جو ڈاک پہنچانے کے عوض میں ڈاک والوں کو دی گئی ہے اور جب خط پہنچ گیا تو انتفاع کامل ہو چکا اب ایک بار کی اجرت میں دوبارہ کام لینا حرام ہے...

مگر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے مگر عوام میں اور خواص میں اتنا فرق ہے کہ عوام گناہ کر کے اس کے جواز کی دلیل بیان نہیں کرتے اور خواص ایسا کریں گے تو اس کے ساتھ لان بھی لگائیں گے... بعض تو یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حربی کا مال ہے اور حربی کا مال بدون عذر کے جس طرح بھی حاصل ہو حلال ہے...

سو اول تو مجھے اسی میں کلام ہے کہ صورت مذکورہ میں عذر نہیں کیونکہ جب یہ معاملہ اجارہ کا ہے اور اجارہ ایک دفعہ کے لئے منعقد ہوا ہے تو دوبارہ اس سے کام لینا

Marfat.com

یقیناً عذر ہے اور اگر پھر بھی حربی کا مال استیلاء سے آپ کو حلال ہو جاتا ہے اسی طرح اگر حربی آپ کے مال پر استیلاء کرے تو اس کے لئے بھی تو آپ کا مال جائز ہو جاتا ہے کیونکہ استیلاء ان کے حق میں بھی سبب ملک سے ہے اب بتلاؤ اگر وہ تمہارا گھر لوٹ لیں تو ان کو بھی اس کا حق ہونا چاہئے پھر اس وقت چیختے کیوں ہو اور شکایت کس لئے کرتے ہو اگر ان کو یہ حق حاصل نہیں تو معلوم ہوا وہ صرف حربی نہیں...

بلکہ معاہد ہیں اور جب معاہد کیساتھ عام حربیوں کا سا معاملہ کرنا آپ کو کہاں جائز ہے بعض لوگ ریل میں بلا کرائے کے سفر کرتے ہیں اور یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ حربی کے مال سے انتفاع جائز ہے پھر بعض تو کہتے ہیں کہ معاہدہ ہوا ہی نہیں اور بعض کہتے ہیں ہوا تھا مگر ٹوٹ گیا... میں کہتا ہوں کہ اگر عہد ٹوٹ گیا ہے تو اگر وہ بھی آپ پر ظلم کریں تو ان کو حق ہونا چاہئے...

پھر اس وقت کیوں احتجاج کرتے اور ان کو معاہدے کیوں یاد دلاتے ہو یہ کیا جب تم کچھ کرو اس وقت تو عہد نہیں اور جب وہ کچھ کریں تو عہد ہو جاتا ہے....

جیسے بمبئی کے سیٹھ کرتے ہیں کہ ان کو سود سے منع کیا جائے تو یوں کہتے ہیں کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور دارالحرب میں سود جائز ہے اور جب زکوٰۃ کے لئے کہا جائے تو کہتے ہیں کہ ہمارا مال تو سودی ہے اور حرام مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی... سود لینے کے وقت تو وہ حلال تھا اور زکوٰۃ دینے کے وقت حرام ہو گیا... ان کی مثال شترمرغ جیسی ہے کہ اس سے اڑنے کو کہا جائے تو کہتا ہے کہ اونٹ ہوں اور کہیں اونٹ بھی اڑا کرتا ہے اور جو کہا جائے کہ پھر بوجھ اٹھا تو کہتا ہے میں تو پرندہ ہوں اور پرندہ بھی کہیں بوجھ لادا کرتا ہے... حضرت عطار فرماتے ہیں:

چوں شترمرغے شناس ایں نفس را — نے کشد بارد نہ پرد بر ہوا
گر بپر گوئیش گوید اشترم — ور نہی بارش بگوید طائرم

Marfat.com

''اپنے نفس کو شتر مرغ کی مانند (چالاک) سمجھو کہ جو تو نہ بوجھ اٹھاتا ہے اور نہ ہوا میں اڑتا ہے لہٰذا اگر اس سے کہا جائے کہ اڑ تو کہتا ہے میں تو اونٹ ہوں اور اگر کہا جائے کہ بوجھ اٹھا تو کہتا ہے کہ میں تو پرندہ ہوں''

مستعمل ٹکٹوں کو استعمال کر کے یہ شخص اپنی حد پر نہ رہے گا اور اس میں مرض طمع بڑھ جائے گا اس لئے اس کو یہ فعل جائز نہیں...

دوسرے حدیث میں ہے لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسه (مشکوٰۃ المصابیح: ۲۵۰۳)

یعنی مسلمان کو نہ چاہئے کہ اپنے کو ذلیل کرے اور مستعمل ٹکٹ لگانے میں ذلت کا اندیشہ ہے، گو وہ کیسے ہی صاف ہوں مگر بعض دفعہ ڈاکخانہ والے خوردبین سے اسے دیکھتے ہیں اور مہر کا خفیف سا اثر ان کو نظر آ جاتا ہے جو ہم کو نظر نہیں آیا تھا....

پھر اس میں بعض دفعہ جیل خانہ ہو جاتا ہے تو چار پانچ پیسوں کے لئے اپنے کو اتنے بڑے خطرے میں ڈالنا کون سی عقلمندی ہے...

اگر ایسا ہی لگانا ہے تو پوسٹ ماسٹر کو اطلاع کر کے لگاؤ دیکھو تو کیسی خبر لی جاتی ہے...اسی واسطے بعض علماء کہتے ہیں کہ چونگی دے دیا کرو تا کہ بعد میں ذلت نہ ہو... نیز بعض دفعہ اس میں اسلام کی ذلت ہوتی ہے...

کیونکہ عرفاً ریل میں بے ٹکٹ سفر کرنا اور استعمالی ٹکٹوں کو دوبارہ کام میں لانا اور چونگی سے مال کو بچا لینا بے ایمانی شمار ہوتا ہے اب اگر کبھی گرفت ہوگئی اور واقعہ کھل گیا اور تم سے عدالت میں سوال ہوا کہ تم نے یہ جرم کیوں کیا اور آپ نے یہ جواب دیا کہ میرے مذہب میں ایسا کرنا جائز تھا جیسا کہ بریلی میں ایک تاجر نے برسرِ عدالت یہی جواب دیا تھا تو عدالت والے یہ کہیں گے کہ توبہ توبہ اسلام بے ایمانی اور چوری سکھلاتا ہے اس لئے مشائخ کہتے ہیں کہ اسلام کو ذلت سے بچانے کے لئے چونگی دے دو اور چار پیسوں کی بچت نہ کرو... یہ وہ مفاسد ہیں جن پر علماء قشر کی نظریں نہیں پہنچتیں، ان کو مشائخ عارفین ہی سمجھتے ہیں... (الجمعین بین النعین ج ۲۴)

Marfat.com

خانگی معاملات

گھر کا خرچ دینے میں بھی یہی گڑبڑ ہے میاں جو کچھ کماتے ہیں بی بی کے ہاتھ میں دیدیتے ہیں بی بی سمجھتی ہے کہ یہ سب مجھے دیدیا یعنی میری مِلک کر دیا اور جس طرح چاہتی ہیں کھاتی اُڑاتی ہیں اسی میں سے خیرات کرتی ہیں اسی میں سے اپنے میکہ والوں کو خوب دل کھول کر دیتی ہیں کیونکہ اطمینان ہے کہ میری ملک ہے بعض وقت جب میاں دیکھتے ہیں کہ اس بے دردی کے ساتھ میری کمائی اُڑائی جارہی ہے اور بازپرس کرتے ہیں تو بی بی صاحبہ کہتی ہیں کہ یہ رقم تم نے مجھے دیدی تھی لہٰذا مجھے اختیار ہے جہاں چاہوں خرچ کروں میاں کہتے ہیں میں تجھے کیوں دیتا میں نے تو بطور امانت دیا تھا غرض خوب تکرار ہوتی ہے یہ خرابی اسی گول مول بات کی ہے...

معاملہ صاف رکھو جو کچھ دو اس کے متعلق تصریح کردو کہ یہ کس مد میں دیا ہے میری رائے یہ ہے کہ بیوی کو جو کچھ گھر کے خرچ کے لئے بھی دو اس کے متعلق بھی تصریح کردو کہ یہ رقم امانت ہے گھر کے خرچ میں ہی صرف کرسکتی ہو لیکن بی بی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنے جی آئی خرچ کرسکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں... اس کی تعداد اپنی اور بیوی کے حیثیت کے موافق ہوسکتی ہے...

مثلاً روپیہ دو روپیہ دس بیس پچاس روپیہ جیسی گنجائش ہو یہ رقم خرچ سے علیحدہ دو لیکن صاف کہہ دو کہ وہ رقم تو صرف گھر کے خرچ کی ہے اور یہ رقم تمہارا جیب خرچ ہے یہ تمہاری مِلک ہے اس کو جہاں چاہو خرچ کرو جب تم جیب خرچ الگ دو گے تو تمہارا یہ کہنے کو منہ ہوگا کہ یہ رقم جو گھر کے خرچ کے لئے دی ہے امانت ہے...

کیونکہ آدمی کے پیچھے بہت سے خرچ ایسے بھی لگے ہوئے ہیں جو اپنی ذات خاص کے ساتھ ہیں، اگر بیوی کو کوئی رقم ذات خاص کے خرچ کے لئے نہ دی گئی کہ جس کو جیب خرچ کہتے ہیں تو وہ امانت میں خیانت کرنے پر مجبور ہوگی اس صورت میں اس پر تشدد کرنا ایک گونہ ظلم اور بے حمیتی ہے یہ طریقہ ہے صحیح معاشرت کا اس میں

Marfat.com

جانبین کا دین محفوظ رہ سکتا ہے مگر ہم لوگوں کے رسم ورواج کچھ ایسے خراب ہو گئے ہیں کہ اگر اب ایسا کیا جاوے کہ گھر کی چیزوں کو الگ الگ میاں بیوی کے نامزد کیا جاوے تو ایک اچنبھے کی بات معلوم ہو گی اور سب ناک بھوں چڑھانے لگیں گے تمام کنبہ اور برادری میں چرچا ہونے لگے گا...

چنانچہ ہمارے یہاں ایک بی بی نے ایک کٹورا ہدیۃً دیا تو میں نے پوچھا یہ تم نے کس کو دیا ہے مجھ کو یا گھر کے لوگوں کو تو اب سوچنے لگیں کہ کیا جواب دوں...

کیونکہ وہ تم رسم ورواج کے موافق اس واسطے لائی تھیں کہ گھر میں کام آوے گا اس سے کیا بحث کہ کس کی مِلک ہو گا جب وہ پہلے سے نیت کر کے لائی ہی نہ تھیں تو میرے سوال کے جواب میں کیا کہتیں؟ آخر بہت سوچنے کے بعد یوں کہا اجی میں نے تو دونوں کو دیا ہے میں نے کہا خیر یہی معلوم ہو گیا کہ یہ کٹورا مشترک ہے"...

اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے یہاں ایک چیز بھی گول مول نہیں مثلاً چارپائیاں گھر میں ہیں ان میں ایک چارپائی میری ہے ایک دوست نے ایک اچھی سی چارپائی دی تھی اس کو میں نے اپنے نام کر لیا ہے باقی چارپائیاں گھر کے لوگوں کی ہیں اسی طرح ہر چیز بٹی ہوئی ہے یوں برتنے میں سب کے آتی ہیں مگر یہ تو معلوم ہے کہ یہ مِلک کس کی ہے موت حیات سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے...اگر کوئی آدمی گھر میں سے کم ہو جائے تو صاف معاملہ کی صورت میں گڑبڑ تو نہ ہو گی کہ یہ چیز کس کی ہے اور یہ کس کی وہ کہے فلانے کی ہے وہ کہے فلانے کی...

سارے گھروں میں یہ انتظام ہونا چاہئے اور اس سے جو لوگوں کو وحشت ہوتی ہے اور بُرا مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ رسم عام نہیں ہے اگر ایک دو آدمی ایسا کرتے ہیں تو نئی سی بات معلوم ہوتی ہے...

اگر یہی رسم عام ہو جاوے تو نہ کوئی بُرا مانے گا نہ اس سے وحشت ہو گی اور اسکے فوائد دیکھ کر سب قائل ہو جاویں گے اور تحسین کرنے لگیں گے زیور میں بھی یہی چاہئے

Marfat.com

کہ جب بنوایا جاوے تو تصریح کر دی جاوے صاف کہہ دیا جاوے کہ بیوی تمہاری مِلک ہے اور اگر انکی مِلک کرنا نہیں ہے تو صاف کہہ دیا جاوے کہ مِلک میری ہے اور تمہارے واسطے عاریت ہے صرف پہننے کی اجازت ہے اب جو ایسا نہیں کیا جاتا تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زیور کے متعلق جو حقوق شرعی ہیں ان میں یہی کوتاہی ہوتی ہے...

مثلاً زکوٰۃ کہ میاں بے فکر ہیں کہ میرے کام میں تھوڑا ہی آ رہا ہے میرے اوپر زکوٰۃ کیوں ہو اور بیوی بے فکر ہیں کہ میری ملک تھوڑا ہی ہے نتیجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کوئی بھی نہیں دیتا، جب خاوند کھسک گئے تو اب بیوی صاحب کہتی ہیں کہ یہ میری مِلک ہے انہوں نے مجھے دیدیا تھا عجیب بات ہے کہ یہ زیور تمام عمر تو پہننے کے لئے تھا...

اس لئے زکوٰۃ شوہر کے ذمہ واجب کی جاتی تھی اور بعد مرنے کے مالک بننے کے لئے بیوی صاحب موجود ہیں غرض خرچ کے لئے تو خاوند مالک اور آمدنی کے لئے بیوی یہ خرابی کاہے سے پیدا ہوئی... صرف اس وجہ سے کہ مِلک علیحدہ نہیں کی گئی اور اگر بنوانے کے بعد ہی تصریح کر دی جاتی کہ یہ کس کی مِلک ہے تو یہ کوتاہی نہ ہوتی اور زکوٰۃ دینے کے وقت یہ حیلہ بھی ذہن میں نہ آتا کہ ہر چیز میری تھوڑا ہی ہے....

بس معاملہ صاف ہونا چاہئے... اگر زیور بیوی کی مِلک کر دیا گیا ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ ہوگی اور اگر عاریۃً دیا گیا ہے تو زکوٰۃ خاوند کے ذمہ ہوگی (یہ اور بات ہے کہ بیوی کی طرف سے بھی اس کی اجازت سے خاوند ادا کر دے زکوٰۃ اس طرح بھی ادا ہو جاتی ہے... کاتب) (کساء النساء ج ۲۰)

ریل کا کرایہ

میرے ایک دوست نے اس رقم ریلوے کے ادا کرنے کی ایک ترکیب سوچی ہے اور مجھ سے بیان کیا کہ جس لائن کی رقم رہ گئی ہے اس رقم کا اسی لائن کا ٹکٹ جتنی دور تک کا مل سکے خرید کر چاک کر ڈالے اور استعمال میں نہ لاوے (اس لئے کہ جس لائن کا نقصان کیا تھا وہ اس طریق پر پورا کر دیا گیا) میں نے بھی پسند کیا...

Marfat.com

مگر خیال رہے کہ ایک لائن کا حق دوسری لائن کا ٹکٹ لینے سے ادا نہ ہوگا... اس لئے کہ کمپنی جدا ہے... ایسٹ انڈیا اودھ روہیل کھنڈ وغیرہ... مگر یہ وقت ایسا عجب ہے کہ اگر کوئی حقوق سے سبکدوش ہونا چاہے تو اس کو احمق بتاتے ہیں...

بچوں کو سزا کا طریقہ

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ نے ایک عجیب نسخہ بتایا ہے فرماتے تھے کہ جب کبھی اولاد کو مارنے کی ضرورت محسوس ہو یا اس پر غصہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو جس وقت غصہ آ رہا ہو تو اس وقت نہ مارو....

بلکہ بعد میں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس وقت مصنوعی غصہ پیدا کر کے مارلو.... اس لیے کہ جس وقت طبعی غصہ کے وقت اگر مارو گے یا غصہ کرو گے تو پھر حد پر قائم نہیں رہو گے.... بلکہ حد سے تجاوز کر جاؤ گے اور چونکہ ضرورتاً مارنا ہے اس لیے مصنوعی غصہ پیدا کر کے پھر مارلو تاکہ اصل مقصد بھی حاصل ہو جائے اور حد سے گزرنا بھی نہ پڑے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ساری عمر اس پر عمل کیا کہ طبعی غصے کے وقت نہ کسی کو مارا اور نہ ڈانٹا....

پھر جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو اسے بلا کر مصنوعی قسم کا غصہ پیدا کر کے وہ مقصد حاصل کر لیتا تاکہ حدود سے تجاوز نہ ہو جائے کیونکہ غصہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں انسان اکثر و بیشتر حد پر قائم نہیں رہتا....(اصلاحی خطبات جلد۴ ص۴۶)

سفر میں خرچ میں احتیاط

ایک صاحب جنہوں نے اپنے لڑکے کو مدرسہ امداد العلوم میں پڑھانا شروع کیا تھا ان کی نسبت حضرت والا نے فرمایا کہ یہ صاحب یہ چاہتے تھے کہ سارے مدرسہ کی دعوت کریں اور سب کو جوڑے پہنا دیں... میں نے کہا کیوں بے فائدہ یہ قصہ کرتے ہو تم خود سفر میں ہو دو روپے کے بتاشے منگوا کر خوشی کے لیے شکریہ کے طور پر تقسیم کر دو کافی ہے...

Marfat.com

جائیداد کے بارے میں احادیث سے اصول

فرمایا کہ جائیداد ہے فساد کی جڑ... ایک بار فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر جائیداد بیچو تو اس روپیہ سے فوراً دوسری خرید لو اور ایک حدیث میں ہے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جائداد مت خریدو تم دنیا دار ہو جاؤ گی...

ان دونوں حدیثوں کے مجموعہ سے مفہوم ہوا کہ اگر جائیداد موجود ہو تو اس کو جدا نہ کرے اور نئی جائداد خریدے نہیں...

تقسیم جائیداد میں اختلاف نہ ہونا

جائداد کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے خاص خاص عزیزوں میں بھی ذرا سی بات پر لڑائی ہو جاتی ہے... مگر والد مرحوم کی جائیداد جب بٹی تو ہم بھائیوں میں ذرا بھی اختلاف نہ ہوا گھر میں بیٹھ کر ایک گھنٹہ میں سب قصہ ختم ہو گیا...

قرعہ نکال کر سب سے اچھا قرعہ چھوٹے کو دیدیا اور اس سے کم درجہ کا اس سے بڑے کو اور اس سے کم درجہ کا اس سے بڑے کو دیا... جو قرعہ محمد مظہر کو دیا گیا وہ سب سے اچھا تھا اب اس کی آمدنی بہت بڑھ گئی ہے... نہایت عمدہ قسم کی زمین ہے...

اہل علم کیلئے انتظامی کاموں سے الگ رہنا ہی بہتر ہے

ارشاد فرمایا کہ میں تو اپنے دوستوں کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو کسی دینی مدرسہ میں درس وتدریس کا موقع نصیب فرمادیں تو انتظام واہتمام کو اپنے لئے قبول نہ کریں کیونکہ دونوں میں تضاد ہے... مدرس اور علمی خدمت کرنے والوں کے لئے یہی زیبا ہے کہ اپنے اسی شغل میں لگے رہیں... مقامی اور ملکی سیاست سے یکسور ہیں... (رمضان المبارک 1348ھ)

مدرسہ کے چندہ سے مہمان کو کھانا کھلانے کا حکم

فرمایا مدرسہ میں جو چندہ آتا ہے اس سے مہمان کو کھانا کھلانا جائز نہیں کیونکہ

Marfat.com

دینے والے کی غرض تو مصارف مدرسہ میں صرف کرنے کی ہوتی ہے اور یہ اس میں داخل نہیں اور مہتمم صرف امین اور وکیل ہوتا ہے مالک نہیں ہوتا جس طرح چاہے تصرف کرے... احقر نے عرض کیا چندہ میں سے ثلث لے کر چندہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں... احقر نے کہا حدیث سرایا سے بعض لوگوں نے تمسک کیا ہے...

فرمایا لاحول ولاقوۃ الاباللہ... اجرت کو غیر اجرت پر قیاس کرلیا وہاں تو امیر عامہ کو لشکر پر حسب مصلحت تقسیم کرنے کا حق ہے اور خود مال مباح ہے اور یہاں قفیز طحان کے علاوہ جہالت اجرت کا فساد موجود ہے...

حرام مال سے عموماً انتفاع نصیب نہیں ہوتا

فرمایا کہ حرص سے مال حرام کبھی جمع نہ کرنا چاہئے جبکہ قرآن شریف میں صاف موجود ہے: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ کیونکہ اگر جمع بھی کرلیا ممکن ہے کہ اتفاقاً بیمار ہوگیا کہ کھانے سے بھی معذور ہوگیا یا اس مال کو چور لے گئے اور انتفاع نصیب نہ ہوا...

تو اس کو تو اتنا ہی ملا جتنا تقدیر میں تھا اور غضب تو یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے ورثہ کے لئے مال حرام جمع کرتے ہیں... یہ تو اور بھی برا ہے کہ خود تو دوزخ میں گئے اور آرام حاصل کیا دوسروں نے... پس مال حرام کو ہرگز جمع نہ کرنا چاہئے...

مسجد کا چندہ کسی اور جگہ لگانا جائز نہیں

ایک صاحب نے پوچھا کہ مساجد میں اگر وقف کا مال زائد از ضرورت ہو تو اس کو جنگ ترکی میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا کہ علاوہ روایت نہ ملنے کے اس میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ اس میں ایک راہ نکلتی ہے... آئندہ ممکن ہے کہ دوسرے مدارس اور انجمن والے اپنی ضرورتوں کے لئے مانگیں...

Marfat.com

دوسرے کے ماتحت سے بلا اجازت کام نہ لینا

فرمایا کہ میں کسی شخص سے جس کا دوسرے کے ساتھ ماتحتی کا تعلق ہو خود اپنے اثر سے کام نہیں لیتا جو جس کا ماتحت ہے اس کی اجازت سے کام لیتا ہوں گو وہ شخص جس کی اجازت حاصل کی جاتی ہے خود میرا ہی ماتحت ہو اس سے انتظام میں گڑبڑ نہیں ہوتی' یہ اصولی بات ہے...

نابالغ سے خدمت میں احتیاط ضروری ہے

ارشاد فرمایا: نابالغ سے بغیر اجازت اس کے باپ کے کام لینا جائز نہیں... اس وجہ سے بعض بچے لوٹے بھر دیتے ہیں... میں اس سے وضو نہیں کرتا مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شاید اس سے وضو جائز نہ ہو کیونکہ بھر لینے سے اس کا ملک ہوگیا اور نابالغ کی چیز کا بلا دام تصرف جائز نہیں...

نکاح ثانی کی قیودات

فرمایا: عورتیں کہتی ہیں تم نے نکاح ثانی کر کے راستہ کھول دیا میں نے کہا میں نے تو بند کر دیا ایک شخص نکاح کرنے کو تھا میں نے پوچھا تمہارے کتنے گھر ہیں کہا ایک میں نے کہا تو مت کرو... تین گھر ہونا چاہئے ایک ایک کا ایک ایک اور جب یہ روٹھ جائیں اپنے گھر جا بیٹھے...

لوگوں کو شوق ہے نکاح ثانی کرنے کا اس میں بڑی تکلیفیں ہیں...

فرمایا: نکاح ثانی کے مسائل اگر کوئی پوچھے تو مجھ سے پوچھے میں اس میں بڑا ماہر ہوں اول اول تو بڑی تکلیف ہوئی سوچ سوچ کر قانون مقرر کیا اب آسان ہوگیا... لطیفہ ارشاد فرمایا جس روز سے نکاح ثانی کیا کھانا اچھا ملتا ہے... ہر ایک کوشش کرتی ہے اچھا کھانا کھلانے کا تاکہ مجھ سے خوش ہو اب ایک روز ایک گھر میں ایک روز ایک گھر میں کھاتے ہیں اسی میں راحت ہے اسی میں آسانی ہے...

Marfat.com

غریب آدمی کو اپنے پاس کسی کی امانت نہ رکھنی چاہئے

فرمایا کہ جو لوگ محتاج اور تہی دست ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے پاس کسی کی امانت نہ رکھیں... کیونکہ اس میں اندیشہ ہے کہ کسی ضرورت میں نفس خرچ کر لینے کی رائے دے اور اگر چہ خرچ کرتے وقت ارادہ ادا کرنے کا ہوتا ہے...

لیکن ہر وقت میسر آنا تو آسان نہیں... علیٰ ہذا قرضہ بھی حتی الوسع نہ لینا چاہئے... اور اگر لیا جائے تو اس کو بہت جلد ادا کر دینا چاہئے، کیونکہ جب ہزاروں کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور قرض خواہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت قرض دار کی نیت ٹھیک نہیں رہتی... سمجھتا ہے کہ سب سے تو سبکدوش ہو نہیں سکتا، رسوائی تو ضرور ہوگی... اب ایک کی رسوائی اور دس کی برابر ہے تو کسی کو بھی ادا نہ کرو...

زمانہ قید کی تنخواہ کا حکم

(ایک خط دکھلا کر) فرمایا کہ ایک مدرسہ سے یہ خط آیا ہے کہ وہاں کے ایک مدرس صاحب نے تحریکات میں حصہ لیا تھا اور ڈیڑھ برس تک جیل میں رہے تو زمانہ قید کی تنخواہ ان کو دینا چاہیے یا نہیں؟ میں نے جواب میں لکھا ہے کہ دو باتیں دریافت طلب ہیں... ۱... نوکر رکھتے وقت ان سے معاہدہ کیا تھا... ۲... وہ تنخواہ لینے والے کیا توجیہ کرتے ہیں صاف صاف لکھو تو جواب دوں...

کثرت مہر کا نقصان

کسی نے سوال کیا کہ ایک عورت کا مہر ۲۵ پچیس لاکھ روپیہ کا تھا اب مرد نہ طلاق دیتا نہ گھر لاتا ہے...

جواب ارشاد ہوا... عدالت سے استغاثہ کی صورت ہو تو جبراً طلاق دی جائے اور اگر مرد کو مہر کا خوف اور عورت کو مہر معاف کرنے سے عدم طلاق کا خوف ہو تو جانبین کی رعایت کی یہ صورت ہے کہ مرد کہے اگر عورت نے مہر

Marfat.com

معاف کر دی تو میری طرف سے طلاق ہے یا تو میں طلاق دیتا ہوں اس صورت میں عورت کے مہر معاف کرتے ہی طلاق ہو جائے گی...

کرایہ کی چیز میں شرط کا حکم

احقر نے عرض کیا کہ اگر کسی کرایہ کی چیز میں یہ شرط ہو کہ اس کو دوسرا شخص استعمال نہ کر سکے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فرمایا کہ یہ شرط وہاں معتبر ہے جہاں اختلاف استعمال کنندہ سے شی مستعمل پر مختلف اثر پہنچے ورنہ شرط غیر مفید ہے مثلاً ٹٹو کی سواری میں یہ شرط معتبر ہے مکان وغیرہ میں معتبر نہیں ہدایہ وغیرہ میں اسی طرح ہے...

روپے کی قدردانی میں اعتدال

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ روپیہ میں چونکہ تصویر ہوتی ہے اس لیئے وہ کوئی احترام کی چیز نہیں مگر چونکہ اس میں ایک دوسری حیثیت بھی ہوتی ہے اور وہ حیثیت اس کا خدا کا نعمت ہونا ہے اس لئے جس ہاتھ میں روپیہ ہوتا ہے میں اس ہاتھ میں جوتا نہیں لیتا کیونکہ خدا کی نعمت کی قدر کرنا چاہیئے اس کے قابل قدر ہونے کی ایک فرع یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ اس کی بھی ضرورت ہے کہ کچھ نقد اپنے پاس جمع رکھے تا کہ حاجت کے وقت تنگی اور تشویش نہ ہو اور اس تنگی سے دین میں خلل نہ ہو تو روپیہ کی حفاظت دین کا ذریعہ بنانا اس کی اعلیٰ درجہ کی قدردانی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اس قدر قدر کرو کہ دین کی بے قدری ہونے لگے...

اگر دونوں کو جمع نہ کر سکو تو پھر اس کو دین پر نثار کر دو اور اگر جمع کر سکو تو اس کی شرط یہی ہے کہ دین محفوظ رہے حقوق واجبہ ادا ہوتے رہیں...

ورنہ پھر وہ مال وبال جان بلکہ وبال ایمان ہو جائے گا حاصل یہ کہ خوشی سے دونوں کو جمع کرو مگر حدود سے تجاوز نہ ہو حقوق کا خیال رہے پھر مال رکھنے کی اور اس

Marfat.com

کی طلب کرنے کی اجازت ہے بلکہ بعض حالتوں میں ضروری ہے یہ اسباب معاش وہ چیز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھوک میں دعا کی تھی...

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌo

اوراس حیثیت سے معاش کا طلب کرنا منافی زہد نہیں... بلکہ مطلوب ہے اوراس سے استغناء خلاف ادب ہے خوب فرمایا ہے...

چون طمع خواہد من سلطان دیں خاک برفرق قناعت بعد ازیں

(جب حق تعالیٰ ہم سے طمع چاہیں تو قناعت پرخاک ڈالو)

خلاصہ یہ کہ نعمت کی قدر ہونی چاہئے مگر نہ اتنی کہ منعم کی بے قدری ہونے لگے ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا راز فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ عاشق احسانی ہیں عاشق ذاتی و عاشق صفاتی نہیں جب تک آرام میں رہتے ہیں کچھ محبت رہتی ہے اور تکلیف میں کچھ بھی نہیں رہتا یہی مذاق فطری جب زیادہ بگڑ جاتا ہے تو پھر وہ حالت ہوجاتی ہے جس کو فرماتے ہیں...

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِo

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِo

(سو جب آدمی کو اس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اس کو اکرام وانعام دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر بڑھادی اور جب اس کو آزماتا ہے یعنی اس کی روزی اس پر تنگ کردیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر گھٹادی)

اور نعمت مال کی بے قدری کی دوصورتیں ہیں ایک اسراف دوسرے بخل اسی لئے اسراف کی بھی ممانعت ہے اور بخل کی بھی ممانعت ہے یعنی غیر مستحق کو تو پہنچا دیا جو اسراف میں ہوتا ہے یا مستحق کو بھی نہیں پہنچایا جو بخل میں ہوتا ہے دونوں صورتیں نعمت الٰہی کی بے قدری کی پھر بخل اور اسراف میں بھی ایک فرق ہے یعنی بخل بھی برا ہے مگر اسراف اس سے بھی زیادہ برا ہے اسراف بعض اوقات افلاس کا سبب ہوجاتا

Marfat.com

ہے اور افلاس کفر کا بخل سے کفر نہیں ہوتا اس لئے میں عوام کے خیال کے خلاف اسراف کو زیادہ برا سمجھتا ہوں جس کی وجہ ظاہر ہے کہ بخیل کو حاجات میں پریشانی نہیں ہوتی اور مسرف کو ہو جاتی ہے اس پریشانی میں اپنا دین چھوڑ دیتا ہے...

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا کمال احتیاط

فرمایا مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ جب مدرسہ دیوبند کے دوات قلم سے کوئی خط لکھتے تھے تو روشنائی اور قلم کے استعمال کے عوض میں ایک پیسہ دے دیتے تھے...

دونوں گھروں کے حقوق کی ادائیگی کا فکر

فرمایا میں نے دونوں گھروں سے حقوق کے متعلق معافی کرالی ہے اور دستخط بھی کرالئے ہیں... یہ کہہ دیا ہے اپنے آپ کو آزاد سمجھوں گا... اور تم کو اس معافی سے رجوع کرنے کا حق بھی ہے مسئلہ بھی بتلادیا مگر اس پر بھی میں مساوات کا پورا پورا خیال رکھتا ہوں اور پھر ڈرتا بھی ہوں (سبحان اللہ) اگر کسی ایک سے خفا ہوتا ہوں تو خفا ہو کر اس وقت دوسرے گھر نہیں جاتا کہ دل شکنی نہ ہو... میرے اس عمل کا اثر اس پر بھی ہوتا ہے...

بہنوں کو میراث نہ دینا یا تساہل کرنا

چھوٹوں کے ساتھ احسان کرنا اور ان کا احسان نہ لینا تو بہت دور گیا... آجکل تو حقوق تک کی پرواہ نہیں... میراث تک کو صحیح تقسیم نہیں کرتے بعضے تو بہنوں کو حصہ ہی نہیں دیتے... یہ تو تقلید کفار اور شریعت کا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے اور جو لوگ حصہ دینے کو ضروری سمجھتے ہیں وہ بھی بعض وقت تساہل کرتے ہیں حالانکہ یہ بڑا ظلم ہے... میرے ایک عزیز کے یہاں کچھ حصہ نابالغوں کا آپڑا تھا اور باقاعدہ تقسیم نہ ہوتا تھا... میں نے انکو فہمائش کی گو وہ لالچی تو نہیں ہیں مگر بعض دفعہ تغافل ہو جاتا ہے... عرصہ تک کچھ پروا نہ کی... آخر میں نے یہ کیا کہ ان کے گھر کہلا بھیجا کہ میرے یہاں کوئی چیز کھانے کی نہ بھیجا کریں کیونکہ مخلوط بحق الغیر ہے اسکا اثر ہوا اور نابالغوں کا حصہ علیحدہ کر دیا...

Marfat.com

اپنی زندگی میں جائیداد کسی کو نہ دے

تقسیم جائیداد کا ذکر ہوا تو فرمایا اپنی حیات میں جائیداد اولاد کو دے دینا ٹھیک نہیں اور اگر دے تو پھر ان سے کچھ توقع نہ رکھے تکلیف توقع رکھنے سے ہوتی ہے...

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں شاعری اور اخبار نویسی کا شغل رکھتا تھا... مگر اب توبہ کر لی کیونکہ اخبار نویسی کے شغل میں ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ فلاں مضمون کی یہ سرخی ہونی چاہئے فلاں اقتباس فلاں جگہ سے ہوگا... وغیرہ وغیرہ...

بغیر کام کے تنخواہ اور بلا ٹکٹ سفر

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ان حضرت نے نفس کے علاج کا بڑا اہتمام کیا ہے... چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ بعض مباحات بھی چھوڑ دینا چاہئیں جہاں یہ شبہ ہو کہ یہ غیر مباح کی طرف مفضی ہو جائے گا' یہ نفس کا علاج ہے...

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ کو جو کہ پہلے ڈپٹی انسپکٹر تھے مدارس کی چھ ماہ کی تنخواہ نہ ملی تھی جب غدر ہو گیا تو تنخواہ کا نوسو روپیہ آیا انکار کر دیا کہ میں نے کوئی کام نہیں کیا جس کی میں تنخواہ لوں کہا گیا کہ کام سے انکار بھی تو نہیں کیا' تسلیم نفس تو بحالہ رہا مگر پھر بھی آپ نے کچھ نہیں لیا...

ایک تو یہ رنگ تھا اب کہتے ہیں کہ بدون ٹکٹ کے سفر کرنا جائز ہے... ایک صاحب سے میری گفتگو ہوئی' کہنے لگے کہ اگر ایسے عمل سے ہم پر دوسروں کا حق چاہتا ہے تو کیا حرج ہے ہمارا بھی تو دوسروں کے ذمہ ہے جب قیامت میں مانگے گا' کہہ دیں گے کہ اس سے وصول کر لو میں نے کہا کیا واہیات ہے...

اگر عدالت کسی قرض خواہ کی ڈگری کر دے کسی پر اور وہ یہ کہے کہ میرا دوسرے پر ہے اس سے وصول کر لو تو کیا یہ عذر قابل قبول ہوگا' جب یہاں کافی نہیں تو قیامت میں تو کیا کافی ہوگا' تب ان کی آنکھیں کھلیں اور توبہ کی...

Marfat.com

کتاب پر تقریظ ایک شہادت ہے

فرمایا کہ اس کے قبل بریلوی خان صاحب کے ایک شاگرد نے ایک کتاب تقریظ کے لئے بھیجی تھی میں نے لکھ دیا کہ مفصل دیکھنے کی فرصت اور مجمل مطالعہ تقریظ کے لئے کافی نہیں کیونکہ تقریظ شہادت ہے اس لئے اس میں واقعہ کی پوری کیفیت معلوم ہونا شرط ہے اس کے جواب میں آج ان کا دوسرا خط آیا ہے لکھا ہے کہ عام رواج علماء کا یہی ہے کہ ایک آدھ مقام دیکھ کر تقریظ لکھ دیتے ہیں اب غور کیجئے کہ جب یہ شہادت ہے تو بدون پورا دیکھے کیسے شہادت لکھ دوں...

بعضے لوگ جیسے خود بد احتیاط ہیں اور رسم ورواج کے پابند ہیں ایسا ہی دوسروں کو بھی سمجھتے ہیں اور پھر کتاب کی بھی دوسری جلد بھیجی جو فقہیات میں ہے جس میں بدعت وسنت کا کوئی اختلاف نہیں پہلی جلد نہیں بھیجی جو معلوم ہوا کہ عقائد میں ہے اور اس میں عقائد بدعیہ کی تائید کی ہے اس کو بھیجتے تب تقریظ لکھتا اس میں سوائے مزخرفات کے اور کیا ہوگا تو اس کا تو ایک ادنیٰ سا جزو دیکھ کر بھی رائے لکھی جاسکتی تھی...

اسی وجہ سے نہیں بھیجی... دوسرے ان بزرگ کو ایسی فرمائش کرتے شرم نہ آئی ساری عمر تو گالیاں دیں اب تقریظ لکھوانے بیٹھے ہیں جس کا ایک سبب ہے...

وہ یہ کہ مصنف نے اس کتاب کو حیدرآباد کے ایک بڑے عہدہ دار کے نام سے معنون کیا ہے اور ان کو یہ معلوم ہوگیا کہ وہ میرے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں تو میری تقریظ سے یہ نفع حاصل کرنا چاہتے تھے کہ وہ ان کے بہت سے نسخے خرید لیں...

اگر میں تقریظ لکھ دیتا تو اس کو کون دیکھتا ہے کہ یہ تقریظ کس جلد پر ہے یہی مشہور کیا جاتا کہ کتاب پر تقریظ ہے تو اس میں ان عقائد کی بھی تصویب ہوتی...

باقی یہ جو لکھا ہے کہ کچھ کتاب دیکھ کر تقریظ لکھ دی جاتی ہے تو جن پر اعتماد ہوتا ہے ان کی ہر بات پر اطمینان ہوتا ہے اس اعتماد پر لکھ دی جاتی ہے گو مجھ کو تو یہ پسند نہیں...

Marfat.com

دوسروں کی ایذا رسانی سے بچنے کے اہتمام کی ضرورت

فرمایا کہ ایک خط آیا ہے ایسے باریک قلم سے لکھا ہے کہ پڑھنا مشکل ہے اور اس پر مزید برآں یہ کہ روشنائی بھی پھیکی ہے یہ بے تمیزیاں لوگوں میں ہوگئی ہیں...

اس کا مطلق خیال نہیں کہ ہماری اس حرکت سے دوسرے کو تکلیف ہوگی دین کو ایک مختصر فہرست میں محدود کر رکھا ہے اور باقی اجزاء کو دین سے خارج سمجھتے ہیں...

حالانکہ دین میں ایک اصل عظیم یہ بھی ہے کہ اپنے سے دوسرے کو تکلیف اور اذیت نہ پہنچے مگر معاشرت ہم لوگوں کی بالکل خراب اور برباد ہو چکی ہے....

یہی وجہ ہے کہ یہ ذلیل وخوار ہیں... معاملات اخلاق سب خراب بس نماز روزہ نفلیں تہجد کے علاوہ اور کسی چیز کو دین کی فہرست میں داخل نہیں سمجھتے...

اس حالت میں کوئی کہاں تک اصلاح کرے اور کرے بھی تو اس پر ناگواری ہوتی ہے دوسرا بھی ان کا نوکر یا غلام نہیں جو اس حالت میں ان کی خدمت کرے...

وقف قبرستان میں بالشت بھر جگہ زائد از ضرورت لینا جائز نہیں

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے بھائی کی قبر قبرستان میں نشیب کے موقع پر ہے بارش کے ایام میں اس پر پانی کا گزر رہتا ہے اگر اس کے چہار طرف حفاظت کی نیت سے ایک ایک بالشت اونچی پختہ بندش کرادی جائے تو کیا حکم ہے...

دریافت فرمایا! کہ وہ قبرستان وقف ہے یا کسی خاص شخص کی مملوک ہے...

سب کے احکام جدا جدا ہیں مشترک احکام نہیں...

اگر وقف ہے تو ایک بالشت بھی جگہ قبر سے زائد لینا جائز نہیں... اس کے متعلق بڑے نازک احکام ہیں جب ہزاروں کے لئے وقف ہے تو ایک آدمی ضرورت سے زائد کیسے اس میں تصرف کرسکتا ہے اور اگر کسی خاص شخص کی یا خاص جماعت کی مملوک ہے تو مالک کی اجازت پر موقوف ہے بشرط عدم مانع... اور یہ سب احکام عقل کے

Marfat.com

موافق ہیں شریعت مقدسہ نے ہم کو آزاد نہیں چھوڑا...کوئی عمل کر کے دیکھے ہماری ہی مصلحتوں اور ضرورتوں کا انتظام فرمایا! ہے اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کا قصور ہے...

آج کل کی سفارش، سفارش نہیں ہوتی

فرمایا کہ آج کل کی سفارش سفارش نہیں ہوتی بلکہ جبر کیا جاتا ہے جو سراسر حرام ہے...زیادہ زور ڈالنے سے مخاطب کو ضرور تکلیف ہوتی ہے تو یہ کونسی خوبی ہے کہ ایک مسلمان کو تو راحت پہنچائی اور دوسرے کو تکلیف...

نیز جو سفارش شریعت کے خلاف ہو اس میں برکت بھی نہیں ہوتی...

ایک شخص نے کسی کو سفارش لکھوانا چاہا...

میں نے کہا کہ میں ان سے پوچھ لوں کہ تم کو تکلیف تو نہ ہوگی...

دو لفافے لاؤ چنانچہ وہ لفافے لائے میں نے ان کو لکھا کہ فلاں شخص یہ چاہتے ہیں اگر تم کہو تو ان کو سفارش لکھ کر دے دوں...وہاں سے کچھ جواب ہی نہ آیا...

لیکن ان کا کام ہو گیا اور انہوں نے (جن کو سفارشی خط لکھا تھا) ان کو (جو سفارشی خط لکھوانے آئے تھے) بواسطہ خط میں یہ لکھا کہ تم نے ان (یعنی حضرت مولانا مد ظلہم) کو کیوں تکلیف دی (ایک صاحب نے مجلس میں سے عرض کیا کہ حضرت کے یہ دو الفاظ سفارش کے دوسروں کے صفحہ کے صفحہ مضمون سے اچھے ہوتے ہیں)

فرمایا خیر یہ تو حسن ظن ہے دیکھئے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی تھیں..

ان کا حضرت مغیث سے نکاح ہوا تھا...پھر یہ آزاد کر دی گئیں (آزادی کے بعد شریعت کا یہ حکم ہے کہ لونڈی چاہے اپنا نکاح رکھے چاہے نہ رکھے...اس کو اختیار ہے) تو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے نکاح فسخ کر دیا تھا...

حضرت مغیث کو چونکہ ان سے عشق تھا وہ بازاروں میں روتے پھرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم مغیث سے نکاح کر لو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال

Marfat.com

کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حکم ہے یا مشورہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مشورہ ہے... انھوں نے کہا کہ میں نہیں مانتی' ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اب تو کوئی مرید اپنے پیر سے ایسی بات کہہ دے فوراً ہی کہیں گے مجلس سے نکال دو' مردود ہو گیا...

کسی غرض کے لئے ہدیہ دینا رشوت ہے

ارشاد ہوا کہ بعض لوگ ہدیہ پیش کرتے ہیں اور ان کا مقصود
کوئی دنیوی غرض کی تحصیل ہوتی ہے... سو یہ ہدیہ نہیں، رشوت ہے
اور بعض کی غرض جواب استفتاء وغیرہ ہوتی ہے
سو یہ اجرت ہے... اور بعض کی غرض ثواب آخرت ہوتی ہے
یہ صدقہ اور خیرات ہے... ہدیہ صرف وہ ہے کہ جو بلا غرض دنیوی و
اخروی صرف تطییب خاطر مسلم کیلئے محبت سے ہو...

انکم ٹیکس زکوٰۃ نہ دینے کی سزا ہے

فرمایا کہ لوگوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انکم ٹیکس انگریزوں سے مقرر کروا دیا، جو قریب قریب زکوٰۃ ہی کے تناسب سے لیا جاتا ہے...

معاملہ کرنے میں احتیاط

آپس کے لین دین اور معاملات میں بڑی فکر و تدبر کی ضرورت ہے...
محض کسی کی ظاہری وضع داری یا دین داری دیکھ کر اعتماد کر کے
معاملہ کر لینا بعد میں بڑی پریشانی کا ذریعہ بن سکتا ہے...

(۱) ایک صاحب نے مالک سے کوٹھی منہ مانگے کرایہ پر حاصل کی...
ایک ماہ بعد مالک نے کرایہ کا مطالبہ کیا تو کرایہ دار نے اسے بینک کا ایک چیک
تھماتے ہوئے کہا کہ میں اس وقت مصروف ہوں....
آپ براہ کرم بینک سے یہ رقم نکلوالیں اپنا کرایہ بھی وصول کر لیں اور باقی رقم

Marfat.com

مجھے دیدیں... اگلے ماہ بھی کرایہ دار نے یونہی چیک دیدیا...

مالک رقم نکلوا آیا... اس طرح بڑی خوشی سے سال مکمل ہوا... سال کے بعد جب کرایہ کا مطالبہ کیا گیا تو کرایہ دار نے کہا...

کیسا کرایہ یہ کوٹھی تو تم مجھے بیچ چکے ہو... دلیل کے طور پر اس نے بینک کی رسیدات اور اسٹیٹمنٹ دکھائی کہ پورے سال تم اتنی اتنی رقم میرے اکاؤنٹ سے حاصل کرتے رہے اور تمام چیکوں پر تمہارے دستخط موجود ہیں... یہ معاملہ اس قدر گھمبیر ہوا کہ مالک کو وہ کوٹھی اسی کرایہ دار کے نام رجسٹری کر کے دینی پڑی...

② ایک صاحب نے مکان کرایہ پر لیا اور اگلے ہی دن مالک سے یہ کہہ کر مالک کے نام پر فون لگوالیا کہ اس کے بغیر میرا گزارہ نہیں...

کرایہ دار صاحب ایک مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی رفو چکر ہوگئے... مہینہ کے اختتام پر جب فون کا بل آیا تو وہ صرف بل ہی نہیں... بلکہ مکمل ڈائری تھی کہ اس فون کے ذریعے گھنٹوں گھنٹوں غیر ممالک میں کالیں کی گئی تھیں... مکمل بل تقریباً پونے تین لاکھ روپے کا تھا... فون چونکہ مالک کے نام تھا اس لیے محکمہ فون والوں نے اپنے نقصان کو یوں پورا کیا کہ اس مکان کو بیچ کر اپنا بل وصول کیا...

یہ دونوں واقعات ہمارے ہی معاشرہ کے ہیں... جو معاملات میں ہماری حالت زار کی نشاندہی کر رہے ہیں... اس لیے ہمیں ہر معاملہ کرتے ہوئے شرعی وقانونی قوانین کو فراموش نہیں کرنا چاہیے...

آجکل لوگ کسی کی نماز کے خشوع... نوافل تہجد اور وظائف واذکار دیکھ کر متاثر ہوجاتے ہیں اور کاروباری یا خاندانی معاملہ کر لیتے ہیں....

جب معاملہ خلاف توقع نکلتا ہے تو پھر تمام دینداروں بلکہ دین کے بھی خلاف باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں...

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص کسی سے کوئی

Marfat.com

معاملہ کرنے لگا... آپ نے اسے ٹوکا اور فرمایا کیا کبھی تم نے اسکے ساتھ کوئی معاملہ کیا ہے... اس نے کہا نہیں... پھر آپ نے فرمایا کیا کبھی تم نے اسکے ساتھ سفر کیا... اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر تم کیسے اس کی شرافت کی گواہی دے رہے ہو؟

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ کسی کے بارہ میں اچھائی برائی کا فیصلہ اسے پرکھے بغیر نہیں کرنا چاہیے...

ہماری بدمعاملگی کی چھوٹی مثال ملاحظہ فرمایئے کہ کرایہ پر رکشہ لینا ہو... تو کرایہ طے کیے بغیر سوار ہو جاتے ہیں اور پھر بعد میں دونوں دست و گریباں ہو رہے ہوتے ہیں... اکثر ڈاڑھی یا نمازی دیکھ کر دھوکہ ہو جاتا ہے کہ آدمی ان چیزوں کو دیکھ کر دیندار سمجھ لیتا ہے...

جبکہ معاملات کی خرابی اس ظاہری دینداری کا پول کھول دیتی ہے اسی لئے کسی کو صرف دیندار سمجھ کر معاملہ بالکل نہ کریں... اچھی طرح دیکھ بھال اور استخارہ اور پھر کسی تجربہ کار خیر خواہ سے مشورہ بھی کر لیں...

الحمدللہ آج مورخہ ۴ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

بمطابق 06 اکتوبر 2016ء کو کتاب ہذا کی تالیف وترتیب مکمل ہوئی

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل محبت اور کامل اطاعت نصیب فرمائے اور جملہ قارئین کو تمام دینی احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو تمام خواتین حضرات کی علمی... عملی... اور اخلاقی اصلاح وتربیت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

علیہ توکلت والیہ انیب

بندہ محمد اسحٰق ملتانی غفرلہ (مرتب کتاب ہذا)

تمت بحمد اللہ

Marfat.com

مُسلمانؔ کی اصلؔ پہچانؔ
مُعاملاتؔ کی دُرستی ہے

اسلامؔ اور مُعاملاتؔ

خبردار.... خبردار

اگر آپ نے خدانخواستہ کسی شخص کی زمین... مال... کاروبار وغیرہ پر قبضہ کیا ہے... وراثت میں اپنے کسی بھائی یا بہن کا حق دبایا ہے... شراکت دار کو دھوکہ دے کر اپنے کھاتے میں زیادہ رقم ڈالی ہے تو اس غبن اور غصب کی نحوست کا سایہ برابر آپ کا پیچھا کرتا رہے گا... جسے آپ بھوت یا سایہ سمجھ رہے ہوں گے... وہ بھوت نہیں بلکہ آپ کا کرتوت ہے جو سایہ بن کر آپ کا تعاقب کر رہا ہے...

یاد رکھیے! جب تک اہل حقوق کو اُن کا حق ادا نہیں کر دیا جاتا تب تک کوئی وظیفہ... کوئی دُعا... کوئی دم... کوئی جھاڑ... کوئی تعویذ آپ کو کام نہیں دیگا...

ہاں! اگر آپ لوگوں کا حق ادا کر دیں تو شاید ان چیزوں کی آپ کو ضرورت بھی نہیں پڑے گی... (جامع الوظائف)

آج گھر گھر لڑائی اور عدالتوںؔ میں
جو مقدماتؔ کی کثرتؔ ہے
اسکی بنیادی وجہ معاملاتؔ کی خرابی ہے
جسؔ کی وجہ سے بھائی بھی
بھائی کا دشمنؔ ہو جاتا ہے
اسی کی فکر پیدا کرنے کیلئے
یہ کتابؔ مرتبؔ کی گئی ہے

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
و دیگر اکابر حضرات

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان 061-4519240

Marfat.com